استناد
نہج البلاغہ

مؤلف

علامہ امتیاز علی خاں صاحب عرشی مرحوم

سابق لائبریرین: رضا لائبریری، رامپور۔ ہند

با مقدمہ

دکتر مهدی خواجہ پیری

مرکز بین المللی میکروفیلم نور، دهلی نو۔ هند

باهمکاری

کتابخانہ رضا۔ رامپور۔ هند

استناد

نہج البلاغہ

مؤلف

علامہ امتیاز علی خاں صاحب عرشی مرحوم

سابق لائبریرین: رضا لائبریری، رامپور

با مقدمہ

دکتر مهدی خواجہ پیری

مرکز بین المللی میکروفیلم نور، دهلی نو۔ هند

باهمکاری

کتابخانہ رضا۔ رامپور۔ هند

پیش لفظ

نہج البلاغہ حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے خطوط اور خطبوں پر مشتمل مجموعہ کا نام ہے کہ جسے ابوالحسن محمد بن حسین موسوی المشہور بہ سید رضی و شریف رضی نے سن ۴۰۰ ہجری قمری میں مجتمع کیا تھا۔ یہ کتاب جو کہ اہم ترین دینی اور اسلامی موضوعات پر مشتمل کتاب ہے تب سے لیکر اب تک سبھی زبانوں میں دانشوروں اور علماء کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ کتاب نہج البلاغہ مؤلف کی جانب سے تین حصوں پر مشتمل ایک مختصر دیباچہ کے ساتھ تحریر کی گئی ہے۔

پہلا حصہ: خطبوں پر مشتمل ہے جسمیں ۲۴۱ خطبے شامل ہیں۔

دوسرا حصہ: خطوط پر مشتمل ہے جسمیں ۷۹ خطوط شامل ہیں۔

تیسرا حصہ: مختصر جملوں پر مشتمل ہے جسمیں ۴۸۰ مختصر کلام واقوال ہیں۔

علاوہ ازایں مؤلف نے جہاں جہاں ضرورت محسوس کی ہے حضرت علی علیہ السلام کی گفتگو اور کلام کے دوران مختصر اور مفید وضاحتیں بھی پیش کی ہیں۔

اب دنیا کی مختلف زبانوں میں ۳۷۰ سے زیادہ نہج البلاغہ کی شروح، تفسیریں اور تراجم طبع ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں۔

قرآن کریم کے بعد اسلامی آثار میں سب سے بڑی تالیف اور جاوداں اثر کے عنوان سے تاریخ اسلامی میں مخالف لوگوں کی جانب سے اس پر

بار ہا یلغار ہوتی رہی ہے اور اس کو احتجاج کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ وہ پہلا قلمکار جس نے نہج البلاغہ کی تصنیف کو اپنا نشانہ بنایا وفیات الاعیان کا مصنف ابن خلکان ہے، اس نے سید مرتضیٰ کی شرح حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: نہج البلاغہ میں جو کلمات بیان کئے گئے ہیں انہیں حضرت علیؑ سے منسوب کئے جانیکے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے، ان کا ماننا ہے کہ وہی نہج البلاغہ کے تحریر کرنیوالے ہیں یا ان کے بھائی سید رضی کی یہ کاوش ہے، نیز انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ علی بن ابیطالب کے کلمات نہیں ہیں بلکہ کسی اور نے انہیں مجتمع کیا اور ان کی طرف نسبت دیدی گئی ہے، یہ کسی اور کا ساختہ و پرداختہ ہے، واللہ اعلم۔

ابن خلکان کے بعد صلاح الدین صفدی اور یافعی اور ابن عماد جیسے مصنفین نے بھی اسی طرح کی باتیں کی ہیں، لیکن ابن خلکان نے یہ تحریر تو کر دیا کہ لوگوں کا نہج البلاغہ کے علی علیہ السلام سے منسوب ہونیکے بارے میں اختلاف ہے، لیکن کوئی ثبوت پیش نہیں کیا ہے، اس کے بعد ذہبی نے بھی سید رضی کے شرح حال کے بیان کے ضمن میں لکھا ہے: ان پر نہج البلاغہ کے گڑھنے کا الزام ہے۔ اور جو کوئی بھی نہج البلاغہ کو پڑھے گا وہ یقین حاصل کرلے گا کہ اس کتاب کو جھوٹ موٹ علیؑ بن ابیطالب سے منسوب کیا گیا ہے۔

اور نویں صدی ہجری میں ابن حجر عسقلانی نے بھی ذھبی کی بات کو دہرایا

ہے۔ لیکن علمائے اہلسنت کی بڑی ہستیوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو نہج البلاغہ پر مہر تائید لگاتے ہوئے اسے امام علی علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں۔

ان میں ابن ابی الحدید معتزلی کا نام سرفہرست ہے کہ جنہوں نے بہت ہی گرانقدر شرح نہج البلاغہ تحریر فرمائی ہے اور اس کتاب کے حضرت علیؑ سے منسوب ہونے کی درستی اور تائید میں لکھتے ہیں: بہت سے مطلبی اور خودغرض لوگوں کا یہ ماننا ہے کہ نہج البلاغہ کے کچھ خطبے بعض شیعہ فصیحوں منجملہ سید رضی قدس سرّہ کے ذریعے معرض وجود میں آئے ہیں اور انہیں حضرت علیؑ کیطرف نسبت دیدی گئی ہے جو کہ یہ کلام خود حضرت علی کا نہیں ہے۔ اس طرح کی باتیں کرنیوالے لوگ ایسے ہیں جو تعصّب کی آگ میں جل رہے ہیں اور دشمنی نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا ہے جس کی وجہ سے وہ صراط مستقیم سے بھٹک گئے ہیں۔

کلام کیسے اور کس طرح کے ہوتے ہیں اس کی روش سے انہیں اس کی بابت واقفیت حاصل نہیں ہے۔ اس کے بعد موصوف نے نہج البلاغہ پر واردہ اعتراضات اور امیر المومنین سے منسوب نہ ہونیکے بارے میں مہمل باتوں کا جواب دیا ہے شیعہ اور سنی علماء نے نہج البلاغہ پر مبنی شبہات کے جواب میں ادوار تاریخ میں بہت سی کتابیں تحریر کی ہیں۔ جنمیں مندرجہ ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

۱۔ استناد نہج البلاغہ تالیف امتیاز علی خان عرشی حنفی

۲۔منهاج نهج البلاغه تالیف علامه سبط الحسن فاضل هنسوی

۳۔ مدارك نهج البلاغه تالیف شیخ هادی كاشف الغطاء

٤۔ نهج السعادة فی مستدرك نهج البلاغه محمد باقر بهبودی

٥۔ مصادر نهج البلاغه تالیف خطیب عبد الله نعمه

٦۔ مصادر نهج البلاغه و اسانیده تالیف خطیب عبد الزهراء الحسنی

۷۔ بحثی کوتاه پیرامون نهج البلاغه تالیف رضا استادی

۸۔ روش های تحقیق در اسناد و مدارك نهج البلاغه تالیف علی دشتی

۹۔ پژوهش در اسناد و مدارك نهج البلاغه تالیف محمد مهدی جعفری

۱۰۔ ما هو نهج البلاغه تالیف سید هبة الدین شهرستانی

۱۱۔ رجال نهج البلاغه تالیف سید قیصر محمود امروهوی

ان جملہ لوگوں نے جنہوں نے نہج البلاغہ کے سلسلہ میں مختصر طور پر بہت مستحکم سند اور دلیل پیش کرتے ہوئے خدمت انجام دی ہے، مرحوم علامہ امتیاز علیخان عرشی ہیں جو کہ چودہویں صدی کے مشہور محقق کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں اور جن کا تعلق سرزمین ہندوستان سے ہے۔

انہوں نے عالم اسلام میں گرانقدر علمی خدمات انجام دی ہیں۔ انہوں نے سفیان ثوری کی تفسیر پر حاشیہ لکھ کر اپنے فن اور تحقیق کی عظمت کا ڈنکا بجادیا۔

موصوف جب رام پور کی لائبریری میں خدمت میں منہمک تھے علم و
ذوق کے ماہراور دلدادہ کے عنوان سے جانے جاتے تھے۔ مرحوم میجر خورشید جن
کا تعلق کشمیر کے شیعہ فرقہ سے تھااور وہ خود بھی صاحب علم وکمال تھے، موصوف
سے دیرینہ تعلقات اور خط وکتابت کا سلسلہ برقرار رکھے ہوئے تھے۔ یہ امتیاز
علیخان کی علمی خصوصیت اور فضیلت تھی کہ انہوں نے سفارش کیئے جانے پر نہج
البلاغہ کی سندوں پر تحقیق وتفحص کا کام شروع کیا جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۴ عیسوی
میں کراچی سے شائع ہونے والے فاران رسالہ میں ان کا مقالہ شائع ہوکر منظر
عام پر آیا، پھر اس مقالہ کے والہانہ اور پرجوش خیر مقدم نے مرحوم عرشی کو اس
سلسلہ میں اپنی تحقیق جاری رکھنے کا حوصلہ دیا جسکے نتیجہ میں استناد نہج البلاغہ کے نام
سے جامع کتاب نے شکل اختیار کی۔ یہی وہ موقع تھا جب عظیم ماہر کتابیات
مرحوم قیصر محمود امروہوی نے جو کہ کچھ عرصہ تک علی گڑھ یونیورسٹی کی مولانا آزاد
لائبریری کے انچارج رہ چکے تھے رجال نہج البلاغہ کے سلسلہ میں گرانقدر تحقیق
شروع کی اور رجال نہج البلاغہ کے عنوان سے گرانقدر تصنیف انجام دی، وہ مرحوم
عرشی کے دوستوں میں سے تھے اور استناد نہج البلاغہ کی تصنیف میں مرحوم کا بھرپور
تعاون کیا اور اس بابت حوصلہ افزائی بھی کی۔ استناد نہج البلاغہ کا اب تک عربی۔
فارسی اور انگریزی زبانوں میں ترجمہ شائع ہوچکا ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ

۱۹۷۲ء میں اردو زبان میں احباب پبلشر لکھنو کی جانب سے شائع ہوئی تھی اور
اب جبکہ جناب پروفیسر عزیز الدین حسین ھمدانی رامپور لائبریری کے انچارج
مقرر ہوئے ہیں انہوں نے علامہ امتیاز علیخان عرشی کے علمی وادبی آثار وتصانیف
کے سلسلہ کو جاری رکھنے کا ارادہ کیا ہے جو کہ مستحسن اقدام ہے۔ اور اب یہ کتاب
دوسری مرتبہ رامپور لائبریری کی جانب سے امام امیر المؤمنین علیہ السلام کے علمی
آثار پر مبنی نمائش کے انعقاد کے موقع پر جو ۲۳؍ جولائی ۲۰۱۲ء کو ہونا طے پائی ہے،
شائع ہونے جا رہی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ اس عظیم لائبریری کی جانب سے
دوسرے گرانقدر علمی اور ادبی شاہکار کے شائع ہونیکے شاہد ہوں گے۔

والسلام علیکم

مھدی خواجہ پیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

یہ مقالہ پہلی بار رسالہ 'فاران' کراچی کے مئی ۱۹۵۴ء کے پرچے میں چھپا تھا۔ اُس وقت مؤلف کو گمان بھی نہ تھا کہ اہلِ علم وارباب تحقیق کے حضور میں اسے اتنی مقبولیت حاصل ہوگی۔ مگر خداوند عالم کی مہربانی دیکھیے کہ اُسی سال 'رضاکار' لاہور نے اسے بالاقساط شائع کیا۔ پھر مزید مسالے کے اضافے کے ساتھ اخبار 'سرفراز' لکھنؤ نے اپنے ایک خصوصی نمبر میں چھاپا جو ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم مغفور کی نظر سے گذرا، تو اُنھوں نے مقالے کو بیحد پسند فرمایا، اور مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی مرحوم کو حکم دیا کہ اس کا عربی ترجمہ مجلہ 'ثقافۃ الہند' میں چھاپا جائے۔ چنانچہ میری نظرِ ثانی کے بعد یہ عربی ترجمہ ثقافۃ الہند کے دسمبر ۱۹۵۷ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس طرح یہ حقیر سی کوشش مشرق و مغرب کے علما و محققین تک پہنچ گئی، اور اُن میں سے متعدد فضلا نے براست و بواسطہ دونوں صورتوں سے مولف کو داد بھی دی اور مزید علمی کاموں کی توفیق کے لیئے دُعا بھی کی۔

مولف نے ۱۹۵۷ء کے بعد بھی اپنے مطالعے کو جاری رکھا اور جو نیا حوالہ ملتا گیا اُسے نوٹ کرتا گیا، تا آنکہ یہ مقالہ اپنی نئی اشاعت کا متقاضی بن گیا۔ برادر محترم میجر خورشید صاحب میری اس سعی میں برابر ہمت افزائی کرتے رہتے تھے۔ اُنھیں جب معلوم ہوا کہ مقالۂ مذکور میں خاصا اضافہ ہوگیا ہے اور اس کے اُردو اور عربی دونوں ایڈیشن نایاب ہیں، تو وہ نئی اشاعت کے درپے ہوئے، اور اپنے پرمحبت اصرار سے مجھ دل کے بیمار بوڑھے سے مقالے پر نظر ثانی کرا کے اس کی کتابی شکل میں طباعت کا انتظام کر دیا۔

خدا کرے، یہ سعی مزید قبول حاصل کرے، اور مولف، ساعیِ اشاعت اور ناشر کے لیے اخروی اجر کا باعث قرار پائے۔ آمین۔

رضا لائبریری، رام پور

۲۵ر اپریل ۱۹۷۲ء

احقر

امتیاز علی عرشی

عرضِ ناشر

نہج البلاغہ شائع کرتے ہوئے ہم نے دو وعدے کئے تھے، ایک تو یہ کہ ہم انشاء اللہ جلد ہی اِس عظیم صحیفۂ مقدس پر ایک مبسوط عالمانہ مقدمہ کتابی شکل میں پیش کریں گے اور دوسرے یہ کہ استناد نہج البلاغہ کے موضوع پر کسی مستند اہلِ قلم کے نتائجِ فکر و تحقیق حاصل کر کے شائع کریں گے۔ بعض وجوہ سے اس وقت تک یہ وعدے پورے نہ ہو سکے۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کم از کم ایک وعدہ پورا کرنے کا موقع حاصل ہو رہا ہے اور ہم اسے بڑے فخر کے ساتھ ناظرین کے پیشِ خدمت کر رہے ہیں۔

ادیب شہیر اور محقق بے بدل جناب امتیاز علی صاحب عرشی کی ذاتِ گرامی محتاج تعارف نہیں۔ موصوف مشرقی علوم کے مشہور محقق اور بہت سی اعلیٰ پایہ کی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ نے استناد نہج البلاغہ کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ چند سال پہلے لکھا تھا اور مسلسل اس پر نظرِ ثانی فرماتے رہے۔ ہمارے بزرگ

اور ہمدرد جناب میجر خورشید صاحب کاشمیری (رامپور) کی ایک سال کی مسلسل جدوجہد اور اصرار پر عرشی صاحب ممدوح نے نظر ثانی کر کے یہ کتاب ہمیں اشاعت کے لئے مرحمت فرمادی۔ میجر صاحب کے جذبۂ ایمانی اور محترمی عرشی صاحب کے ذوق علمی نے ہمیں سرخرو ہونے کا موقع دیا اس کے لئے ہم دونوں کے دل سے شکر گذار ہیں۔ حقیقت یہ کہ شکریہ کا لفظ ہمارے اس جذبۂ تشکر کی ترجمانی نہیں کرتا جس کا اظہار ہم کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال ہم بارگاہِ احدیت میں دست بدعا ہیں کہ وہ دونوں حضرات کو اس کا اجر اپنی درگاہ سے عطا فرمائے۔

دوسرا وعدہ پورا کرنے کے لئے ہماری کوششیں جاری ہیں۔ اگر آپ کی دعا بھی شامل حال رہی تو خدا کی ذات سے امید ہے کہ اس کی سبیل بھی نکل ہی آئے گی۔

نہج البلاغہ شائع کرنے میں ہمارا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مولائے کائنات کے ارشادات زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچیں اس کی ایک صورت یہی ہوسکتی ہے کہ اس کا ایک ارزاں اڈیشن شائع کیا جائے تاکہ وہ لوگ بھی اس سے فیض یاب ہوسکیں، جن کے معاشی دامن وسیع نہیں ہیں۔ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں

کہ ہم اس صحیفۂ مقدس کی اشاعت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں
اور یقین دلاتے ہیں کہ اس خدمت سے کبھی مُنہ نہیں موڑیں گے۔

سیّد انصار حسین رضوی

(ماہلی)

عربی ادب کی مشہور کتابوں میں ایک " نہج البلاغہ " بھی ہے۔ اس میں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے منتخب خطبے، خطوط اور حکیمانہ اقوال جمع کیے گئے ہیں۔ امیر المومنین کی گرامی ذات معدنِ فصاحت و بلاغت ہونے کے ساتھ خلیفۂ راشد یا (اثنا عشری شیعہ) امام معصوم کی حیثیت بھی رکھتی ہے، اس لیے اس کے مشمولات کی اہمیت دُہری ہو گئی ہے۔

مشہور یہ ہے کہ اس کے مؤلف الشریف الرضی ذوالحسبین محمد بن الحسین بن موسیٰ الموسوی الشیعی متوفی ۴۰۶ھ (۱۰۱۵ء) ہیں، جو الشریف المرتضیٰ ذوالمجدین علی بن الحسین المشہور بعلم الہدیٰ متوفی ۴۳۶ھ (۱۰۴۴ء) کے چھوٹے بھائی تھے۔

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں خطبہ شقشقیہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میرے استاد ابوالخیر مصدق بن شبیب الواسطی (متوفی ۶۰۵ھ

مطابق ۱۲۰۸ء) نے سنہ ۶۰۳ھ (۱۲۰۶ء) میں مجھ سے بیان کیا تھا کہ میں نے اپنے استاد ابو محمد عبد اللہ بن احمد المعروف بہ ابن الخشاب (متوفی ۵۶۷ھ مطابق ۱۱۷۲ء) سے یہ خطبہ پڑھا تو اُن سے پوچھا تھا :-

" أتقول إنها منحولة؟"

" کیا آپ اسے جعلی کہتے ہیں؟"

فقال- " لا والله- وإني لأعلم أنه كلامه كما أعلم أنك مصدق"

انھوں نے کہا- " بخدا ہرگز نہیں بحقیقۃ میں تو اسے امیر المومنینؑ کا کلام بالکل اُسی طرح جانتا ہوں جس طرح تمھیں مصدق جانتا ہوں "

فقلت له : إن كثيرا من الناس يقولون إنها من كلام الرضي" فقال- " أنّى للرضي ولغير الرضي هذا النَّفَسُ وهذا الأسلوب- قد وقفنا على رسائل الرضي وعرفنا طريقته في الكلام المنثور- وما يقع مع هذا الكلام في خلٍّ ولا خمر"[1]

میں نے کہا- " بہت سے لوگ اسے رضی کا کلام بتاتے ہیں" انھوں نے فرمایا- " رضی وغیرہ کو یہ طریقہ اور یہ طرز کہاں نصیب! ہم رضی کے خطوط سے واقف ہیں- اور کلام نثر میں اُس کے اسلوب کو پہچانتے ہیں- اُسے اس کلام سے کوئی علاقہ نہیں "

---

[1] شرح نہج البلاغہ جلد ۱ صہ ۲۰۴ طبع ایران-

اس خطبے کے بعض حصّے صدوق نے کتاب التوحید (ص۲۴) اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۴۲) میں بنام امام رضا علیہ السلام، اور کچھ ٹکڑے شیخ صدوق نے کتاب التوحید (ص۳۲۰ و ص۳۲۴) اور شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۳۱) میں امیر المومنینؑ کی ذعلب سے گفتگو میں نقل کیے ہیں۔ ایک جملہ سید مرتضیٰ نے امالی (۱/۱۰۳) میں درج کیا ہے۔

(۹۳) نہج کا کلام نمبر ۱۸۴ اس ٹکڑے پر مشتمل ہے (۲/۱۵۳):

سَلُوْنِي قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُونِی الخ	مجھ سے میرے انتقال سے پہلے سوال کرلو۔

اسے ابو الفرج الاصبہانی نے الاغانی (۱۳/۱۵۹) میں نقل کیا ہے۔

(۹۴) نہج کا خطبہ نمبر ۱۸۸ حسب ذیل ہے (۲/۱۸۵):

اما بعد، فان اللہ سبحانہ وتعالیٰ خَلَقَ الخلق حین خلقھم غنیًّا عن طاعتھم الخ	بعد ازاں، بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا، تو وہ اُن کی اطاعت سے بے نیاز تھا۔

یہ خطبہ شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۸۴) میں نقل کیا ہے۔

(۹۵) نہج کے کلام ۱۹۲ کا ٹکڑا ہے (۲/۱۹۷):

ولقد قُبِضَ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم وإن رأسہ	بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا، تو آپ کا

لعلی صدری الخ	سر میرے سینے پر تھا ۔

یہ ٹکڑا شیخ مفید نے امالی (بحار ۱۷/ ۱۰۵) میں نقل کیا ہے ۔

(۹۶) نہج کا کلام نمبر ۱۹۵ ہے (۲/ ۲۰۶):

واللہ، ما معاویۃُ بأدھی منّی، ولکنہ یَغدِرُ و یَفجُرُ۔ ولولا کراھیۃُ الغدرِ، لکنتُ من أدھی الناس ۔	بخدا، معاویہ مجھ سے زیادہ ہوشیار نہیں ۔لیکن وہ دھوکا دیتا ہے اور بڑا خطا کار ہے۔ اور اگر دھوکا دینے کو میں بُرا نہ جانتا، تو ساری دنیا سے زیادہ چالاک ثابت ہوتا ۔

یہ کلام کلینی نے اصول الکافی (ص۲۳۲) اور فروع کافی (۳/ ۱۰) میں نقل کیا ہے ۔

(۹۷) امیر المومنینؑ کا کلام نمبر ۱۹۷ ہے (۲/ ۲۰۷):

ألسلامُ علیك یا رسولَ اللہِ عنّی وعن ابنتِكَ النازلةِ فی جوارِكَ الخ	یا رسول اللہ، میری اور اپنی اُس بیٹی کی طرف سے آپ پر سلام ہو، جو آپ کے پڑوس میں آگئی ہے ۔

یہ کلام شیخ الطائفہ نے امالی (ص۶۷) میں بعینہ اور کلینی نے اصول کافی (ص۱۲۳) میں بالفاظِ مختلفہ روایت کیا ہے ۔

(۹۸) نہج کا کلام ۱۹۸ یہ ہے (۲/ ۲۰۹):

أيها الناس، إنما الدنيا دارُ مجازٍ والآخرة دارُ قرارٍ۔ فخذوا من ممرّكم لمقرّكم الخ	لوگو! دُنیا گذرگاہ ہے اور آخرت قیامگاہ۔ پس اپنی گذرگاہ سے اپنی قیام گاہ کے لیے کچھ لے جاؤ۔

یہ خطبہ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/۲۵۳) میں مبرد نے کامل میں (ابن ابی الحدید ۲/۲)، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۰۰) میں، ابوعلی القالی نے کتاب الامالی (۱/۲۵۸) میں، بیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی (۲/۳۱) میں اور البکری نے سمط اللآلی (۱/۵۶۹) میں ایک اعرابی کے نام سے، اور ابن نباتہ مصری نے سرح العیون (ورق ۴۳ - الف) میں سحبان بن زخر الوائلی متوفی ۵۴ھ (۶،۴) کے نام سے اور شیخ صدوق نے الامالی (مجلس ۲۳ و ۳۹) میں بنامِ امیرالمومنینؑ درج کیا ہے۔

(۹۹) نہج کا کلام ۲۰۱ ان لفظوں سے شروع ہوتا ہے (۲/۲۱۱):

إني أكرهُ لكم أن تكونوا سبّابين الخ	میں اسے پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے والے بنو۔

یہ کلام ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (بحار ۸/۵،۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۰) نہج کا کلام نمبر ۲۰۳ ہے (۲/۱۲):

أيها الناس، إنه لم يزل أمري معكم على ما أحب حتى نهكتكم الحرب۔	لوگو، میرا معاملہ تمھارے ساتھ میری پسند کے مطابق رہا تا آنکہ جنگ نے تمھیں کمزور کر دیا۔

یہ کلام ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (ص۲۶۱) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۱) نہج کا ۲۰۵ واں کلام ہے (۲/۲۱۴):

إن في أيدي الناس حقاً وباطلاً وصدقاً وكذباً وناسخاً ومنسوخاً وعاماً وخاصاً ومحكماً ومتشابهاً وحفظاً ووهماً، ولقد كُذِب على رسول الله على عهده، حتى قام خطيباً فقال "من كذب عليّ متعمداً فليتبوأ مقعده من النار۔	بیشک لوگوں کے ہاتھوں میں حق اور باطل، سچ اور جھوٹ، ناسخ اور منسوخ، عام اور خاص، محکم اور متشابہ اور یاد اور وہم سب کچھ ہے۔ اور یقیناً رسول اللہ پر خود اُن کے زمانے میں جھوٹ بولا گیا، تا آنکہ آپ نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی اور کہا کہ جو کوئی مجھ پر جان بوجھ کے جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا آگ کو بنالے۔

یہ کلام ابو صادق سلیم بن قیس الہلالی العامری الکوفی (صاحب امیرالمومنین وحسن وحسین وزین العابدین علیہم السلام) نے اپنی

کتاب میں (منہج المقال ۱۶۱-الف - ۱۶۲-الف)، الحرانی نے تحف العقول (ص۴۵) میں اور کلینی نے اصول الکافی (ص۱۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۲) امیر المومنینؑ کا ۲۱۱ واں خطبہ ہے (۲/۲۲۳):

أما بعد فقد جعل اللهُ سبحانه لی علیکم حقًا بولایةِ أمرکم، ولکم علیَّ من الحق مثلُ الذی لی علیکم الخ	بعدازاں، بیشک اللہ تعالیٰ نے تمھارے معاملے کی سربراہی کی وجہ سے میرا حق تم پر قرار دیا ہے۔ اور تمھارا حق بھی مجھ پر ویسا ہی ہے جیسا کہ میرا حق تم پر

یہ خطبہ کلینی نے فروع الکافی (۳/۱۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۳) نہج کا ۲۱۲ واں کلام ہے، جو کلام نمبر ۱۶۷ (۲/۱۰۳) میں بھی آیا ہے (۲/۲۱۲):

اللّٰھم إنی أستعدِیك علی قریشٍ ومن أعانھم، فانھم قد قطعوا رحِمی و أکفأُوا انائی و اجمعوا علی منازعتی حقًا کنتُ أولی به من غیری الخ	اے اللہ میں قریش اور اُن کے مددگاروں کے خلاف تجھ سے انتقام کا طالب ہوں اُنھوں نے مجھ سے رشتہ توڑ لیا اور میرے برتن کو اُلٹ دیا اور بالاتفاق مجھ سے اُس حق پر جھگڑے جس کا میں دوسروں سے زیادہ مستحق تھا۔

یہ کلام، الثقفی کی کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/۲۹۵)
اور ابن قتیبہ کی الامامۃ والسیاسۃ (ص۱۴۷) کے ایک لمبے خطبے کا جزو ہے۔
اس سے ملتے جلتے الفاظ شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص۴۵ و ۶۷) میں
نقل کئے ہیں۔

(۱۰۴) نہج کا ۲۱۴ واں کلام ہے (۲/۲۲۹):

لقد أصبح ابو محمد بهذا لمكان غريبًا أما والله لقد كنتُ أكرهُ أن تكونَ قريشٌ قَتلى الخ	ابو محمد اس جگہ مسافر کی طرح پڑے ہیں بخدا میں اسے برا جانتا تھا کہ قریش مارے جائیں۔

یہ کلام مبرد نے الکامل (۱/۱۲۶) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۷۹) میں اور البیہقی نے المحاسن (۲/۵۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۵) نہج کا ۲۱۶ واں کلام ہے (۲/۲۳۰):

يا لهُ مَراماً ما أبعَدَهُ الخ	وہ شخص مقصد سے کتنا دور ہے!

یہ کلام علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷/۱۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۶) نہج کا ۲۱۹ واں کلام ہے (۲/۲۴۳):

واللهِ لَأنى أُبِيتُ على	بخدا، سعد ان کے کانٹوں پر

حَسَكِ السَّعْدانِ سَهْدًا
وأُجَرَّ فی الأغلالِ مُصَفَّدًا
لأحبُّ إلیَّ من ان ألقیَ
اللهَ ورسولهَ ظالمًا
لبعض العباد الخ

ساری رات جاگ کر گزارنا، اور گلے میں لوہے کا طوق ڈال کر کھینچا جانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول سے اس حال میں ملوں کہ میں نے کچھ بندوں پر ظلم کیا ہو۔

یہ کلام شیخ صدوق نے اپنی امالی (مجلس ۹۰) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۷) نہج کا ۲۲۱ واں خطبہ ہے (۲/۲۴۶):

واعلموا، عبادَاللہ، أنکم
وما أنتم فیہ من ھذہ
الدنیا علی سبیلِ من
قد مَضیٰ قبلکم الخ

بندگانِ خدا، یاد رکھو تم اور دنیا کی جن رنگ رلیوں میں تم پھنسے ہوئے ہو وہ سب اُسی راہ پر گامزن ہے جس پر تمہارے پیش رو جا چکے ہیں۔

یہ خطبہ علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷/۱۴۱) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۸) نہج کا ۲۲۳ واں کلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف پر[1] مشتمل ہے۔ فرماتے ہیں (۲/۲۴۹)

للہِ بلادُ فلانٍ! فقد قوّم
الأوَدَ وداوی العمد و

اللہ فلاں کا بھلا کرے! اُس نے کجی کو سیدھا کیا، اور مرض کا علاج کیا،

[1] شیعہ شارحین اس سے متفق نہیں۔

خلّف الفتنة، وأقام السنة، ذهب نقي الثوب قليل العيب۔ أصاب خيرها، وسبق شرّها۔ أدّى إلى الله طاعته، واتقاه بحقه۔ رحل وتركهم في طرق متشعبة، لا يهتدي فيها الضال، ولا يستيقن المهتدي۔	اور فتنے سے الگ رہا اور سنتِ رسول کو برپا کیا۔ پاک کپڑے لے کر اور کم عیب بن کر گیا۔ حکومت کی بھلائی تک پہنچا، اور اُس کے شر سے آگے نکل گیا۔ اللہ کی اطاعت و تابعداری کی، اور اُس سے کما حقہ ڈرتا رہا۔ اُس نے دنیا سے کوچ کیا اس حال میں کہ لوگ جدا جدا راستوں پر چل پڑے تھے۔ جن میں گمراہ کو راہ نہیں ملتی اور ہدایت یافتہ کو یقین نہیں آتا۔

۔ طبری (۵/۲۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رائے بنتِ ابوحثمہ کی تھی۔ امیرالمومنین نے اُس کی تصویب کی اور یہ فرمایا کہ یہ لفظ اُس نے خود نہیں کہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی زبان پر جاری فرمائے ہیں۔ (نہج البلاغہ، شائع کردہ احباب پبلشرز ص ۶۵)

(۱۰۹) نہج کا ۲۲۴ واں کلام ہے (۲/۲۴۹):

وبسطتم يدي، فكففتها؛ ومددتموها، فقبضتها؛ ثم تداككتم عليّ تداكّ الإبل الهيم على حياضها	تم نے میرا ہاتھ کھولا تو میں نے اُسے روکا، اور تم نے اُسے کھینچا تو میں نے اُسے سمیٹ لیا پھر تم مجھ پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے پیاسے اونٹ حوضوں پر

اپنی باری کے دن ٹوٹتے ہیں۔	یوم ورودھا الخ

اس سے ملتے جلتے جملے ابن عبد ربہ نے العقد (۱۶۵/۲) میں جو خط نقل کیا ہے اُس کے اندر موجود ہیں۔ اور خود یہ کلام شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۴۲ اور کتاب الجمل (ص۱۲۸) میں اور ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۰) نہج کا ۲۲۶ واں خطبہ ہے (۲۵۳/۲):

پس رسولِ اکرم نے اُن باتوں کو جن پر مامور تھے برملا پیش کیا اور اپنے رب کے پیام پہنچائے پھر اللہ نے اُن کے ذریعے سے شگاف کو بھر دیا اور پھٹے کو سی دیا۔	فَصَدَعَ بِمَا أُمِرَ بِهِ وَبَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ۔ فَلَمَّ اللهُ بِهِ الصَّدْعَ وَرَتَقَ بِهِ الْفَتْقَ۔

یہ خطبہ علاوہ واقدی کی کتاب الجمل کے جس کا خود رضیؒ نے حوالہ دیا ہے، ابن عبد ربہ کی العقد (۲/۱۶۴ و ۲۷۷) میں اور شیخ مفید کی الارشاد (ص۱۴۲) اور کتاب الجمل (ص۱۲۸) میں موجود ہے۔

(۱۱۱) نہج کا ۲۳۳ واں خطبہ ہے (۲۵۱/۲):

کھرے اوباش ہیں۔ کمینے غلام ہیں، ہر کونے کھدورے سے اکٹھے کرلیے گئے ہیں	جُفَاةٌ طَغَامٌ، عَبِيدٌ أَقْزَامٌ جُمِّعُوا مِن كُلِّ أَوْبٍ

وتلقطوا من كل شوبٍ۔ | اور ہر دو غلے قبیلے سے انھیں پالیا گیا ہے۔

یہ ٹکڑا ایک طویل خطبے میں سے انتخاب کیا گیا ہے، جو ابراہیم الثقفی کی کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/۲۹۶) اور ابن قتیبہ کی الامامۃ والسیاستہ میں موجود ہے۔

(۱۱۲) نہج کا ۲۳۴ واں خطبہ ہے (۲/۲۵۹):

هُم عَيْشُ العلم ومَوْتُ الجَهْلِ الخ | یہ لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔

یہ خطبہ الحرانی نے تحف العقول (صفحہ ۵۳) میں اور کلینی نے کافی (۳/۱۸۰) میں نقل کیا ہے۔

ماخذ خطوط

ان خطبوں کے ساتھ ساتھ حسبِ ذیل خطوط بھی تاریخ و ادب کی کتابوں میں منقول ہوئے ہیں:-

(۱) نہج کا سب سے پہلا خط اہلِ کوفہ کے نام ہے، جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے برتاؤ کا ذکر فرمایا ہے۔ اُس کا آغاز ہے (۳/۲):

أما بعد فإني أُخبِرُكم | بعد ازاں میں تمھیں عثمان کے

آگے ایک اور مقام پر لکھا ہے :-

"إن کثیرا من أرباب الھویٰ یقولون إن کثیرا من نھج البلاغۃ کلامٌ محدث صنعہ قوم من فصحاء الشیعہ - وربما عزوا بعضہ إلی الرضی ابی الحسن وغیرہ - وھٰؤلاء قوم أعمت العصبیۃُ أعینھم، فضلوا عن النھج الواضح، ورکبوا بنیات الطریق ضلالًا وقلۃ معرفتھم بأسالیب الکلام" [۱]

بہت سے ارباب ہوا کہتے ہیں کہ نہج البلاغہ کا بڑا حصہ جدید کلام ہے، جسے فصحائے شیعہ میں سے کچھ لوگوں نے بنالیا ہے - اور بعض اوقات اس کے کچھ حصے کو ابوالحسن رضی وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں - ان لوگوں کی آنکھوں کو تعصب نے اندھا کر دیا ہے - پس یہ کھلے راستے سے بھٹک گئے - او چھوٹے چھوٹے راستوں پر پڑ گئے - اس لئے کہ یہ لوگ اسالیبِ کلام سے کم واقف تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں نہج البلاغہ کے بڑے حصے کے متعلق یہ خیال علماء کی ایک اچھی خاصی تعداد کا تھا کہ اس کا امیرالمومنینؑ کی طرف انتساب درست نہیں ہے، اور وہ یہ یقین کرتے تھے کہ اس کے مشمولات کو فصحاءِ شیعہ نے لکھا ہے، جن میں خود سید رضی بھی شامل تھے۔

---

[۱] شرح نہج البلاغہ جلد ۱ صفحہ ۵۴۲ -

عن أمرِ عثمانَ حتى يكون سَمْعُهُ كَعِيَانِه ۔
إنَّ النّاسَ طَعَنُوا عليه، فكنتُ رجلاً من المهاجرين أُكثِرُ استِعتابَه وأُقِلُّ عِتابَه الخ

قصّے کی خبر سناتا ہوں، تاآنکہ اُس کا سننا ایسا ہو جیسا اُس کا دیکھنا۔ لوگوں نے اُن پر الزام لگائے، میں مہاجرین میں سے وہ شخص تھا کہ ان کو خوش زیادہ رکھتا تھا، اور اُن پر خفا کم ہوتا تھا۔

یہ خط ابن قتیبہ نے الامامہ (ص۶۸) میں، ابن الشیخ نے امالی (ص۸۱) میں اور شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص۱۱۶ و ص۱۲۴) میں نقل کیا ہے۔

(۲) نہج کا تیسرا خط قاضی شریح کے نام ہے (۳/۴):

یا شریحُ، أما إنك سيأتيك من لا ينظُرُ في كتابك ولا يسألك عن بيِّنَتِك الخ

اے شریح، تیرے پاس جلد ہی وہ آپہنچے گا جو نہ تیری دستاویز ہی دیکھے گا اور نہ تیرے گواہوں کو پوچھے گا۔

یہ خط شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۵۱) میں نقل کیا ہے۔

(۳) نہج کا ۵ واں خط اشعث بن قیس عاملِ آذربائیجان کے نام ہے - اس کا آغاز ہے (۳/۷):

وإن عملك ليس لك بطُعْمَةٍ ولكنه في عنقك

تیرا کام تیرا کھاجا نہیں ہے بلکہ وہ تیری گردن میں امانت ہے اور

أَمَانَةُ، وانت مُسْتَرعًى لمن فوقك الخ	تو اپنے سے بلند رتبہ کی نظر کے نیچے ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۳) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۹۲) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۸۳) میں نقل کیا ہے۔

(۴) نہج کا چھٹا خط حضرت معاویہ کے نام ہے۔ فرماتے ہیں (۳/۷)

إنّہٗ بایعنی القومُ الّذین بایعوا ابا بکرٍ وعمر و عثمان علی ما بایعوهم علیہ، فلم یکن للشاهدِ أن یختار ولا للغائبِ ان یَرُدَّ۔ الخ	بیشک میری بیعت اُنھیں لوگوں نے کی ہے جنھوں نے ابوبکر و عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی اور اُسی بات پر کی ہے جس پر ان کی کی تھی پس حاضر کو پسند کرنے اور غائب کو رد کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۸) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۹۳) میں، ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری متوفی ۲۹۰ھ (۹۰۳ء) نے الاخبار الطوال (ص ۱۶۶) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۸۴، ۲۸۶) میں نقل کیا ہے۔

(۵) نہج کا ۷ واں خط بھی انھیں کے نام ہے اور اس طرح شروع ہوا ہے (۳/۸)

أما بعد فقد أتتني منك موعظةٌ مُوَصَّلةٌ ورسالةٌ مُحَبَّرَةٌ الخ	بعد ازاں، مجھے تیری جانب سے بناوٹی نصیحت اور آراستہ خط ملا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۳۳ و ص۳۴) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص۱۰۱) میں، مبرد نے الکامل (۱/۱۹۳) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۸۴) میں نقل کیا ہے۔

(۶) نہج کا ۸واں خط جو جریر البجلی کے نام ہے یوں شروع ہوا ہے (۳/۹):

أما بعد فإذا أتاك كتابي هذا، فاحمِلْ معاويةَ على الفصلِ الخ	بعد ازاں، جب میرا یہ خط تجھے ملے، تو معاویہ کو قطعی فیصلے پر آمادہ کرنا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۳۲) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۸۴) میں نقل کیا ہے۔

(۷) نہج کا ۹واں خط یہ ہے (۳/۱۰):

فأراد قومُنا قتلَ نبيِنا واجتياحَ أصلِنا، وهمّوا بنا الهمومَ وفعلوا بنا الأفاعيلَ الخ	پس ہماری قوم نے چاہا کہ ہمارے نبی کو مار ڈالے اور ہماری جڑ اکھاڑ پھینکے اور انھوں نے ہم پر رنج وغم کے پہاڑ توڑنا چاہے، اور ہمارے ساتھ نازیبا کام کیے۔

یہ پورا خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۳۸) میں اور اس کا تیسرا پیراگراف ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۲۸۶) میں نقل کیا ہے۔

(۸) نہج کا ۱۰ واں خط یوں شروع ہوا ہے (۳/ ۱۲):

وکیف أنت صانعٌ اذا تکشفت عنك جلابیبُه ما أنت فیه من دنیا قد تبھّجت بزینتِھا وخدعت بلذّتھا الخ	تو اس وقت کیا کرے گا جب تیرے سامنے سے دنیا کے پردے اٹھ جائینگے وہ دنیا جو اپنے سنگار کے باعث خوبصورت نظر آتی ہے اور اپنی لذت سے دھوکا دیتی ہے۔

اس خط کے ابتدائی دو ٹکڑے " وإنه یوشِكُ " سے " ولا شرفٍ بَاسِقٍ " تک ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۵۹) میں نقل کیے ہیں۔

(۹) نہج کا ۱۱ واں خط ہے (۳/ ۱۴):

فإذا نزلتم بعدوٍّ او نزل بکم، فلیکن معسکرُکم فی قُبُلِ الأشراف و سِفاحِ الجبال الخ	جب تم دشمن کے مقابل پڑاؤ ڈالو یا وہ تمھارے سامنے آکر اترے، تو تمھاری لشکر گاہ بلندیوں کے آگے اور پہاڑوں کی تلیٹی میں ہونا چاہیے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۶۶) میں اور الحرانی نے

تحف العقول (ص۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰) نہج کی ۱۲ ویں وصیّت ہے (۳/ ۱۵):

اِتَّقِ اللّٰہ الّذی لا بُدّ لَكَ من لِقائِہ الخ	اُس خدا سے ڈرتے رہو جس سے ملنا لابدی ہے۔

یہ وصیّت ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۸۰) میں نقل کی ہے۔

(۱۱) نہج کا ۱۳ واں خط یہ ہے (۳/ ۱۵):

وقد أمّرْتُ علیکما و علی من فی حَیّزِکما مالكَ ابن الحارث الأشترِ۔ فاسْمَعا لہٗ واطِیعَا واجعلاہ دِرْعا ومِجَنًّا الخ	میں نے تم پر اور تمھاری کمان کے آدمیوں پر مالک بن حارث اشتر کو حاکم بنایا ہے اب تم اُس کی سنو اور مانو، اور اُسے زرہ اور ڈھال بنالو۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۱۵۱) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۵/ ۲۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲) نہج کی ۱۴ ویں وصیّت یہ ہے (۳/ ۱۶):

لا تقاتلوھم حتی یَبدَؤکم الخ	اُن سے جنگ نہ کرنا جب تک وہ پہل نہ کریں۔

یہ وصیّت ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۱۰۶) میں نقل کی ہے۔

(۱۳) نہج کا ۱۶ واں خط ہے (۳/۱۷):

لا تشتدّنّ علیكم فرّةٌ
بعدها كرّةٌ

تم پر وہ فرار گراں نہ ہوگا جس کے بعد
تمہاری طرف سے حملہ ہو۔

اس کا آخری حصّہ جو " فوالذی خلق الجنۃ " سے شروع ہوتا ہے، ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۱/۸۹) میں نقل کیا ہے۔

(۱۴) نہج کا ۱۷ واں خط یہ ہے (۳/۱۸):

فاما طلبُك إلیّ الشامَ
فإنّی لم أكن لِأُعطیك الیومَ
ما منعتك أمسِ الخ

رہا تیرا مجھ سے شام کا ملک مانگنا
تو تجھے آج بھی وہ نہیں دوں گا جو کل
روک چکا ہوں۔

یہ خط نصر ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۷۹ و ص ۲۵۲) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (۱۱۵) میں، دینوری نے الاخبار الطول (ص ۱۹۹) میں، مسعودی متوفی ۳۴۶ھ (۹۵۷ء) نے مروج الذہب (۲/۴۸) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی (۱/۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۱۵) نہج کا ۱۸ واں خط ہے (۳/۲۰):

إعلم أنّ البصرة مَهبِطُ
إبليسَ، ومَغرِسُ الفِتَنِ،

یہ جان لو کہ بصرہ شیطان کا گھر اور
فتنوں کی کھیتی ہے اس کے باشندوں سے

فحادِثْ أهلَها بالإحسان إليهم، وأحْلُلْ عُقْدةَ الخوفِ عن قلوبهم۔	احسان کا برتاؤ کرنا اور ان کے دلوں سے خوف کی گانٹھ کھول دینا۔

اس پیراگراف کا آخری جملہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۵۸) میں، عبداللہ ابن المعتز العباسی متوفی ۲۹۶ھ (۹۰۸ء) نے کتاب البدیع (ص۴) میں اور ابو ہلال عسکری نے الصناعتین (ص۲۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۶): نہج کا ۲۲ واں خط ہے (۳/۲۳):

أما بعد، فإن المرءَ قد يَسُرُّه دَرْكُ ما لم يكن ليفوتَه، ويسوءه فوتُ ما لم يكن ليدركه الخ	بعد ازاں، آدمی کو کبھی اُس شے کا پانا خوش کرتا ہے جسے وہ کبھی کھو نہ سکتا تھا اور اُس شے کا کھو دینا غمگین بنا دیتا ہے جسے وہ پا نہ سکتا تھا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۵۸) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۴۶) میں، القالی نے الامالی (۲/۹۶) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۱/۳۵۵) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/۱۱۳) میں، ابو حیان التوحیدی نے کتاب البصائر (۳۵۳) میں اور باقلانی نے اعجاز القرآن (۱/۱۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۷) نہج کا ۲۷ واں خط ہے (۳/۳۱):

فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ وَأَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ ۔	پس اُن کے لیے اپنا بازو جھکا دے، اور اپنا پہلو نرم کر دے ۔

یہ خط شیخ مفید نے کتاب المجالس اور کتاب الامالی (بحار، ۱۰۱/۱) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۶) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص۱۴) میں نقل کیا ہے ۔

(۱۸) نہج کا ۳۰ واں خط ہے (۳/۱۴) :

فَاتَّقِ اللّٰهَ فِيمَا لَدَيْكَ وَانْظُرْ فِي حَقِّهِ عَلَيْكَ، وَارْجِعْ إِلَى مَعْرِفَةِ مَا لَا تُعْذَرُ بِجَهَالَةِ الخ	تو اللہ سے اُن چیزوں کے بارے میں ڈرتے رہنا جو تیرے پاس ہیں اور اپنے آپ پر اُس کے حق کو نظر میں رکھنا اور اُس چیز کے جاننے کی طرف دھیان دینا جس کے نہ جاننے پر معذور نہ قرار دیا جائے ۔

ابن ابی الحدید (۲/۲۶۰) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو ارباب سیر نے زیادہ مکمل شکل میں نقل کیا ہے ۔ چنانچہ وہ اس کا آغاز یوں بتاتا ہے :-

اما بعد فقد بلغني كتابك تذكر مشاغبتي الخ	بعد ازاں مجھے تیرا خط ملا، جس میں تو نے میری شر پسندی کا ذکر کیا ہے ۔

(۱۹) نہج کا ۳۱ واں خط ہے (۳/۱۴۲) :

من الوالدِ الفانِ المقرّ للزمانِ المُدبرِ العُمُرِ الخ	اُس باپ کی طرف سے جو مرنے والا ہے، زمانہ کے بس میں ہے اور کہن سال ہے۔

یہ طویل خط ابو احمد حسن بن عبد اللہ بن سعید عسکری نے کتاب الزواجر والمواعظ میں (بحار ۱۷/ ۵۷)، کلینی نے کتاب الرسائل میں (بحار ۱۷/ ۵۷)، الحرانی نے تحف العقول (ص ۱۴۱) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۳۶۲) میں نقل کیا ہے۔

(۲۰) نہج کا ۳۲ واں خط ہے (۳/ ۶۴):

وأردیتَ جیلاً من الناس کثیراً ۔ خدعتھم بغیّک، و ألقیتھم فی موجِ بحرِک الخ	تو نے بہت لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ اُنھیں اپنی گمراہی سے دھوکا دیا اور اپنے سمندر کی موج میں ڈال دیا۔

یہ خط ابوالحسن علی بن محمد المدائنی متوفی ۲۲۴ ھ (۸۳۹ ء) نے مع اس کے جواب کے نقل کیا ہے (ابن ابی الحدید ۲/ ۲۸۱)،

اور اس کا آغاز یوں بتایا ہے	
اما بعد فإنّ الدنیا دارُ تجارۃٍ و ربحُھا و خسرُھا فی الآخرۃِ الخ	بعد ازاں، دنیا تجارت گاہ ہے اور اس کا نفع یا نقصان آخرت میں ملے گا۔

(۲۱) نہج کا ۴۳ واں خط ہے (۳/ ۶۶):

اما بعد فقد بلغنی
موجدتك من تسريح الاشتر
إلى عملك، وإنّي لم أفعل
ذلك استبطاءً لك في الجهد الخ

بعد ازاں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم
اس سے رنجیدہ ہو کہ تمہارے کام پر اشتر کو
بھیج دیا گیا ہے۔ میں نے یہ کام اس بنا پر
نہیں کیا ہے کہ تمہیں کوشش کے اندر
سست پایا تھا۔

یہ خط ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۲/۲۹۲)
میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۶/۵۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۲) نہج کا ۳۵ واں خط ہے (۳/۶۷):

أمّا بعد، فإن مصر قد
افتتحت ومحمدُ بن أبي بكرٍ،
رحمه الله، قد استشهد الخ

بعد ازاں، مصر (دشمن کے ہاتھوں)
فتح ہو گیا اور محمد بن ابی بکر، اللہ اُس پر
رحم کرے، شہید کر ڈالا گیا۔

یہ خط بھی ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/۲۹۵)
میں اور طبری نے تاریخ (۶/۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۲۳) نہج کا ۳۶ واں خط ہے (۳/۶۷):

فسرّحتُ إليه جيشاً كثيفاً
من المسلمين. فلمّا بلغه
ذلك شمّر هارباً۔

میں نے اُس کی طرف مسلمانوں کا
بڑا لشکر بھیجا۔ جب اس کی اُسے اطلاع
ملی، تو وہ بھاگ کھڑا ہوا

ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ مطابق ۱۲۸۲ء) نے "وفیات الاعیان" میں شریف المرتضیٰ کے حال میں لکھا ہے کہ :۔

قد اختلف الناس فی کتاب نہج البلاغۃ المجموع من کلام الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ هل هو جمعه أم جمع أخیه الرضی۔

وقد قیل : إنه لیس من کلام علی. وانما الذی جمعه ونسبه الیه هو الذی وضعه۔ واللہ أعلم[1]

لوگوں کو کتاب نہج البلاغہ کے بارے میں، جو مجموعہ ہے امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کلام کا، اختلاف ہے کہ اسے مرتضیٰ نے جمع کیا ہے یا اُن کے بھائی رضی نے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ علیؑ کا کلام نہیں۔ جس نے اسے جمع کیا اور اُن کی طرف منسوب کیا ہے، اُسی نے یہ بنایا ہے۔ واللہ اعلم

ابن خلکان کے بعد ابن الاثیر نے "مختصر الوفیات[2]" میں صلاح الدین

---

[1] وفیات الاعیان جلد ۱ ص ۳۴۰ طبع مصر ۱۲۷۵ھ — ۱۸۵۸ء۔

[2] ابن الاثیر۔ یہ کتاب میرے سامنے نہیں ہے لیکن "روضات الجنات" طبع ایران ۱۳۰۷ھ ص ۳۸۶ میں اس کے جو الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ وہ ابن خلکان کی صدائے بازگشت ہے۔

اس خط کو ابن قتیبہ نے الامامہ (ص۵۷) میں اور ابوالفرج اصفہانی نے الاغانی (۱۵/۴۴) میں نقل کیا ہے۔ اور اس کے آخری دو شعر ابن عبدربہ نے اس خط کے حوالے سے العقد (۱/۲۴۵ و ۳۵۷) میں درج کیے ہیں۔

(۲۴) نہج کا ۳۸ واں خط اہل مصر کے نام یوں شروع ہوا ہے (۳/۷۰):

من عبد الله علیّ أمیرالمومنین إلی القوم الذین غَضِبُوا لِلّٰهِ حین عُصِیَ فی أرضِهِ وذُهِبَ بِحَقِّهِ الخ	اللہ کے بندے علی امیرالمومنین کی طرف سے اُن لوگوں کے نام جو اللہ کی خاطر اس وقت خفا ہوئے۔ جب زمین میں اللہ کی نافرمانی کی گئی اور اُس کا حق غصب کیا گیا۔

یہ خط طبری نے اپنی تاریخ (۶/۵۵) میں اور نجاشی نے کتاب الرجال (ص۱۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۲۵) نہج کا ۳۹ واں خط ہے (۳/۷۱):

فانك قد جعلت دِینَكَ تَبَعًا لدنیا امرءٍ ظاهرٍ غَیُّهُ مَهتُوكٍ سِترُهُ الخ	بیشک تو نے اپنے دین کو ایسے آدمی کی دنیا کا تابع بنا دیا ہے جس کی گمراہی ظاہر ہے اور پردہ چاک ہو چکا ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۲/۲۸۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۶) نہج کا ۴۰ واں خط ہے (۳/۷۲):

اما بعد، فقد بلغنی عنك أمرٌ إن كنت فعلته، فقد أسخطت ربك وعصيت إمامك أخزيت أمانتك الخ	بعد ازاں، مجھے تیری طرف سے ایسی بات کی اطلاع ملی ہے کہ اگر تونے وہ بات کی ہے تو اپنے رب کو ناراض کرلیا، اپنے حاکم کی نافرمانی کی اور اپنی امانت کو رسوا کیا۔

یہ خط ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۷) نہج کا ۴۱ واں خط ہے (۳/۷۲):

أما بعد، فإنی كنتُ أشركتُكَ فی امانتی وجعلتُكَ شعاری و بطانتی الخ	بعد ازاں، میں نے تجھے اپنی امانت میں شریک کیا تھا، اور اپنا ظاہر و باطن لباس قرار دے لیا تھا۔

اس خط کو ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۱/۵۷) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۹۶) میں، ابو ہلال العسکری نے کتاب الاوائل (ص۳۰۲) میں اور ابو منصور الثعالبی نے ثمار القلوب (۵۰۳) میں نقل کیا ہے۔

(۲۸) نہج کا ۴۶ واں خط کسی گورنر کے نام ہے (۳/۸۴)

أما بعد فإنك مِمَّن أَسْتَظْهِرُ به على إقامةِ الدينِ، وأقمعُ به نَخْوَةَ الأثيمِ الخ	بعد ازاں، تو اُن میں سے ہے جن سے میں امن کی اقامت میں امداد لیا کرتا ہوں، اور جن کے ذریعے گناہ گار کی نخوت کا قلع قمع کرتا ہوں۔

طبری نے اپنی تاریخ (۶/۵۴) میں اس خط کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا مکتوب الیہ اشتر ہے۔

(۲۹) نہج کا ۴۷ واں خط حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو وصیت ہے۔ اس کا آغاز ہے (۳/۸۵):

أُوصِيكما بتقوى اللهِ وأن لا تبغيا الدنيا وإن بَغَتْكُمَا، ولا تأسفا على شي منها زُوِيَ عنكما وقولاً للحقِ واعملا للأجرِ وكونا للظالمِ خصمًا وللمظلوم عَوْنًا الخ	میں تم دونوں کو تاکید کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی اور یہ کہ دنیا طلب نہ کرنا خواہ وہ تمھاری طالب ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو دنیوی شئے تم سے کھو جائے اُس پر غم نہ کھانا۔ اور حق بات کہنا اور اجر کے لیے عمل کرنا اور ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار رہنا۔

یہ وصیت مبرد نے الکامل (۲/۱۵۲) میں، طبری نے

تاریخ (۶/ ۱۵) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۴۶) میں، ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین (ص۱۵) میں اور ابوالقاسم الزجاجی متوفی ۳۴۰ھ (۹۴۸ء) نے کتاب الامالی (ص۱۱۵) میں نقل کی ہے۔

(۳۰) نہج کا ۴۸ واں خط یوں شروع ہوتا ہے (۳/ ۸۷)

وإنّ البَغْيَ والزُّوْرَ يُذِيعانِ بالمرءِ في دينه ودنياهُ الخ	بیشک بغاوت اور جھوٹ انسان کو اُس کے دین اور دُنیا دونوں میں رسوا کردیتے ہیں۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۲۶۷) میں اور الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/ ۱۰۴) میں نقل کیا ہے۔

(۳۱) نہج کا ۴۹ واں خط ہے (۳/ ۸۸):

أما بعدُ فإنّ الدّنيا مَشْغَلَةٌ عن غيرها، ولم يُصِبْ صاحبُها منها شيئًا إلّا فتحتْ له حرصًا عليها الخ	بعدازاں، دنیا دوسری چیزوں سے بے پروا بنا دیتی ہے اور دنیادار جب اُس کا کچھ حصّہ پاتا ہے تو وہ اُس پر حرص کا دروازہ کھول دیتی ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۶۰ و ص۲۶۹) میں اور دینوری نے الاخبار الطوال (ص۱۷۴) میں نقل کیا ہے۔

(۳۲) نہج کا ۵۰ واں خط ہے (۳/۸۸):

اما بعدُ فإنّ حقًا علی الوالی أن لا یُغیّرہٗ علی رعیتہٖ فضلٌ نالہٗ الخ

بعد ازاں، والی کا فرض ہے کہ اگر اسے کوئی بڑائی ملے تو وہ اپنی رعایا کے ساتھ برتاؤ نہ بدلے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۵۹) میں نقل کیا ہے۔

(۳۳) نہج کا ۵۱ واں خط ہے (۳/۹۰):

اما بعدُ فإن من لم یحذَر ما ھو صائرٌ إلیہ، لم یُقدِّم لنفسہ ما یُحرزھا الخ

بعد ازاں، جو شخص اپنے انجام سے نہیں ڈرتا، وہ خطروں سے اپنے بچاؤ کا سامان بھی نہیں کرتا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۵۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۴) نہج کا ۵۳ واں خط ہے (۳/۹۲):

ھذا ما أمر بہ عبد اللہ علیٌّ أمیرُ المومنین مالک ابن الحارث الأشتر فی عھدہ إلیہ حین ولّاہٗ مصرَ الخ

یہ وہ وصیت ہے جس کا حکم اللہ کے بندے علی امیر المومنین نے مالک بن الاشتر کو مصر کا گورنر بناتے وقت دیا ہے۔

اور قاضی ابو حنیفہ المغربی نے کتاب الدعائم (۱۴۰ ص ۲۱۹)

یہ خط الحرانی نے تحف العقول (ص۲۸) میں نقل کیا ہے۔

(۳۵) نہج کا ۵۴ واں خط ہے (۳/

أما بعدُ فقد علمتما وإن كتمتُما أنّي لم أُرِدِ الناسَ حتى أرادوني الخ

بعد ازاں تم دونوں جانتے ہو اگرچہ اسے چھپاتے ہو کہ میں نے لوگوں کا اس وقت تک قصد نہ کیا جب تک وہ میری طرف نہ بڑھے۔

یہ خط ابن قتیبہ نے الامامہ (ص۲۲) میں اور اعثم کوفی نے کتاب الفتوح (مناقب ابن شہر آشوب ۳/۹۰) میں نقل کیا ہے۔

(۳۶) نہج کا ۶۰ واں خط ہے (۳/۱۲۸):

أما بعدُ، فإنّي قد سيّرتُ جُنودًا هي مارّةٌ بك إن شاء الله. وقد أوصيتُهم بما يَجِبُ لله عليهم من كفِّ الأذى وصرف الشّذى، وأنا أبرأ إليكم وإلى ذِمّتكم من معرّةِ الجيش الخ

بعد ازاں، میں نے لشکر روانہ کیے ہیں، جو خدا نے چاہا تو تمھارے علاقے میں گزریں گے۔ میں نے اُنھیں تاکید کردی ہے کہ خدا کی طرف سے اُن پر فرض ہے کہ اذیت دینے اور شرارت کرنے سے بچیں۔ اور میں تم پر اور ذمیوں پر اس فوج کی زیادتی سے بری ہوں۔

یہ خط بتغیرِ الفاظ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۶۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۷) نہج کا ۶۲ واں خط اہلِ مصر کے نام ہے جو یوں شروع ہوا ہے۔

اما بعدُ فإن الله سبحانه بعَثَ محمداً نذيراً للعالمين الخ	بعد ازاں، بیشک اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان کے لیے نذیر بنا کر بھیجا۔

یہ خط ایک طویل خطبے کی شکل میں ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۸) نہج کا ۶۰ واں خط حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نام ہے جو اپنی خلافت سے پہلے تحریر فرمایا تھا (۳/۱۴۱):

أما بعدُ، فإنّما مَثَلُ الدُّنيا مَثَلُ الحيّةِ لَيِّنٌ مَسُّها قاتِلٌ سمُّها الخ	بعد ازاں، دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے سانپ کہ اس کا چھونا نرم ہے اور زہر قاتل۔

یہ خط کلینی نے اصول الکافی (ص۱۸۷) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۳۷) میں اور ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (ورق ۹۶-ب) میں نقل کیا ہے۔

ماخذ حکم

امیر المومنین کے بہت سے حکیمانہ اقوال بھی نہج البلاغہ کے تیسرے باب میں نقل کیے گئے ہیں۔ ان میں سے شاید دو چار قول ہی

ایسے ہوں جن پر کسی طرح کا شبہ کیا جا سکے - پھر تاریخ وحدیث وادب کے پہاڑوں میں سے ان جواہر کے معدنوں کا کھوج نکالنا بھی نہ آسان ہے اور نہ تھوڑے وقت میں یہ کام انجام دیا جا سکتا ہے، اس لیے ذیل میں صرف اُن چند اقوال کے حوالے پیش کرتا ہوں جن پر دورانِ کار میں مطلع ہو گیا ہوں - ملاحظہ فرمائیے -

(۱) اذا قدرت علی عدوّك فاجعلِ العفوَ عنه شکراً للقدرةِ علیه (۳/۱۵۳)	جب تو اپنے دشمن پر قدرت حاصل کر لے، تو اُسے معاف کرنے کو اُس پر قدرت ملنے کا شکریہ قرار دے -

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص۳۲) میں نقل کیا ہے -

(۲) أعجز الناس من عجَزَ عن اکتسابِ الاٰءخوانِ - و أعجزُ منه من ضیّعَ من ظَفِرَ به منهم (۳/۱۵۳)	سب سے زیادہ عاجز آدمی وہ ہے جو دوست حاصل کرنے میں عاجز رہے اور اُس سے بھی زیادہ عاجز وہ ہے جو دوست پا کر اسے ضائع کر دے -

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۳/۱) میں اور القالی نے ذیل الامالی (ص۱۱۲) میں نقل کیا ہے -

(۳) ما کلُّ مفتونٍ یُعاتَبُ. (۳/۱۵۴)	ہر فتنہ زدہ پر عتاب نہیں کیا جا سکتا۔

یہ قول شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص۳۰) میں نقل کیا ہے۔

(۴) غَیِّرُوا الشَّیبَ، ولا تَشَبَّهُوا بالیهود۔	بڑھاپے کو بدلو، اور یہود جیسے نہ بنو۔

امیرالمومنین نے قول نبوی کے بارے میں فرمایا تھا:

ذلك والدِّینُ قُلٌّ۔ فأما الآن وقد اتَّسَعَ نِطاقُهُ وضرب بجِرانِهِ، فامرؤٌ وما اختار (۱۵۴/۳)	یہ حکم اُس وقت تھا جب اسلام کم تعداد تھا۔ اب کہ اُس کا تنگ بڑا ہو گیا، اور اُس نے آرام کے لیے گردن زمین پر رکھ دی، تو مسلمان مختار ہے جو چاہے کرے۔

یہ قول ابن المعتز نے کتاب البدیع (ص۴۲) میں اور ابوہلال العسکری نے کتاب الصناعتین (ص۲۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۵) قُرِنَتِ الهیبةُ بالخَیبةِ والحیاءُ بالحرمان (۵۵/۳)	ڈرنا کامی سے ملا ہوا ہے اور شرم محرومی سے۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۱۲۳/۲) میں، القالی نے امالی (۱۹۷/۱ و ۹۵/۲) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۴۷) میں اور ابن الشیخ نے امالی (ص۴۱) میں بنام امیرالمومنین اور ابوعلی القالی نے الامالی (۱۹۷/۱) میں بتغیر الفاظ بنام معاویہ نقل کیا ہے۔

(۵) لنا حقٌّ، فإن أُعطِیناهُ،	یہ ہمارا حق ہے۔ اگر ہمیں دے دیا گیا تو

وإلّا تركبنا أعجاز الإبل و إن طال السُّرى (۳/۱۵۵)	فبہا - ورنہ ہم اونٹ کے سرینوں پر سوار ہوجائیں گے خواہ سفر طویل ہی کیوں نہ ہو -

یہ قول ایک طویل خطبے کا ٹکڑا ہے جسے طبری نے اپنی تاریخ (۳۹/۵) میں نقل کیا ہے - اور صرف اس حصے کو ابوعبید الهروی نے قدرے تغیر کے ساتھ کتاب الغریبین (ورق ۱۷۶-الف) میں درج کیا ہے -

(۷) وسُئِلَ عن الایمان - فقال، الایمانُ علی أربع دعائمَ الصبرُ والیقین والعدل والجهاد (۳/۱۵۷)	ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا " ایمان کے چار ستون ہیں ، صبر ، یقین ، عدل اور جہاد -

یہ ارشاد الحرانی نے تحف العقول (ص۳۸) میں ، کلینی نے اصول الکافی (ص۱۶۷) میں ، القالی نے کتاب النوادر (ص۱۷۳) میں ، ابونعیم الاصفہانی نے حلیۃ الاولیا (۱/۴۷) میں ، شیخ الطائفہ نے امالی (ص۲۳) میں اور قاضی محمد بن سلامۃ القضاعی نے دستور معالم الحکم (ص۱۲۱) میں نقل کیا ہے -

(۸) الکفرُ علی اربع دعائم علی التعمق والتنازع والزَّیغِ والشِّقاق؎ (۳/۱۵۸)	کفر کے چار ستون ہیں : کرید ، جھگڑا ، ٹیڑھ اور اختلاف -

صفدی نے "الوافی بالوفیات[1]" میں علامہ یافعی نے "مرآۃ الجنان[2]" میں اور ابن العماد نے "شذرات الذہب[3]" میں شریف مرتضیٰ کے تذکرہ میں تقریباً انھیں الفاظ کو دُہرا دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب تذکرہ نگار بھی ابن خلکان کے ہم رائے ہیں۔

علامہ ذہبی نے "میزان الاعتدال[4]" میں اور ابن حجر العسقلانی نے "لسان المیزان[5]" میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ :-

"وهو (الشريف المرتضیٰ) المتهم بوضع كتاب نهج البلاغة۔ وله مشاركة قوية فی العلوم۔	انھیں (شریف مرتضیٰ) پر کتاب نہج البلاغہ کے بنانے کی تہمت لگائی جاتی ہے مختلف علوم میں ان کی بڑی حصہ داری تھی۔

---

[1] "الوافی" کی پہلی جلد ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۱ء) میں استنبول سے شائع ہو چکی ہے۔ مگر یہ محدثین کے احوال پر مشتمل ہے، اس لیے اس میں شریف مرتضیٰ کا ذکر نہیں آیا۔ میں نے الوافی کا حوالہ "روضات الجنات" ص۳۸۷ سے نقل کیا ہے جس کے سامنے اس کتاب کا مکمل نسخہ تھا۔ چنانچہ وہ الفاظ جو روضات میں صفدی کے نام سے نقل ہوئے ہیں بعینہٖ ابن خلکان کے الفاظ ہیں۔

[2] مرآۃ الجنان جلد ۳ ص۵۵ طبع حیدرآباد ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء۔

[3] شذرات الذہب جلد ۳ ص۲۵۷ طبع مصر ۱۳۵۰ھ ۱۹۳۱ء۔

[4] میزان الاعتدال جلد ۲ ص۲۰۱ طبع لکھنؤ ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۴ء۔

[5] لسان المیزان جلد ۴ ص۲۲۳ طبع حیدرآباد ۱۳۳۱ھ - ۱۹۱۳ء۔

اسے الحرانی نے تحف العقول (ص۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۹) یا بُنَیَّ احفظ عنّی أربعًا و أربعًا۔ لا یغُرّنّک ما عملت معهنّ (۱۶۰/۳)	میرے بچے مجھ سے چار اور چار باتیں یاد کرلے، ان کے ساتھ ساتھ جو کچھ بھی تو کرے گا وہ تجھے ضرر نہیں دے گا۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص۳۰) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰) لسانُ العاقل وراءَ قلبه وقلبُ الاحمق وراءَ لسانه (۱۶۱/۳)	عقلمند کی زبان اُس کے دل کی تابع ہوتی ہے، اور احمق کا دل اُس کی زبان کا پیرو ہوتا ہے۔

یہ قول ابن عبدربہ نے العقد (۲۰۹/۱) میں حسن بصری کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۱۱) یرحَمُ اللهُ خبّابَ ابنَ الأرتّ فلقد أسلَمَ راغِبًا الخ (۱۶۲/۳)	خدا خباب بن الارت پر رحم فرمائے۔ وہ بخوشی اسلام لایا۔

یہ قول ابن عبدربہ نے العقد (۷/۲) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (ج ۶ ص۳۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲) لو ضَرَبْتُ خَیشُومَ المومن بسیفی هذا علی ان	اگر میں اپنی اس تلوار سے اسی بات پر مومن کی ناک جڑ سے کاٹوں کہ وہ مجھ سے

يُبْغِضَنِي ما أَبْغَضَنِي الخ (٣/١٦٣)

بغض رکھے ، تو وہ پھر بھی مجھ سے بغض نہ رکھے گا ۔

اسے شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۲۹) میں اور عبدالکریم بن ہلال نے اپنی کتاب میں (ابن ابی الحدید ۱/۱۹۹) نقل کیا ہے ۔

(۱۳) لا غِنَى كالعقل ولا فقرَ كالجهل (٣/١٦٤)

عقل جیسی دولت نہیں ، اور جہالت جیسی ناداری نہیں ۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص۲۰) میں نقل کیا ہے ۔

(۱۴) القناعةُ مالٌ لا ينفدُ (٣/١٦٤)

قناعت نہ ختم ہونے والی دولت ہے ۔

یہ قول الطبرانی نے الاوسط میں (تمیز الطیب من الخبیث للشیبانی ۱۴۳) ، الحرانی نے تحف العقول (ص۱۹ و ص۲۱) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد (۱/۳۳۲ و ۳۹۰ قول اکثم بن صیفی و ابن عباس کے طور پر) میں نقل کیا ہے (نیز ۳/ ۲۳۶ و ۲۲۶)

(۱۵) يا دنيا يا دنيا إليكِ عنّي! أبي تعرّضتِ؟ أم إليّ تشوّقتِ؟ لا حانَ حينُكِ غُرّي غيري (٣/١٦٦)

اے دنیا اے دنیا ! مجھ سے الگ رہنا کیا تو میرے درپے ہے ؟ کیا تو میری مشتاق ہے ؟ تجھے یہ وقت ہاتھ نہ آئے ! کسی اور کو دھوکا دینا ۔

یہ قول مسعودی نے مروج الذہب (۲/ ۳۷) میں، شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۹۱) میں، القالی نے امالی (۲/ ۱۴۹) میں ابونعیم نے حلیہ (۱/ ۸۵) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۱/ ۳۳) میں بتغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۶) وَيحكَ، لعلكَ ظننت قضاءً لازمًا (۳/ ۱۶۷)	تم پر رحم! تم نے شاید یہ گمان کیا کہ قضاو قدر لازمی ہے۔

یہ قول سید مرتضیٰ نے امالی (۱/ ۱۰۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۷) خذ الحکمۃ أنی کانت۔ فان الحکمۃَ تکون فی صدر المنافِق، فتلجلجُ فی صدرہ حتی تخرُجَ فتسکُنَ إلی صواحبھا فی صدر المومنِ (۳/ ۱۶۷)	دانائی حاصل کرو کہیں بھی ہو۔ کیونکہ وہ منافق کے سینے میں بھٹکتی پھرتی ہے تا آنکہ وہاں سے نکلے اور مومن کے سینے میں جو اس کی سہیلیاں ہیں اُن میں جا ملے۔

یہ قول الجاحظ نے البیان والبیہقی (۲/ ۲۴) ، ابن درید نے المجتبیٰ (ص ۶۳) اور ابن الشیخ نے الامالی (ص ۲۱) میں نقل کیا ہے۔

(۱۸) الحکمۃُ ضالۃُ المؤمنِ، فخذ الحکمۃَ ولو	دانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے پس دانائی کو لے لو خواہ منافقین سے ہی

من اهل النفاق - (۳/۱۶۸) | کیوں نہ ملے -

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۲/۱۲۳) میں، القالی نے الامالی (۲/۹۵) میں، شیخ مفید نے امالی (بحار ۱۷/۱۲۶) میں، ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۴۱) میں، الحرانی نے تحف (ص۴۷) میں اور ابن عبدالبر نے مختصر جامع بیان العلم (ص۵۱ بتغیر یسیر) میں نقل کیا ہے -

(۱۹) قیمۃُ کل امْرِئٍ یُحسِنُہٗ | ہر آدمی کی قیمت اُس کا نیک کام ہے -

یہ قول جاحظ نے البیان (۱/۳۶ و ۱۷۹) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲/۱۲۰) میں، مبرد نے کامل (۱/۴۰) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۱۹۸) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۴۷) میں، شیخ صدوق نے الامالی (مجلس ۶۸) میں، شیخِ مفید نے الارشاد (ص۱۷۲) میں، ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (ص۱۴۵) میں، ابومنصور ثعالبی نے الایجاز والاعجاز (ص۳) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/۷۴) میں علوی نے الصناعتین (ص۱۴۵) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۳۱۵) میں نقل کیا ہے - ابن عبدالبر نے مختصر جامع بیان العلم (ص۵) میں نقل کر کے لکھا ہے کہ اہلِ علم

کہتے ہیں کہ آپ سے پہلے کسی نے یہ پر حکمت بات نہیں کہی، نیز طلب علم پر اس سے زائد ابھارنے والی بات کوئی اور نہ ہوگی۔ خلیل بن احمد اور دیگر شعرا نے اس مطلب کو نظم بھی کیا ہے۔

(۲۰) أُوصِيكم بخمسٍ لو ضربتم إليها آباط الإبلِ، لكانت لذلك أهلاً لا يرجونّ أحدٌ منكم إلا ربّهُ ولا يخافنّ إلا ذنبهُ الخ (۳/۱۶۸)

میں تمھیں پانچ باتوں کی تاکید کرتا ہوں۔ اگر تم اُن کے لیے اونٹ بھی دوڑاؤ تو بجا ہوگا سوائے اپنے رب کے کسی سے امید نہ رکھنا، اور بجز اپنے گناہ کے اور کسی سے خوف مت کھانا۔

یہ ارشاد مثنی ابن الولید الحناط نے اپنی کتاب (بحار ۱۷/۱۴۵) میں، جاحظ نے البیان (۱/۱۷۸) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲/۱۱۹) میں، البرقی نے کتاب المحاسن والادب (ورق ۴۴ ب) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۱/۳۷۸) میں، ابوعبداللہ محمد بن العباس الیزیدی المتوفی سنہ ۳۱۱ھ نے کتاب الامالی (ص ۱۴۱) میں، ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۸ ب) میں، الماوردی متوفی ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء) نے ادب الدنیا والدین (ص ۶) میں، ابوالفرج القزوینی نے قرب الاسناد (بحار ۱۷/۱۰۵) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۱) میں، ثعالبی نے الایجاز (ص ۳) میں اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیا

(۱/ ۷۵) میں بتغیرِ الفاظ نقل کیا ہے۔

(۲۱) أنا دونَ ما تقولُ وفوقَ ما فی نَفْسِكَ (۳/ ۱٦۸)	میں تیرے کہے ہوئے سے نیچا اور جو تیرے دل میں ہے اُس سے اونچا ہوں۔

یہ قول جاحظ نے البیان (۱/ ۱٦۹ و ۲۲۰) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۱/ ۲۷٦) میں، سید مرتضیٰ نے امالی (۱/ ۱۹۸) میں اور ثعالبی نے الایجاز (ص۳) میں نقل کیا ہے۔

(۲۲) بقیۃُ السیفِ أبقَی عدداً وأکثرُ ولداً (۳/ ۱٦۹)	تلوار سے بچے کھچوں کی تعداد زیادہ پائدار اور اولاد کثیر ہوتی ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (۲/ ۳۵) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۱/ ۱۳۰) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۲۲۷) میں اور ابو منصور ثعالبی نے الایجاز والاعجاز (ص۳) اور ثمار القلوب (ص۵۰۱) میں نقل کیا ہے۔

(۲۳) رأیُ الشَّیخ أحبُّ إلیَّ من جَلَدِ الغُلامِ (۳/ ۱٦۹)	بوڑھے کی رائے مجھے جوان کی مضبوطی سے زیادہ محبوب ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (ص ۱۵۷/۱) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۲۰۹ و ۲/ ۲۲٦) میں اور ابو حیان التوحیدی نے بہ تغیرِ الفاظ کتاب البصائر (۳۲۷) میں نقل کیا ہے۔

اصل	ترجمہ
(۲۴) عجبتُ لمن یَقْنُطُ ومعهُ الإستغفارُ (۳/۱۶۹)	میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو ناامید ہے حالانکہ استغفار اُس کے ساتھ ہے۔

یہ قول بہ تغیرِ الفاظ ابن قتیبہ نے عیون (۲/۲، ۳) میں، مبرد نے کامل (۱/۱۷۷) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/۵، ۳ و ۳۹۵) میں نقل کیا ہے۔

اصل	ترجمہ
(۲۵) من أصْلَحَ ما بَيْنَهُ و بينَ اللهِ، أصلح اللهُ ما بينه و بين النّاس (۳/۱۷۰)	جس نے اپنے اور اللہ کے معاملے کو درست کرلیا، خدا اُس کے اور لوگوں کے معاملات کو درست کردے گا۔

یہ قول شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۹ص) میں نقل کیا ہے۔

اصل	ترجمہ
(۲۶) الفقیهُ کلُّ الفقیهِ من لم یُقَنِّطِ الناسَ من رحمةِ اللهِ، ولم یُؤْیِسْهُمْ من روحِ اللهِ ولم یُؤْمِنْهم من مکرِ اللهِ۔ (۳/۱۷۰)	پورا سمجھ والا وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرے، اور اُسکی مہربانی سے مایوس نہ بنائے اور اُس کی پکڑ سے نڈر نہ کردے۔

یہ قول کلینی نے اصول الکافی (ص۲۰۹) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۱۴۲) میں، شیخ صدوق نے معانی الاخبار (ص۸۴) میں، ابن لال نے مکارم الاخلاق (کنز ۵/۲۱۱) میں، ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (۱/۷۷) میں ابن عبدربہ نے العقد (۲/۶) میں بحیثیت قولِ مرتضوی نقل

کتاب الجعفریات (بحار ۱۷/ ۲۰۷) میں بطورِ حدیث نبوی نقل کیا ہے۔

(۲۷) إنّ هذه القلوب تملّ کما تملّ الأبدان فابتغوا لها طرائف الحِکَم (۳/ ۱۷۰، ۱۹۷)	بے شک یہ دل بھی بدن کی طرح تھک جاتے ہیں۔ لہذا ان کے لیے خوش آیند دانائی کی باتیں تلاش کرتے رہا کرو۔

یہ قول باختلافِ الفاظ ابن عبد ربہ نے العقد (۳/ ۲۲۰) میں اور کلینی نے اصول الکافی (ص۱۲) میں بنام امیر المومنین نقل کیا ہے، اور مبرد نے کامل (ص۶۶۸ طبع جدید) میں اسے ابن مسعودؓ کا قول بتایا ہے۔

(۲۸) لا یقلّ عملٌ مع التقوی۔ وکیف یقلّ ما یُتقبّل (۳/ ۱۷۲)	جو عمل پرہیزگاری کے ساتھ ہو، وہ کم نہیں ہوتا کیونکہ جو چیز قبول ہو جائے وہ کم کہاں رہی۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (بحار ۱۷/ ۱۵۳) میں، کلینی نے اصول الکافی (۱۷۳) میں، ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا (۱/ ۷۵) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص۳۸) میں اور جمال الدین ابو بکر الخوارزمی نے مفید العلوم (ص۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۹) یاتی علی النّاس زمانٌ لا یُقرّب فیه إلا الماحلُ ولا یُظرّفُ فیه إلا الفاجرُ (۳/ ۱۷۳)	لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں سوائے چغلخور کے کسی کو تقرب حاصل نہ ہوگا، اور بجز جھوٹے کے کوئی ظریف نہ مانا جائے گا۔

یہ قول مبرد نے الکامل (۱/۱۷۷) میں نقل کیا ہے۔

(۳۰) رئی علیه إزارٌ خَلِقٌ مرقوعٌ، فقیل له فی ذلك فقال یخشع له القلبُ وتَذِلُّ به النفسُ ویقتدی به المومنون (۳/۱۷۳)

آپ کو پرانی پیوند دار تہبند باندھے دیکھا گیا۔ جب اس بارے میں کسی نے آپ سے کہا تو فرمایا: اس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے اور نفس ذلیل ہوتا ہے اور اہلِ ایمان اس کی پیروی کرتے ہیں۔

یہ قول ابونعیم نے حلیہ (۱/۸۳) میں اختلافِ الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۳۱) طوبی للزاھدین فی الدنیا الراغبین فی الآخرۃ (۳/۱۷۳)

پاکیزگی ہے دنیا سے منہ موڑنے والوں اور آخرت سے رغبت رکھنے والوں کے لیے۔

یہ ارشاد ابونعیم نے حلیہ (۱/۷۹) میں اور شیخ صدوق نے اکمال الدین (بحار ۱۷/۱۰۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۲) إنّ الله افترض علیکم الفرائضَ فلا تُضَیِّعوھا الخ

بیشک اللہ نے تم پر کچھ فرائض مقرر کیے ہیں، تو انھیں ضائع مت کرنا۔

یہ قول شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۲۵) میں نقل کیا ہے ۔

(۳۳) لقد عُلِّقَ بِنِیاطِ هذا الانسانِ بَضْعَةٌ هی أعجب مافيه و ذالك القلب الخ (۱۷۵/۳)	اس انسان کے اعصاب میں ایک گوشت کا لوتھڑا لٹک رہا ہے جس میں ایک تعجب انگیز چیز ہے اور وہ دل ہے ۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۰) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۲) میں نقل کیا ہے ۔

(۳۴) نحن النُّمرُقَةُ الوسطی بها يَلْحَقُ التالی و إليها يرجِعُ الغالی ۔ (۳/۱۷۶)	ہم درمیانی گاؤ تکیہ ہیں اس سے آملتا ہے پیچھے آنے والا ۔ اور اسی کی طرف لوٹتا ہے آگے بڑھ جانے والا ۔

یہ قول ابوعبید نے غریب الحدیث (ورق ۲۰۴ ۔ الف) میں المفضل الکوفی نے کتاب الفاخر (ص ۲۶۰) میں ، ابن قتیبہ نے عیون (۱/۳۳۶) میں ، ابن عبدربہ نے العقد (۱/۲۵۰ ، ۳۴۴) میں ، ابوعبید الھروی نے کتاب الغریبین (۲۸۶ ۔ الف) میں اور ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۴۲) میں نقل کیا ہے ۔ صرف فرق یہ ہے کہ کچھ کتابوں میں بجائے حصہ اوّل کے یہ ہے ۔

خيرُ هذه الامة النَّمَطُ الأوسطُ ۔	اس امت کا بہترین حصہ درمیانی غالیچہ ہے ۔

ومن طالع كتابه، نهج البلاغة، جزم بأنه مكذوب على امير المؤمنين رضى الله عنه - ففيه السبّ الصُراح والحطّ على السيدين ابى بكرؓ وعمرؓ وفيه من التناقض والأشياء الركيكة والعبارات التى من له معرفة بنفس القرشيين الصحابة و بنفس غيرهم ممن بعدهم من المتاخرين، جزم بأن أكثره باطل ؟؟	اور جس نے ان کی کتاب نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا ہے، اُسے یقین ہے کہ وہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نام پر بنائی گئی ہے - کیونکہ اُس میں کُھلی گالیاں ہیں اور توہین ہے دو سرداروں ابوبکرؓ و عمرؓ کی اور اُس میں ایسا تناقض، رکیک باتیں اور عبارتیں ہیں کہ جسے قریشی صحابہ کا طریقہ و کتابت و گفتگو معلوم ہے، اور جو اُن کے بعد کے لوگوں کے اسلوب کو پہچانتا ہے، وہ یقین کرلے گا کہ اس کا بڑا حصّہ باطل ہے -

ابن خلکان اور اس کے متبعین کے تبصروں سے معلوم ہوتا ہے کہ:-

(الف) نہج البلاغہ کے مؤلف کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے - کچھ عالم اسے شریف مرتضیٰ اور دوسرے شریف رضی کی تالیف بتاتے ہیں -

(ب) خود ان حضرات کے نزدیک شریف مرتضیٰ اس کے جامع ہیں اس لیے کہ انھوں نے کتاب کا ذکر شریف مرتضیٰ ہی کے حال میں

اور چوتھی میں "ألا إن خير شيعتي النمط الاوسط" ہے۔ ان کے علاوہ الابی متوفی ۴۲۲ھ (۱۰۳۱ء) نے نثر الدر (بحار ۱۷/۱۶۷) میں امام محمد باقرؑ کی زبان سے یوں نقل کیا ہے: "اتقوا الله، شيعة آل محمد، وكونوا النمرقة الوسطى يرجع اليكم الغالي ويلحق بكم التالي"۔

(۳۵) من احبنا أهلَ البيتِ فَلْيَسْتَعِدَّ للفقرِ جلباباً۔ (۳/۱۶۶)	جو ہم اہل بیت سے محبت کرے تو چاہیے کہ فقر کو اپنی چادر بنا لے۔

یہ قول ابو عبید نے غریب الحدیث (ورق ۲۰۱-الف) میں اور ابن قتیبہ نے غریب الحدیث (امالی سید مرتضیٰ ۱/۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۳۶) لا مالَ أعودُ من العقل الخ (۳/۱۶۷)	عقل سے زیادہ مفید کوئی مال نہیں۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص۲۰) میں، کلینی نے کافی (۳/۱۰) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۹۱) میں نقل کیا ہے۔

(۳۷) كَمْ من مُسْتَدْرَجٍ بالإحسان إليه الخ (۳/۸، ۱۶۷، ۲۲۰)	بہت سے لوگ انعام الٰہی کے باعث تباہ ہو رہے ہیں۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص۴۷) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۲۸۳) میں نقل کیا ہے۔

(۳۸) "مَثَلُ الدنیا کمَثَلِ الحیۃِ لَیِّنٌ مَسُّھا" (۳/۱۶۸)	دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جس کی کھال نرم ہوتی ہے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص۳۲) میں، ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (ص۹۱) میں اور کلینی نے اصول کافی (ص۱۸۷) میں نقل کیا ہے۔ کافی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُسی خط کا ٹکڑا ہے جو نمبر ۳۷ پر گزر چکا ہے۔

(۳۹) کأنَّ الموت علی غیرِنا کُتِب الخ	گویا موت ہمارے سوا دوسروں پر مقرر کی گئی ہے۔

یہ قول علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر (بحار ۱۷/۱۰۴) میں نقل کیا ہے۔

(۴۰) طُوبیٰ لِمَنْ ذَلَّ فی نفسہ وطابَ کسبُہ' (۳/۱۶۹)	مبارک ہے وہ جس کا نفس خاکسار اور معیشت پاک ہے۔

یہ قول علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر (بحار ۱۷/۱۰۴) میں بحیثیت قول مرتضوی اور محی الدین ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ (۲/۲۱۲) نے محاضرۃ الابرار (ص۱۰۸) میں بحیثیت ارشادِ نبوی نقل کیا ہے۔ اس سے سید رضی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ بعض لوگ اسے رسولِ پاک کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

(۴۱) لَأَنْسُبَنَّ الْإِسْلَامَ نِسْبَةً لَمْ يَنْسُبْهَا أَحَدٌ قَبْلِي. الْإِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيمُ. وَالتَّسْلِيمُ هُوَ الْيَقِينُ، وَالْيَقِينُ هُوَ التَّصْدِيقُ، وَالتَّصْدِيقُ هُوَ الْإِقْرَارُ، وَالْإِقْرَارُ هُوَ الْأَدَاءُ وَالْأَدَاءُ هُوَ الْعَمَلُ (۳/۱۸۰)

میں اسلام کا ایسا نسب بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہ بتایا ہوگا۔ اسلام نام ہے تسلیم کا، اور تسلیم یقین کو کہتے ہیں، اور یقین بعینہ تصدیق ہے، اور تصدیق ہی اقرار ہے اور اقرار کہتے ہیں ادا کرنے کو، اور ادا کرنا عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔

یہ قول ابوجعفر البرقی نے کتاب المحاسن (ورق ۸۵ ب) میں، شیخ صدوق نے معانی الاخبار (ص۷) اور امالی (مجلس ۵۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۳۳۳) میں نقل کیا ہے۔

(۴۲) يَا أَهْلَ الدِّيَارِ الْمُوحِشَةِ وَالْمَحَالِّ الْمُقْفِرَةِ وَالْقُبُورِ الْمُظْلِمَةِ، يَا أَهْلَ التُّرْبَةِ، يَا أَهْلَ الْغُرْبَةِ، يَا أَهْلَ الْوَحْشَةِ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ سَابِقٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ لَاحِقٌ۔ (۳/۱۸۱)

اے وحشت ناک گھروں اور سنسان جگہوں اور اندھیری قبروں کے رہنے والو، اے مٹی کے باشندو، اے مسافرو، اے وحشت والو، تم ہمارے سے لئے آگے پہنچ جانے والے ہو اور ہم تمھارے لیے پیچھے آنے والے ہیں۔

یہ کلام جاحظ نے البیان (۲/ ۹۴) میں، ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۲۸۹) میں، طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۳۴) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۶) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۴۲) میں، شیخ مفید نے الامالی (بحار ۱۷/ ۱۲۵) میں، شیخ صدوق نے کتاب الامالی مجلس ۲۳) میں، اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۴۵) میں اور ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (۱۳۸) میں باختلافِ الفاظ نقل کیا ہے۔

(۴۳) أیُّھا الذَّامُّ للدنیا، المُغتَرُّ بِغُرورِھا، المخدُوعُ بأباطِیلِھا، أتغتَرُّ بالدنیا، ثُمَّ تَذُمُّھا۔ (۳/ ۱۸۱)	اے دنیا کی مذمت کرنے والے، مگر اُس سے دھوکا کھائے ہوئے، کیا تو دنیا سے دھوکا بھی کھاتا جاتا ہے اور اُس کی مذمت بھی کرتا جاتا ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (۱/ ۲۱۹) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲/ ۳۲۹) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۴۳) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۴۴) میں، شیخ مفید نے امالی (بحار ۱۷/ ۱۲۵) اور الارشاد (ص۱۷۱) میں الحسین بن سعید نے اپنی کتاب النوادر میں (بحار ۱۷/ ۴۰۲) ابن الشیخ نے اپنی امالی (ص۳۶) میں اور ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (۱۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۴۴) ألدُّنیا دارُ مَمَرٍّ لا دارُ مَقَرٍّ (۳/ ۱۸۳)	دنیا گذرگاہ ہے، قیامگاہ نہیں۔

یہ ارشاد ابن درید نے المجتنی (ص ۳۲) میں نقل کیا ہے۔

(۴۵) الصلوٰۃ قربان کل تقی الخ (۳/ ۱۸۴)	نماز ہر پرہیزگار کی قربانی ہے۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴) میں بنام امیر المومنین اور ابونعیم نے حلیہ (۳/ ۱۹۴) میں بنام امام جعفر صادق نقل کیا ہے۔

(۴۶) استنزلوا الرزق بالصدقة (۳/ ۱۸۵)	رزق کو صدقے کے ذریعے آسمان سے اُتارو۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴ و ۵۲) میں بنام امیر المومنین اور ابونعیم نے حلیہ (۳/ ۱۹۴) میں بنام امام جعفر صادق نقل کیا ہے۔

(۴۷) تنزل المعونة علی قدر المؤنته (۳/ ۱۸۵)	مدد بقدرِ مشقت نازل ہوتی ہے۔

یہ قول ابونعیم نے حلیہ (۳/ ۱۹۴) میں بنام امام جعفر صادق نقل کیا ہے۔

(۴۸) ما أعال من اقتصد (۳/ ۱۸۵)	جس نے کفایت شعاری کی، وہ کبھی محتاج نہ ہوا۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴) میں بنام امیر المومنین اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (ج ۳ ص ۹۴) میں امام جعفر صادق کے نام سے

نقل کیا ہے۔

(۴۹) قِلَّةُ العِيالِ أحَدُ اليَسارَيْنِ۔ (۳/۱۸۵)	اولاد کی کمی ایک قسم کی دولت ہے۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۶۸) میں اور الحرانی نے تحف العقول (صفحہ ۵۲ و ۵۵) میں نقل کیا ہے۔ مگر ابونعیم حلیۃ الاولیا (۳/۱۹۴) میں اسے امام جعفر الصادق کا ارشاد بتاتا ہے۔

(۵۰) ینزل الصبر علی قدر المصیبة الخ (۳/۱۸۵)	صبر بقدر مصیبت نازل ہوتا ہے۔
(۵۱) سوسوا ایمانکم بالصدقة (۳/۱۸۶)	اپنے ایمان کو صدقے کے ذریعے بچاؤ۔

یہ دونوں قول بھی ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (ج ۳ صفحہ ۱۹۴) میں امام جعفر الصادق کے نام سے نقل کیے ہیں۔

(۵۲) یا کُمَیْلُ، إنَّ هذه القلوبَ أوْعِيَةٌ فخيرُها أوعاها (۳/۱۸۶ و ۱۸۷)	اے کمیل! بیشک یہ دل برتن ہیں۔ پس ان میں سے اچھا وہ ہے جو (اچھی باتوں کو) زیادہ محفوظ رکھتا ہے۔

یہ پوری وصیت ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (۱/۷۹) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (صفحہ ۱۳) میں اور اس کے مختلف اجزا ابن عبدربہ نے

العقد (۱/ ۲۰۰ ؛ ۲۲۲) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۵۰) میں نقل کئے ہیں۔ ابن عبد البر اپنی کتاب جامع بیان العلم (ص۱۶۹) میں لکھتا ہے کہ یہ حدیث اہل علم میں اتنی مشہور ہے کہ یہاں اس کی سند کا تذکرہ بیکار ہوگا۔

(۵۳) اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِہٖ (۳/ ۱۰۹)	انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہوتا ہے۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۶۸) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۴۳) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۳۱۵) میں نقل کیا ہے۔

(۵۴) ھَلَکَ امْرُؤٌ لَمْ یَعْرِفْ قَدْرَہٗ۔ (۳/ ۱۰۹)	جس نے اپنی قدر نہ جانی، وہ تباہ ہوگیا۔

اس قول کو المفضل الضبی نے کتاب الفاخر (ص۲۰۱) میں اور شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۶۸) میں بحیثیتِ جملۂ منفیہ نقل کیا ہے۔ مفضل نے لکھا ہے کہ یہ اکثم بن صیفی کا قول ہے، ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۲ ب) میں جملۂ منفیہ کو قولِ نبوی کی حیثیت سے درج کیا ہے۔

(۵۵) "لَا تَکُنْ مِمَّنْ یَرْجُو الْاٰخِرَۃَ بِغَیْرِ الْعَمَلِ (۳/ ۱۰۹)	آخرت (کی بھلائی) کی اُمید بے عمل کے مت رکھو۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص۳۰) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص۳۶) میں نقل کیا ہے۔

(۵۶) من وضع نفسہ مواضع التھمۃ، فلا یلومن من اساء بہ الظن (۱۹۲/۳)	جس نے اپنے آپ کو تہمت کی جگہ رکھ دیا، وہ سوءظن کرنے والے کو ملامت نہ کرے۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۵۰) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۵۲) میں، کلینی نے فروع کافی (۳، ۴، ۰) میں، البیھقی نے کتاب المحاسن (۲، ۵۷) میں اور شیخ مفید نے کتاب الاختصاص (بحار ۱۷/ ۱۲۵) میں نقل کیا ہے۔

(۵۷) من کتم سرہ کانت الخیرۃ بیدہ (۱۹۲/۳)	جس نے اپنا بھید چھپایا، وہ اپنے ہاتھ میں اختیار رکھتا ہے۔

یہ قول واقدی نے فتوح الشام میں (صفحہ اول کتاب المستقصی فی الامثال قلمی، کتاب خانہ رام پور) اور جاحظ نے کتاب الحیوان (۶۰/۵) میں حضرت عمرؓ سے، اور کلینی نے فروع کافی (۴/۴، ۷) میں، شیخ مفید نے کتاب الاختصاص میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص۵۲) میں حضرت علیؓ سے اور البیھقی نے المحاسن (۲/۵۷) میں رسول پاکؐ سے نقل کیا ہے۔

(۵۸) الفقرُ الموتُ الأکبرُ (۳/۱۹۲) | ناداری سب سے بڑی موت ہے۔

یہ ارشاد الحرانی نے تحف العقول (ص۲۴ و ۵۰) میں نقل کیا ہے۔

(۵۹) لاطاعةَ لمخلوقٍ فی معصیة الخالق (۳/۱۹۳) | خالق کی نافرمانی کی صورت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے۔

اس مقولے کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند (الجامع الصغیر ۲/۴۵۲) میں اور الحاکم نے المستدرک میں عمران اور الحکم بن عمرو الغفاری سے بحیثیت حدیثِ نبوی روایت کیا ہے۔

(۶۰) الناسُ اعداءُ ما جَھِلُوا (۳/۱۹۳) | لوگ اُس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جسے نہیں جانتے۔

یہ قول ثعالبی نے الایجاز والاعجاز (ص۹) میں، شیخ مفید نے الامالی (بحار ۱۷/۱۰۷) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۳۱۵) میں نقل کیا ہے۔

(۶۱) مَنِ استَقبَلَ وُجُوهَ الآراءِ عَرَفَ مواقِعَ الخَطأِ (۳/۱۹۳) | جو شخص مختلف رایوں کے مطالب جان لے گا، وہ غلطیوں کے مقامات پہچان جائے گا۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۵) میں، کلینی نے فروع الکافی

(۱۰/۳) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص۲۱) میں ایک طویل خطبے کے ضمن میں نقل کیا ہے۔

(۶۲) یا ابن آدم ما کسبت فوق قوتك فأنت فيه خازن لغيرك (۳/ ۱۹۶)	آدم کے بیٹے، جو تو نے اپنی ضرورت سے زیادہ کمایا ہے اُس میں تو دوسرے کا خزینہ دار ہے۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون (۲/ ۳۷۱) میں موجود ہے۔

(۶۳) إن القلب إذا أكره عمي (۳/ ۱۹۷)	بیشک جب دل کو مجبور کیا جائے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔

یہ قول مبرد نے کامل (۲/ ۲) میں نقل کیا ہے۔

(۶۴) لم يذهب من مالك ما وعظك (۳/ ۱۹۷)	تیرے مال کا وہ حصہ ضائع نہیں گیا جس سے تجھے نصیحت حاصل ہوئی۔

یہ قول مفضل الغبی نے کتاب الفاخر (ص۲۰۲) میں اکثم بن صیفی کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر اُس میں "لم یھلك" ہے، اور مبرد کی کامل (۱/ ۱۲۰) میں لکھا ہے کہ یہ اہلِ عرب کی کہاوتوں میں شامل ہے۔

(۶۵) أيها الناس، اتقوا الله الذی إن قلتم سمع، وإن أضمرتم علم (۳/ ۱۹۹)	لوگو! اللہ سے ڈرو جو سنتا ہے جب تم کہتے ہو اور جانتا ہے جب تم چھپاتے ہو۔

کیا ہے۔

(ج) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ نہج البلاغہ کے خطبے وغیرہ امیر المومنین کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے جامع نے خود لکھ کر اُن کی طرف منسوب کر دیے ہیں۔ ذہبی اور عسقلانی کی رائے یہ ہے کہ شریفِ مرتضیٰ نے اس کتاب کو خود لکھ کر امیر المومنین کی طرف منسوب کیا ہے۔ ان دونوں نے ابن خلکان وغیرہ کے برخلاف اس کتاب کے مشمولات کے جعلی ہونے کے دلائل بھی پیش کیے ہیں۔ یعنی:۔

۱۔ اس میں حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی کھُلی توہین نظر آتی ہے۔

۲۔ اس کے بیانوں میں تناقض اور اختلاف ہے۔

۳۔ اس میں ایسی رکیک باتیں اور عبارتیں ہیں جو صحابہ کے مزاج اور اسلوب سے دُور اور متاخرین کے رویّے کے قریب معلوم ہوتی ہیں۔

اگلے صفحات میں ابن خلکان اور ذہبی کے مذکورہ بالا دعووں اور دلیلوں کا جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ نہج کے مؤلف اور اُس کے مندرجات کے متعلق قطعی رائے قائم کی جا سکے۔

مؤلف کی تعیین تاریخ و تذکرے کی جن کتابوں میں شریف رضی د

یہ کلام بھی مبرد نے کامل (۱/۲۲۳) میں نقل کیا ہے۔

(۶۶) أولُ عِوَضِ الحَليمِ مِن حِلْمِهِ أنَّ النَاسَ أنصارُه على الجاهل (۳/۱۹۹)	بردبار کے حلم کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ لوگ جاہل کے مقابلے میں اُس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۱/۲۸۵) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/۲۱۸) میں نقل کیا ہے۔

(۶۷) إتَّقوا اللهَ تقيَّةَ من شَمَّرَ تجريدًا (۳/۲۰۰)	اللہ سے اُس شخص کی طرح ڈرو جو تنہا سفر کے لیے پائنچے چڑھاتا ہے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص۳۴) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۶۸) الجُودُ حارسُ الأعراضِ، والحِلْمُ فِدامُ السَّفيهِ (۳/۲۰۰)	سخاوت آبروؤں کی نگہبان ہے، اور بردباری بیوقوف کی دہانہ بند ہے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۵ و ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۶۹) عُجبُ المَرءِ بنفسِه أحدُ حُسّادِ عقلِهِ (۳/۲۰۱)	انسان کا اپنے اوپر ناز کرنا اُس کی عقل کا ایک حاسد ہے۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۷۰) من لانَ عُودُهُ،	جس درخت کی لکڑی نرم ہوتی ہے،

"كَثُفَتْ أَغْصَانُه (۳/ ۲۰۱) | اُس کی ٹہنیاں گھنی ہوتی ہیں۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۷۱) الخلافُ يهدمُ الرأى (۳/ ۲۰۲) | اختلاف رائے کو ڈھاتا ہے۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۷۲) من نالَ استطالَ (۳/ ۲۰۲) | جس نے دیا وہ بلند ہوا۔

(۷۳) فی تقلبِ الأحوال عِلْمُ جواهرِ الرجال (۳/ ۲۰۲) | حالات کے بدلنے پر مردوں کے جوہر معلوم ہوتے ہیں۔

یہ دونوں قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۶) میں، کلینی نے فروع الکافی (ج ۳ ص ۱۰) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص۲۱) میں نقل کیے ہیں۔

(۷۴) حَسَدُ الصديقِ من سُقمِ المودةِ (۳/ ۲۰۲) | دوست سے جلن دوستی کے سقم کی بنا پر ہوتی ہے۔

(۷۵) أكثرُ مصارعِ العُقولِ تحتَ بُرُوقِ المطامعِ (۳/ ۲۰۲) | عقلوں کے پچھڑنے کے زیادہ مقامات لالچوں کی بجلیوں کے نیچے ہوتے ہیں۔

(۷۶) ليس من العدلِ القضاءُ على الثقةِ بالظنِّ (۳/ ۲۰۲) | یہ انصاف نہیں کہ گمان کے بل پر فیصلہ کیا جائے۔

(۷۷) بئسَ الزادُ الى المعادِ | قیامت کے لیے برا سامان بندوں پر ظلم کرنا ہے۔

(۷۸) من أشرف أفعال الكريم غفلتُه عما يَعْلم (۳/۲۰۲)	شریف آدمی کا بہترین کام یہ ہے کہ جو جانتا ہے اُسے نظر انداز کرے۔
(۷۹) من کساہ الحیاءُ ثوبہ، لم یَرَ الناسُ عَیْبَہ (۳/۲۰۲)	جسے حیا اپنا لباس پہناتی ہے، لوگ اُس کا عیب نہیں دیکھ پاتے۔

یہ سب اقوال بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۶) میں اور آخری قول کلینی نے فروع الکافی (۳/۱۰) میں نقل کیے ہیں۔

(۸۰) بکثرة الصّمت تکون الھیبة الخ (۳/۲۰۲)	زیادہ خاموش رہنے سے رعب پیدا ہوتا ہے۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۸۱) العَجَبُ لغفلة الحُسّاد عن سلامةِ الاجساد (۳/۲۰۲)	تعجب ہے کہ حاسد بدن کی سلامتی سے کیوں غافل رہتے ہیں۔
(۸۲) الطامع فی وثاق الذل (۳/۲۰۳)	لالچی ذلت کے بندھن میں رہتا ہے۔

یہ اقوال بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۷) میں نقل کیے ہیں۔

(۸۳) قال فی قوله تعالیٰ، اِنَّ اللہ یامر بالعدلِ والاحسان، العدل الإنصاف والاحسان	اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے، تو عدل انصاف ہے اور احسان

التفضل" (۲۰۴/۳) | مہربانی ہے۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون الاخبار (۱۹/۳) میں نقل ہوا ہے۔

(۸۴) لا تدعُونَّ إلیٰ مُبارزةٍ وإن دُعِیتَ إلیها فأجِبْ (۲۶۴/۳) | کسی کو مقابلہ کے لیے مت بلانا اور اگر تجھے مقابلہ کے لیے بلایا جائے تو اُسے قبول کرنا۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون (۱۲۸/۱) اور مبرد کی الکامل (۱۷۸/۱) میں باختلاف الفاظ موجود ہے۔

(۸۵) ان قوما عبدوا الله رغبة فتلك عبادة التجار (۳۵/۳) | جو لوگ خدا کی عبادت لالچ میں کرتے ہیں، اُن کی عبادت تاجرانہ ہے۔

یہ قول ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (ج ۳ ص۱۳۴) میں امام زین العابدین کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۸۶) هذا الخطيب الشحشح (۲۱۱/۳) | یہ ماہر تقریر کرنے والا ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان والتبین (۱۱/۲) میں، ابو عبید نے غریب الحدیث (ورق ۱۹۷- الف) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۱۹۴/۵) میں نقل کیا ہے۔

(۸۷) "إن الإيمان يبدُو لُمظةً | ایمان دل میں ایک نقطے کی برابر

فی القلب" (۳/۱۳/۲۱۳)	ہوتا ہے ۔

اسے ابو عبید نے غریب الحدیث (ورق ۳۰۰ ب) میں اور بخاری نے تاریخ کبیر (۳/۱/۱۵۴) میں روایت کیا ہے ۔

(۸۸) یا ابنَ آدمَ، لا تحمِلْ همَّ یومكَ الذی لم یأتِكَ علی یومكَ الذی قد أتاك (۳/۲۱۰)	اے آدم کے بیٹے! اُس دن کے غم کو جو ابھی نہیں آیا اُس دن کی پیٹھ پر مت لاد جو آچکا ہے ۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۲/۳۷۱) میں اور مبرد نے کامل (۱/۹۲) میں نقل کیا ہے ۔

(۸۹) أَحْبِبْ حبیبَكَ هَوْنًا مَّا عسیٰ أن یکون بَغِیضَكَ یومًا مَّا (۳/۲۱۰)	اپنے دوست سے بہ حد مناسب محبت کرو۔ ممکن ہے کسی دن وہ دشمن ہو جائے ۔

یہ قول حدیثِ نبوی کی حیثیت سے ترمذی متوفی ۲۷۹ھ (۸۹۲ء) نے کتاب الجامع میں ، الطبرانی متوفی سنہ ۳۶۰ھ (۹۷۱ء) نے المعجم الصغیر میں اور الدارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۹۹۵ء) نے الافراد میں درج کیا ہے ۔ اور بحیثیتِ قولِ مرتضوی بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۸۷۰ء) نے الادب المفرد (ص ۱۹۱ طبع مصر) میں ، البلاذری نے انساب الاشراف (۵/۹۵) میں ، القالی نے امالی (۲/۲۰۶) اور کتاب النوادر (ص ۱۲۴) میں

ابو الطیب محمد بن احمد الوشاء النحوی متوفی ۳۲۵ھ (۹۳۷ء) نے کتاب الموشی (ص۲۰) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۴۷) میں، العسکری نے جمہرة الامثال (ص۹۴) میں اور ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص۹۶) میں نقل کیا ہے۔

(۹۰) کان لی فی ما مَضیٰ أخ فی اللہ (۲۲۳/۳)	زمانۂ گذشتہ میں میرا ایک اللہ واسطے کا بھائی تھا۔

یہ ارشاد الحرانی نے تحف العقول (ص۵۵) میں اور کلینی نے اصول الکافی (ص۲۱) میں لفظی اختلاف کے ساتھ بنام امام حسن علیہ السلام نقل کیا ہے۔

(۹۱) یا أشعثُ، إن تحزَنْ علی ابنِك فقد استحقّتْ منك ذلك الرَّحِمُ (۲۲۴/۳)	اے اشعث! اگر تو اپنے بیٹے پر غم کھائے تو بیشک تجھ سے رشتہ کا یہی تقاضا ہے۔

یہ تعزیتی کلمات ابن قتیبہ نے عیون (۶۱/۳) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۳۳/۲) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص۴۶) میں باختلاف الفاظ نقل کیے ہیں۔

(۹۲) لا تصحب المائقَ فانه یُزَیِّنُ لك فِعْلَه ویُودُّ أن	نادان سے دوستی مت کر کیونکہ وہ اپنا کام تجھے آراستہ کر کے دکھائے گا

تکون مثلہ (۳/۲۲۵) | اور یہ چاہے گا کہ تو بھی ویسا ہی ہو جائے۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۳/۷۹) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۴۵) میں اور شیخ صدوق نے مصادقۃ الاخوان (ص۵۲) میں نقل کیا ہے۔

(۹۳) امیر المومنین سے سوال کیا گیا کہ مشرق و مغرب کے درمیان کا فاصلہ کتنا ہے۔ اس کا آپ نے جواب دیا۔

"مَسِیْرَۃُ یومٍ للشمس" (۳/۲۲۵) | سورج کا ایک دن کا راستہ۔

یہ ارشاد ابن عبد ربہ نے العقد (۱/۲۱۵) میں، ابوحیان توحیدی نے کتاب البصائر (ص۱۳۷) میں اور سید مرتضیٰ نے امالی (۱/۱۹۸) میں نقل کیا ہے۔

(۹۴) الایمان معرفۃٌ بالقلب واقرارٌ باللسان و عملٌ بالارکان۔ (۳/۲۰۳) | ایمان دل سے پہچاننا، زبان سے اقرار کرنا اور ہاتھ پاؤں سے عمل کرنا ہے۔

اس قول کو شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۴۵) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۳۸۶) میں بحیثیت قول رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقل کیا ہے۔

(۹۵) وفی القرآن نبأُ ما قبلکم وخبرُ ما بعدکم | قرآن میں تمہارے پیشرووں کی خبر، پسرووں کی بابت پیشین گوئی اور

وحُکمُ ما بینکم (۳/۲۲۸) | تمہارے معاملات سے متعلق حکم ہیں۔

یہ قول ابن عبد ربہ نے العقد (۱/۲۰۸) میں بحیثیت قول نبوی نقل کیا ہے۔

(۹۶) أنا یعسوب المومنین والمالُ یعسوبُ الفجّار (۳/۲۲۹) | میں مومنوں کا سردار ہوں اور مال فاسقوں کا سردار ہے۔

یہ قول ابو القاسم الزجاجی نے کتاب الامالی (ص۹۱) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص۳۳۱) میں، ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص۔۔) میں اور شیخ صدوق نے اکمال الدین (بحار ۱۷/۳۰۷) میں نقل کیا ہے۔

(۹۷) إرجع فان مشی مثلک مع مِثلی فتنۃٌ للوالی ومَذِلّۃٌ للمومن (۳/۲۳۰) | واپس جاؤ کیونکہ تم جیسے شخص کا مجھ ایسے کے ساتھ پیدل چلنا حاکم کے لیے آزمائش اور مومن کے لیے ذلت ہے۔

اسے طبری نے اپنی تاریخ (ج ۶ ص۳۵) میں نقل کیا ہے۔

(۹۸) ان حُزننا علیہ علی قدر سرورھم بہ (۳/۲۳۱) | اس پر ہمیں اتنا ہی غم ہے، جتنی دشمن کو خوشی ہے۔

اسے ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/۲۹۴) میں نقل کیا ہے۔

(۹۹) المومنُ بِشرُہٗ فی | ایمان والے کی خوشی اس کے

ووجهه، وحزنه فی قلبه الخ (۳/۲۳۲) | چہرے پر اور رنج دل کے اندر ہوا کرتا ہے۔

یہ ارشاد کلینی نے اصول الکافی (ص۲۰۸) میں اور شیخِ صدوق نے امالی (بحار ۱۷/ ۲۸۸ و ۲۸۹) میں باختلافِ الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۰۰) الداعی بلا عمل کالرامی بلا وتر (۳/۲۳۳) | بے عمل دعا کرنے والا ایسا ہے جیسے بے تانت کی کمان سے تیر چلانے والا۔

اسے الحرانی نے تحف العقول (ص۲۴) میں امیرالمومنین سے اور ابونعیم نے حلیہ (ج ۳ ص۱۹۴) میں امام جعفر الصادق سے نقل کیا ہے۔

(۱۰۱) أشدُّ الذنوبِ ما استهان به صاحبه (۳/۲۳۵) | سخت ترین گناہ وہ ہے جسے گنہگار معمولی جانے۔

یہ قول ابن المعتز نے کتاب البدیع (ص۳۷) اور ابو ہلال العسکری نے کتاب الصناعتین (ص۲۳۰) میں معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۱۰۲) من نظر فی عیبِ نفسه اشتغل عن عیب غیره الخ (۳/۲۳۵) | جو اپنی ذات کے عیب دیکھے گا وہ دوسروں کے عیب نظر انداز کرے گا۔

یہ قول کلینی نے فروعِ کافی (۳/۱۰) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۱۹ و ۲۰) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/۲۷۲) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۳) امیرالمومنین کے سامنے کسی شخص نے دوسرے شخص کو بیٹے کے پیدا ہونے کی مبارکباد دی

لِيُهْنِئْكَ الفارِسُ (۳/۲۳۶)	شہسوار مبارک ہو!

اس کو سُن کر ارشاد فرمایا:

لا تقل ذلك ا ہ	یہ مت کہو۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص۵۵) میں بحیثیت قولِ امام حسنؑ نقل کیا ہے۔

(۱۰۴) لا تَظُنَّنَّ بكلمةٍ خرجتْ من أحد سوءً وأنت تجدُ لها في الخير محتملاً (۳/۲۳۸)	کسی شخص کی اُس بات پر سوءِ ظن مت کر جس میں کوئی بھلا احتمال نکل سکتا ہو۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۵۰) میں، شیخ مفید نے کتاب الاختصاص (بحار ۱۷/۱۲۵) میں اور کلینی نے اصول الکافی (۲۳۶) میں امیرالمومنینؑ سے اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/۵۷) میں نبی علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

(۱۰۵) یا أیها الناسُ متاعُ الدنیا حُطامٌ مُوبِئٌ الخ (۳/۲۳۹)	لوگو! دُنیا کا مال ہلاکت آفریں ہے۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص۵۲) میں نقل کیا ہے۔

مرتضیٰ کا ذکر ہوا ہے اُن میں سے حسب ذیل مصنفات کے مرتّب ان دونوں بھائیوں کے معاصر ہیں۔

۱۔ یتیمۃ الدہر و تتمۃ الیتیمۃ، ہر دو مؤلفۂ ابو منصور ثعالبی متوفی ۴۲۹ھ (۱۰۳۸ء)۔

۲۔ کتاب الرجال، مؤلفۂ علامۂ نجاشی متوفی ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء)

۳۔ کتاب الفہرست، مؤلفہ شیخ الطائفہ ابو جعفر الطوسی متوفی ۴۶۰ھ (۱۰۶۸ء)۔

۴۔ تاریخِ بغداد، مؤلفۂ خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ (۱۰۷۱ء)۔

نمبر ۳ میں شریفِ رضی کا مذکور نہیں، اور شریفِ مرتضیٰ کے ذکر میں اُن کی جن کتابوں کے نام لکھے ہیں، اُن میں نہج البلاغہ شامل نہیں ہے۔

نمبر ۱ اور نمبر ۴ میں دونوں بھائیوں کا حال لکھا گیا ہے، مگر

۱؎ یتیمۃ الدہر جلد ۲ ص۲۹۷ طبع دمشق ۱۳۰۳ھ (۸۵-۱۸۸۴ء) و تتمۃ الیتیمۃ جلد ۱ ص۳۵ طبع طہران ۱۳۵۳ھ (۱۹۳۴ء)۔

۲؎ کتاب الرجال ص۱۹۳ و ص۲۸۳ طبع بمبئی ۱۳۱۷ھ (۱۸۹۹ء)

۳؎ کتاب الفہرست ص۲۱۸ طبع کلکتہ ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۴ء)۔

۴؎ تاریخ بغداد جلد ۲ ص۲۴۶ و جلد ۱۱ ص۴۰۲ طبع مصر ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء)۔

(١٠٦) لا شرف أعلى من الإسلام الخ (٣/ ٢٤٢)

اسلام سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں۔

یہ وصیت الحرانی نے تحف العقول (ص ٤٢) میں، کلینی نے فروع کافی (٣/ ١٠) میں اور شیخ صدوق نے امالی (مجلس ٥٢) میں نقل کی ہے۔

(١٠٧) یا جابرُ، قوامُ الدنیا بأربعة: عالمٍ مستعملٍ علمَه وجاهلٍ لا یستنکف أن یتعلّم الخ (٣/ ٢٤٢)

جابر، دنیا کا مدار چار پر ہے: اُس عالم پر جو اپنا علم کام میں لائے، اور اُس جاہل پر جو سیکھنے کو عار نہ جانے۔

یہ قول ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (٩٥ ب) میں نقل کیا ہے۔

(١٠٨) الرزق رزقان: رزق تطلبه، ورزق یطلبك (٣/ ٦١، ٢٤٥)

رزق دو قسم کے ہیں، ایک وہ رزق جو تو تلاش کرے اور دوسرا وہ جو تجھے ڈھونڈھے۔

یہ قول جو در اصل امیر المومنین کے اُس طویل خط کا جزو ہے جو حضرت امام حسن کو لکھا تھا، ابن عبد ربہ نے العقد (١/ ٣٩٠) میں نقل کیا ہے۔

(١٠٩) کل نعیم دون الجنة

جنت کے علاوہ ہر نعمت

فهو محفوس (۳/۲۴۷)

حقیر ہے۔

اسے کلینی نے فروع الکافی (ج ۳ ص۱) میں روایت کیا ہے۔

(۱۱۰) للمومن ثلث ساعات الخ (۳/۲۴۷)۔

مومن کے لیے تین گھڑیاں ہوتی ہیں:

یہ ارشاد شیخ الطائفہ نے امالی (ص۹) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۱) المنية ولا الدنية (۳/۲۴۸)۔

موت قبول، ذلت نامنظور۔

یہ ارشاد الحرانی نے تحف العقول (ص۲۰ و ۴۰۸) میں، کلینی نے فروع الکافی (ج ۱ ص ۱۰/۴۳) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص۴۲) میں باختلاف الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۱۲) سُئِل عن معنى قولهم "لاحول ولا قوة إلّا بالله" قال إنا لا نملك مع الله شيئًا (۳/۲۵۰)

آپ سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا ہم اللہ کے ساتھ کسی شے کی ملکیت میں شریک نہیں ہیں۔

(۱۱۳) وقال لِقائلٍ۔ قال بحضرته أستغفر الله، ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ أتدري ما الاستغفار الخ (۳/۲۵۲)

کسی نے حضرت کے روبرو استغفر اللہ کہا۔ اس پر آپ نے فرمایا: بدنصیب، تو یہ بھی جانتا ہے کہ استغفار کیا چیز ہے؟

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۴) من أصلح سریرتہ، أصلح اللہ علانیتہ، (۳/۲۵۴)	جس نے اپنا باطن سنوار لیا، اللہ اُس کا ظاہر سنوار دے گا۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۹) میں نقل کیا ہے۔ مگر مبرد نے الکامل (۱/۲۰۷) میں اسے حضرت عائشہ رضؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۱۱۵) إنّ أولیاءَ اللہ ھم الذین نظروا إلی باطن الدنیا إذا نظر الناسُ الی ظاھرھا (۳/۲۵۶)	بیشک اللہ کے دوست وہ ہیں، جو دنیا کے باطن کو دیکھتے ہیں، جب کہ اور لوگ اُس کے ظاہر کو دیکھتے ہوتے ہیں۔

یہ قول ابو نعیم نے حلیہ (۱/۱۰) میں عیسیٰ علیہ السلام کے قول کے طور پر اور شیخ مفید نے مجالس (بحار ۱۷/۱۹۴) میں بحیثیتِ ارشادِ علوی نقل کیا ہے۔

(۱۱۶) مالکٌ وما مالکٌ. لو کان جبلاً لکان فِنْدًا الخ (۳/۲۵۰)	مالک، کون مالک ؟ اگر وہ پہاڑ ہوتا، تو بہت بڑا ہوتا۔

یہ قول ابو عمر الکندی متوفی ۳۵۰ھ (۹۶۱ء) نے کتاب لولاۃ (ص۲۴۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۷) الإیمان أن تُوثِرَ	ایمان یہ ہے کہ سچ کو، جب کہ وہ

الصدق حيث يضرّك على الكذب حيث ينفعك (۲۶۱/۳)	ضرر دے رہا ہو، جھوٹ پر ترجیح دے، جب کہ اُس سے فائدہ پہنچ سکتا ہو۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص۵۱) میں امیرالمومنین سے اور البرقی نے کتاب المحاسن (۸، الف) میں امام جعفر الصادقؑ سے نقل کیا ہے۔

(۱۱۸) الحِلمُ والأناةُ توأمان، ينتجهما علوُّ الهمة (۲۶۲/۳)	بردباری اور نرمی جڑواں بچے ہیں جنھیں عالی ہمتی جنم دیتی ہے۔

یہ قول ابن المعتز نے کتاب البدیع (ص۵) میں اور ابوہلال العسکری نے الصناعتین (ص۲۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۹) يهلكُ فيّ رجلانِ مُحِبٌّ غالٍ ومُبغِضٌ قالٍ (۲۶۴/۳)	میرے معاملے میں دو قسم کے انسان ہلاک ہوں گے۔ محبت میں غلو کرنے والا دوست اور کینہ رکھنے والا دشمن۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۸۹) میں اور البیھقی نے المحاسن (۱/۲۹) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲۰) ما أخذ اللهُ على أهل الجهلِ أن يتعلّموا حتى اخذ على اهل العلم أن يُعلّموا (۲۶۶/۳)	خدا نے جاہلوں سے علم سیکھنے کا عہد اُس وقت لیا جب عالموں سے تعلیم دینے کا عہد لے لیا۔

یہ قول ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۵ ب) میں نقل کیا ہے۔

(۱۳۱) شَرُّ الْإِخْوَانِ مَنْ تُكُلِّفَ لَهُ۔[1] (۲۶۶/۳)	سب سے برا بھائی وہ ہے جس کے لیے تکلف کرنا پڑے۔

یہ قول ابوحیان التوحیدی نے کتاب فی الصداقۃ والصدیق (ص۸۶) اور کتاب البصائر (ص۱۴۵) میں نقل کیا ہے۔

جامعین خطب وغیرہ

نہج البلاغہ کی جمع و ترتیب سے پہلے جن اصحاب نے امیرالمومنین کے خطبوں اور خطوں وغیرہ کو اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا تھا، اُن میں سے اکثر کے حوالے اوپر گزر چکے ہیں۔ ذیل میں اُن مصنفوں کے نام پیش کرتا ہوں، جن کا ذکر اس لیے نہ کر سکا کہ اُن کی کتابیں ضائع ہو چکی ہیں، یا اُن کی خاص خطبوں وغیرہ پر لکھی ہوئی کتابوں کا اوپر مذکور نہیں ہوا، یا اُن کی بعض ایسی تالیفات کا نام نہیں لیا گیا تھا جن میں خطبے اور خطوط وغیرہ کا اندراج ہوا ہوگا۔

آگے بڑھنے سے قبل یہ بھی عرض کر دوں کہ مسعودی کے بیان کے مطابق امیرالمومنینؑ کے خطبوں کی تعداد (۴۸۰) سے کچھ اوپر ہے۔

---

[1] نہج ۲۶۶/۳۔

یہ خطبے علی البدیہہ دیے گئے تھے اور اہل علم میں قولاً و عملاً متداول ہیں۔[1]

(۱) زید بن وہب الجہنی الکوفی متوفی ۹۶ھ (۷۱۴ء)۔ انھوں نے "کتاب خطب امیر المومنینؑ علی المنابر فی الجمع والاعیاد وغیرہا" نام کی تالیف چھوڑی تھی۔ یہ کتاب پانچویں صدی ہجری تک محفوظ تھی اور شیخ الطائفہ ابو جعفر الطوسی متوفی ۴۶۰ھ (۱۰۶۸ء) نے اسے روایت کیا تھا۔[2]

(۲) ابو یعقوب اسمٰعیل بن مہران بن محمد بن ابی نصر السکونی الکوفی متوفی بعد ۱۴۸ھ (۷۱۵ء)۔ انھوں نے "کتاب خطب امیر المومنین" مرتب کی تھی اور یہ کتاب بھی پانچویں صدی ہجری تک موجود تھی، اس لیے کہ ابو العباس احمد النجاشی متوفی ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء) نے اسے روایت کیا تھا۔[3]

(۳) ابو مخنف لوط بن یحییٰ الازدی الغامدی متوفی قبل ۱۷۰ھ (۷۸۶ء) مورخِ مشہور۔ ابن ندیم نے اس کی ۳۳ کتابوں کے نام لکھے ہیں، جن میں سے حسبِ ذیل کے اندر آپ کے خطبوں کا درج ہونا یقینی ہے:[4]

---

[1] مروج الذہب ۲/۳۶ [2] فہرست الطوسی ۱۴۸ و منہج المقال ورق ۱۴۲۔ الف
[3] طوسی: ۶۱ و نجاشی، ۱۹ و لسان المیزان ۱/۴۳۹ و ابن ندیم: ۳۱۳ و منہج ورق ۱۴۱۔
الف [4] فہرست ابن ندیم ۱۳۶ و منہج ورق ۲۰۰ ب۔

کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب اہل النہروان والخوارج، کتاب الغارات، کتاب مقتل علیؑ، کتاب مقتل محمد بن ابی بکر والاشتر و محمد بن ابی حذیفہ، کتاب الشوریٰ و مقتل عثمانؓ۔

(۴) ابو محمد (یا ابو بشر) مسعدہ بن صدقہ العبدی الکوفی شاگرد امام موسیٰ الکاظمؑ متوفی ۱۸۳ھ (۷۹۹ء)۔ انھوں نے "کتاب خطب امیر المومنینؑ" مرتب کی تھی۔ اسے بھی نجاشی نے روایت کیا ہے۔[۱]

(۵) ابو اسحٰق ابراہیم بن الحکم بن ظہیر الفزاری الکوفی۔ یہ قاضی شریک متوفی ۱۷۷ھ (۷۹۳ء) کا بھی شاگرد ہے۔ اس نے "کتاب الملاحم" کے علاوہ خاص طور پر "کتاب خطب علیؑ" بھی تالیف کی تھی اور اسے بھی نجاشی نے پڑھا تھا۔[۲]

(۶) ابو اسحٰق ابراہیم بن سلیمان النہمی الکوفی الخزاز۔ یہ ابراہیم الفزاری کا شاگرد اور کتاب الخطب، کتاب الدعا، کتاب خلق السمٰوات، اور کتاب مقتل امیر المومنین کا مصنف ہے۔[۳]

(۷) ابو منذر ہشام بن محمد بن السائب الکلبی متوفی ۲۰۶ھ (۸۲۱ء)۔ ابن ندیم نے اس کی کتابوں کی جو لمبی فہرست دی ہے اُس میں

---

[۱] نجاشی ۲۹۵ و منہج ۳۴۳ ب ولسان ۶/۲۲۔ [۲] طوسی ۱۱ و نجاشی ۱۱ و منہج ورق ۱ ب و کشف العجب ۲۰۶ [۳] طوسی ۱۳ و منہج ورق ۸ ب لسان ۱/۳۶۔

"کتاب مقتل عثمانؓ، کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب النہروان، کتاب الغارات، کتاب مقتل امیرالمومنین کے علاوہ خود "کتاب خطب علیؑ" بھی ہے، جو نجاشی کے مطالعہ میں بھی آچکی ہے۔[۱]

(۸) ابوعبداللہ محمد بن عمر الواقدی المدنی قاضی بغداد متوفی ۲۰۷ھ (۸۲۳ء)۔ ابن ندیم نے اس کی جن کتابوں کا ذکر کیا ہے، اُن میں سے "کتاب الجمل" کا حوالہ خود سید رضیؒ دے چکے ہیں۔ باقی میں سے "کتاب صفین" اور "کتاب السنۃ والجماعۃ وذم الھوی وترک الخوارج فی الفتن" بھی قابل لحاظ ہیں۔[۲]

(۹) ابوالمفضل نصر بن مزاحم المنقری الکوفی العطار متوفی ۲۱۲ھ (۸۲۷ء) کی "کتاب صفین" کے حوالے اُوپر گزر چکے ہیں لیکن نجاشی نے اس کی کتاب الجمل، کتاب النہروان اور کتاب الغارات بھی پڑھی تھیں۔ یہ سب بھی خطب وخطوط امیرالمومنین پر مشتمل ہیں۔[۳]

(۱۰) ابوالخیر صالح بن ابی حمّاد الرازی متوفی بعد ۲۱۴ھ (۸۲۹ء)۔ اس کی "کتاب خطب امیرالمومنین" بھی نجاشی نے روایت کی ہے۔[۴]

(۱۱) ابوالحسن علی بن محمد المدائنی متوفی ۲۲۴ھ (۸۳۹ء)۔ ابن ندیم نے

---

[۱] ابن ندیم ۱۴۰ و نجاشی ۳۰۵ و منہج ورق ۴، ۳ ب۔ [۲] ابن ندیم ۱۴۴ [۳] نجاشی ۳۰۱ و منہج ورق ۳۶۲۔ الف [۴] نجاشی ۱۴۰ و منہج ورق ۱۷۔ ب۔

اس کی مصنفات بھی گنائی ہیں اور ان میں علاوہ "تاریخ الخلفاء" اور کتاب الاحداث والفتن" کے "کتاب خطب علیؑ وکتبہ الی عمالہ" بھی درج کی ہے۔ [۱]

(۱۲) ابو القاسم عبد العظیم بن عبد اللہ بن علی الحسنی الرازی متوفی ۲۵۰ھ (۸٦۴ء) تقریباً۔ انھوں نے بھی "کتاب خطب علیؑ" مرتب کی تھی۔ [۲]

(۱۳) ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الثقفی متوفی ۲۸۳ھ (۸۹٦ء) کی "کتاب الغارات" کا ذکر آچکا ہے۔ لیکن مسئلۂ زیر بحث پر اس کی حسب ذیل کتابیں خاص اہمیت رکھتی ہیں:۔

کتاب رسائل علیؑ، کتاب کلام علی فی الشوریٰ اور کتاب الخطب المعربات۔

ان کے علاوہ "کتاب السقیفہ، کتاب مقتل عثمانؓ، کتاب بیعت امیر المومنین، کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب الحکمین، کتاب النہروان اور کتاب مقتل امیر المومنین میں بھی آپ کے خطبات اور مکاتیب کی خاص تعداد منقول ہونا چاہیے۔ [۳]

---

[۱] ابن ندیم ۱۴۲ و معجم الادباء یاقوت ۱/۱۴۲، ۱۲۴ [۲] منہج ورق ۱۸۹۔ب و فہرست کتاب خانہ عمومی معارف ۱۳۹۔ [۳] طوسی ۱٦ معجم الیاقوت ۱/۲۳۲ و منہج ورق ۱۲۔ب و منہاج ۳۱۔

(۱۴) ابو جعفر محمد بن جریر بن رستم الطبری (معاصر ابن جریر الطبری مورخ مشہور)۔ اس نے "کتاب المسترشد فی الامامہ" اور "کتاب الرواۃ عن اہل البیت" میں آپ کے خطبے وغیرہ نقل کیے ہیں۔ [۱]

(۱۵) ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۸ھ (۹۳۹ء) نے "کتاب الکافی" کے علاوہ، جس کے حوالے اوپر گزر چکے ہیں، "کتاب رسائل الائمہ" بھی زیر بحث موضوع پر لکھی تھی۔ [۲]

(۱۶) ابو احمد عبد العزیز بن یحییٰ بن احمد بن عیسیٰ الجلودی الازدی البصری متوفی ۳۳۲ھ (۹۴۱ء) نے حسب ذیل کتابیں تصنیف کی تھیں:

کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب الحکمین، کتاب الغارات، کتاب الخوارج، کتاب حروب علی، کتاب خطب علیؑ، کتاب شعر علیؑ، کتاب رسائل علی، کتاب مواعظ علی، کتاب ذکر کلام علی فی الملاحم، کتاب قول علی فی الشوریٰ، کتاب ما کان بین علیؑ و عثمان من الکلام، کتاب قضاء علی، کتاب الدعاء عن علی، کتاب الادب عن علی علیہ السلام۔ [۳]

(۱۷) ابو الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی متوفی ۳۴۶ھ (۹۵۷ء)۔

---

[۱] منہج ورق ۲۹۶۔ الف۔ لسان ۵/۱۰۳۔ و فہرست کتاب خانہ عمومی ۱۳۸ [۲] منہج ورق ۳۳۹۔ الف و فہرست کتاب خانہ عمومی ۱۳۸۔ [۳] رجال نجاشی ۱۶۷ و ابن ندیم ۱۶۷ و نقد الایضاح ۱۸۳ و منہج ورق ۱۸۸۔ ب۔

نہج البلاغہ کا تذکرہ کہیں بھی نہیں ہوا۔

نمبر ۲ میں بھی ان دونوں کا ذکر اور ان کے مصنفات کی تفصیل مندرج ہے۔ مگر اس میں کتاب... کا مؤلف شریف رضی کو قرار دیا گیا ہے۔

نجاشی اور طوسی دونوں کی شہادت کی اہمیت محتاج بیان نہیں اور اس لیے اسے مسئلہ زیر بحث میں فیصلہ کن قرار دینا چاہیے۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ دوسری خارجی و داخلی شہادتیں بھی درج کر دوں تاکہ آیندہ کسی قسم کا شائبہ شبہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ شریف رضی کے مؤلف نہج البلاغہ ہونے کی دیگر شہادتیں حسب ذیل ہیں:۔

پہلی دلیل

کتاب کے دیباچے میں مؤلف نے لکھا ہے کہ میں نے نوجوانی میں "خصائص الائمہ" نام کی ایک کتاب لکھنا شروع کی تھی۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کے خصائص لکھنے پایا تھا کہ بعض موانع نے کتاب کے اتمام سے روک دیا۔ اس حصے کے آخر میں ایک فصل ایسی بھی تھی جس میں امیر المومنین کی چھوٹی چھوٹی حکمت و ادب اور امثال پر مشتمل گفتگوئیں درج کی تھیں۔ دوستوں نے اس حصے کو بے حد پسند کیا، اور یہ خواہش کی کہ آپ کے مختلف مضامین پر مشتمل خطبے، خطوط، مواعظ اور حکیمانہ اقوال چھانٹ کر ایک کتاب میں جمع کر دوں۔[۵]

---

[۵] نہج البلاغہ جلد ا ص ا۔ طبع مصر بتصحیح محی الدین عبدالحمید مطبعۃ الاستقامہ

اس نے کتاب اخبار الزمان، کتاب الاوسط اور مروج الذہب کے علاوہ "حدائق الاذہان فی اخبار آل محمدؐ" اور "مزاہر الاخبار وطرائف الاثار" میں امیرالمومنینؑ کے خطبے وغیرہ خاصی تعداد میں نقل کیے تھے۔ مگر سوء اتفاق سے یہ کتابیں اب دستیاب نہیں ہوتیں۔[1]

(۱۸) ابوطالب عبیداللہ بن ابی زید احمد بن یعقوب بن نصر الانباری متوفی ۳۵۶ھ (۹۶۷ء) نے جو ۱۴۰ کتابوں کا مؤلف ہے، ایک کتاب بنام "کتاب ادعیۃ الائمہ" لکھی تھی، جس میں امیرالمومنین سے مروی دعائیں مندرج تھیں۔[2]

(۱۹) ابوعبداللہ احمد بن ابراہیم بن ابی رافع الصَّیمری الکوفی البغدادی استاد شیخ مفید نے "کتاب الکشف فیما یتعلق بالسقیفہ" اور "کتاب الضیاء" (یا الصفاء) فی تاریخ الائمہ" میں آپ کا کلام درج کیا ہے۔[3]

(۲۰) ابوالعباس یعقوب بن احمد الصیمری نے جو متقدم الذکر کا بیٹا معلوم ہوتا ہے "کتاب فی کلام علیؑ وخطبہ" لکھی تھی۔[4]

(۲۱) ابوسعید منصور بن الحسین الآبیّ الوزیر متوفی ۴۲۲ھ (۱۰۳۱ء) نے "نزہۃ الادب فی المحاضرات" اور اس کے اختصار "نثر الدر" میں

---

[1] مروج الذہب ۲/۳۹۔ [2] طوسی ۱۸۶ ونجاشی ۱۶۱ ومنہج ۱۹۲-الف [3] طوسی ۱۹ ونجاشی ۶۲ ومنہج ۱۶-الف۔ [4] ابن ابی الحدید ۲/۲۲۰

آپ کا کلام نقل کیا ہے۔ موخرالذکر کا ایک مخطوطہ نجف اشرف کے کتاب خانے میں محفوظ ہے۔ [1]

آخر میں اتنا عرض کر دینا مناسب ہے کہ میرا یہ مقالہ جامع و مانع حیثیت نہیں رکھتا جیسے جیسے میرا مطالعہ وسیع ہوتا جارہا ہے، مزید حوالے ملتے جارہے ہیں۔ امید ہے کہ کسی اگلی صحبت میں نئے نتائج مطالعہ بھی پیش کروں۔

جہاں تک نہج البلاغہ کے "استناد" کا تعلق ہے یہ ایک مستقل مضمون ہے۔ اس کے بعد وہ حصہ لکھا جائے گا جس کا تعلق نہج البلاغہ کے مضامین سے ہے اور یہ جانچنے کی کوشش کی جائے گی کہ کیا یہ باتیں امیرالمومنینؑ کی کہی ہوئی یا لکھی ہوئی مانی جا سکتی ہیں؟

والحمد للہ اولا و آخرا والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ؛

---

[1] کشف الظنون، حرف (ن) و فہرست کتاب خانہ عمومی ۱۳۸ و ۱۳۹۔

فہرستِ مآخذ

۱- الاخبار الطوال للدینوری، لیدن، ۱۸۸۸ء۔

۲- ادب الدنیا والدین للماوردی، قسطنطنیہ، ۱۲۹۹ھ

۳- الادب المفرد للبخاری، مصر، ۱۳۴۹ھ

۴- الارشاد للشیخ المفید، ایران، ۱۲۹۹ھ

۵- اصول الکافی للکلینی، ایران، ۱۲۷۸ھ

۶- اعجاز القرآن للباقلانی، مصر، ۱۳۱۷ھ

۷- اعلام نہج البلاغۃ، مخطوطۂ رامپور۔

۸- الأغانی للاصبہانی، مصر، ۱۳۲۲ھ۔

۹- افضل الصلوات لیوسف النبہانی، مصر۔

۱۰- اکتفاء القنوع للامریکانی، مصر، ۱۳۱۳ھ۔

۱۱- اکمال الدین للشیخ الصدوق، ایران، ۱۳۰۱ھ۔

۱۲- أمالی الزجاجی، مصر، ۱۳۲۴ھ

۱۳- أمالی الشیخ الصدوق، ایران، ۱۲۸۷ھ۔

۱۴- أمالی شیخ الطائفۃ، ایران، ۱۳۱۳ھ۔

۱۵- أمالی ابن شیخ الطائفۃ، ایران، ۱۳۱۲ھ۔

۱۶- أمالی القالی، مصر، ۱۳۲۴ھ۔

۱۷- أمالی المرتضی، مصر، ۱۳۲۵ھ۔

۱۸- أمالی الیزیدی، حیدرآباد، ۱۳۶۷ھ۔

۱۹- الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ، مصر، ۱۳۲۷ھ۔

۲۰- الاموال لابی عبید القاسم بن الہروی، مصر، ۱۳۵۳ھ۔

۲۱- انساب الاشراف للبلاذری، یروشلم، ۱۹۳۶ء

۲۲- انساب السمعانی، لیدن، ۱۹۱۲ء۔

۲۳- الاوائل للعسکری، مخطوطہ رامپور۔

۲۴- الایجاز والاعجاز للثعالبی، قسطنطنیہ، ۱۳۰۱ھ۔

۲۵- بحار الانوار للمجلسی، ایران، ۱۳۰۴ھ۔

۲۶- البصائر للتوحیدی، مخطوطہ رامپور۔

۲۷- البیان والتبیین للجاحظ، مصر، ۱۳۱۱ھ۔

۲۸- تاریخ ادب اللغۃ العربیۃ للدکتور بروکلمان الالمانوی، المانیا، ۱۸۹۸-۱۹۰۲ء

۲۹- ایضاً، الطبعۃ الثانیہ، لیڈن، ۱۹۳۷-۳۹ء۔

۳۰- تاریخ بغداد للخطیب، مصر، ۱۳۴۹ھ

۳۱- تاریخ الطبری، مصر، ۱۳۲۶ھ۔

۳۲- تأویل مختلف الحدیث لابن قتیبہ، مصر، ۱۳۲۶ھ۔

۳۳- تتمۃ الیتیمۃ للثعالبی، تہران، ۱۳۵۳ھ

۳۴- تجارب الامم لابن مسکویہ، لیدن، ۱۹۰۹ء۔

۳۵- تحف العقول للحرانی، ایران، ۱۳۰۲ھ۔

۳۶- تمییز الطیب من الخبیث، مصر، ۱۳۲۴ھ

۳۷- التنبیہ والاشراف للمسعودی، لیڈن، ۱۸۹۴ء۔

۳۸- التوحید للشیخ الصدوق، ایران، ۱۳۲۱ھ۔

۳۹- تہذیب التہذیب، حیدرآباد، ۱۳۲۶ھ۔

۴۰۔ ثمار القلوب للثعالبی، مصر، ۱۳۲۶ھ۔

۴۱۔ جاویدان خرد لابن مسکویہ، مخطوطۂ رامپور۔

۴۲۔ جمہرۃ الأمثال، بمبئی، ۱۳۰۷ھ۔

۴۳۔ حقائق التنزیل للرضی، النجف الاشرف، ۱۳۵۵ھ

۴۴۔ الحیوان للجاحظ، مصر، ۱۳۲۳۔۵ھ۔

۴۵۔ حلیۃ الأولیاء لابی نعیم، مصر، ۱۳۵۱ھ۔

۴۶۔ خصائص الائمۃ للرضی، مخطوطۂ رامپور۔

دعائم الاسلام للقاضی ابی حنیفۃ النعمان المغربی

۴۷۔ رجال النجاشی، بمبئی، ۱۳۱۷ھ

۴۸۔ روضات الجنات، ایران، ۱۳۰۷ھ

۴۹۔ سرح العیون لابن نباتہ، مخطوطۂ رامپور۔

۵۰۔ سمط اللآلی للوزیر البکری، مصر، ۱۳۵۴ھ۔

۵۱۔ شذرات الذہب، مصر، ۱۳۵۰ھ۔

۵۲۔ شرح نہج البلاغۃ لابن أبی الحدید، ایران۔

۵۳۔ أیضاً لابن میثم، ایران۔

۵۴۔ الصناعتین للعسکری، آستانہ، ۱۳۲۰ھ۔

۵۵۔ الظرف والظرفاء۔ الوشی۔ مصر، ۱۳۲۴ھ۔

۵۶۔ العقد الفرید، مصر، ۱۲۹۳ھ، وطبع ثانی، مصر، ۱۳۵۹ھ۔

۵۷۔ علل الشرائع، ایران، ۱۲۸۹ھ

۵۸۔ عیون الاخبار لابن قتیبہ، مصر، ۱۳۴۳ھ

۵۹۔ غریب الحدیث لابی عبید القاسم بن سلام الہروی، مخطوطۂ رامپور۔

۶۰۔ الغریبین لابی عبید الہروی، مخطوطۂ رامپور، قبل ع ۵۰۶ھ

۶۱- الفاخر للمفضل بن سلمۃ الکوفی، لیڈن، ۱۹۱۵ء -
۶۲- فروع الکافی (کتاب الروضۃ) لکھنؤ، ۱۳۰۲ھ -
۶۳- فہرست ابن الندیم، مصر، ۱۳۴۸ھ -
۶۴- فہرست الطوسی، کلکتہ، ۱۲۷۱ھ -
۶۵- فہرست کتابخانۂ عمومی معارف، تہران -
۶۶- الکامل للمبرد، مصر، ۱۳۰۸ھ و طبع ثانی، مصر، ۱۳۵۵ھ
۶۷- الکامل فی التاریخ، مصر، ۱۲۹۰ھ
کتاب الاختصاص للشیخ مفید
۶۸- کتاب البدیع لابن معتز العباسی، انگلستان، ۱۳۳۵ھ
۶۹- کتاب الجمل للشیخ المفید، النجف الاشرف -
۷۰- کتاب الصفین لابن مزاحم الکوفی، ایران -
۷۱- کتاب فی الصداقۃ والصدیق للتوحیدی، مصر، ۱۳۲۳ھ -
۷۲- کتاب الولاۃ للسکندی، بیروت، ۱۹۰۸ء -
۷۳- کشف المحجوب، کلکتہ، ۱۳۳۰ھ -
۷۴- کشف الظنون، استانبول، ۶۲-۱۳۶۰ھ -
۷۵- کنز العمال، حیدرآباد، ۱۵-۱۳۱۲ھ -
۷۶- لسان المیزان، حیدرآباد، ۱۳۳۱ھ
۷۷- مجازات الآثار النبویہ للرضی، بغداد، ۱۳۲۸ھ -
المجموع الفقہی للامام زید بن علی
۷۸- المجتنیٰ لابن درید، حیدرآباد، ۱۳۴۲ھ -
۷۹- المحاسن والآداب للبرقی، مخطوطۂ رامپور -
۸۰- المحاسن والمساوی للبیہقی، مصر، ۱۳۲۵ھ
۸۱- محاضرۃ الابرار لابن العربی، مصر، ۱۲۸۲ھ

۸۲- مختصر جامع بیان العلم لابن عبد البر، مصر، ۱۳۲۰ھ -

۸۳- مرآۃ الجنان للیافعی، حیدر آباد، ۱۳۳۵ھ

۸۴- مروج الذہب، مصر، ۱۲۸۳ھ -

۸۵- المستدرک للحاکم، حیدر آباد، ۱۳۳۴ - ۴۲ھ -

۸۶- مصادقۃ الاخوان، تہران، ۱۳۹۶ھ -

۸۷- معانی الاخبار، ایران، ۱۲۸۶ھ

۸۸- معجم الادباء للحموی، مصر، ۱۳۵۷ھ -

۸۹- معرفۃ علوم الحدیث للحاکم، مصر، ۱۹۳۷ء

۹۰- مقاتل الطالبین، تہران، ۱۳۰۷ھ

المقتضب

۹۱- مناقب ابن شہر آشوب، بمبئی -

۹۲- منتخبات البیان والتبیین للثعالبی، قسطنطنیہ، ۱۳۰۱ھ

۹۳- منہاج نہج البلاغۃ، لکھنؤ -

۹۴- منہج المقال، مخطوطہ رامپور -

۹۵- مہج الدعوات لابن طاؤس، ایران، ۱۳۱۸ھ

۹۶- میزان الاعتدال، لکھنؤ، ۱۳۰۱ھ

۹۷- نقد الایضاح، کلکتہ، ۱۲۷۱ھ

۹۸- نہج البلاغۃ، مصر، تصحیح محی الدین عبد الحمید -

۹۹- وفیات الاعیان لابن خلکان، مصر، ۱۲۷۵ھ

۱۰۰- یتیمۃ الدہر للثعالبی، دمشق، ۱۳۰۲ھ

Estenad e Nahjal Balagha

Author
Late Allamah Imtiyaz Ali
Khan Saheb Arshi
Former Librarian of Reza Library
Rampur - India

With an Introduction
by
Dr. Mehdi Khajeh Piri

Noor Microfilm International
Centre, New Delhi
in Co-operation with
Reza Library, Rampur - India

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہج البلاغہ کے جامع نے اسے اپنی دوسری کتاب "خصائص الائمہ" کے بعد تالیف کیا تھا۔ نہج کے بیسویں خطبے کی شرح میں اس کتاب کا حوالہ دے کر مؤلف نے اپنے دیباچے کے بیان کی توثیق بھی کر دی ہے۔ چنانچہ اُس کے یہ الفاظ کہ:-

"قد نبّھنا فی کتاب الخصائص علی عِظَمِ قدرِھا وشرفِ جوھرِھا"۔ [1]	ہم نے کتاب الخصائص میں اس کی عظمتِ قدر اور شرافتِ جوہر کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔

"کتاب الخصائص" کے اُس کی اپنی تالیف ہونے پر حجّت قاطع ہیں۔

اس کتاب کا ایک نہایت قدیم اور بیش قیمت مخطوطہ کتاب خانۂ رامپور میں محفوظ ہے۔ اس کے خاتمے سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الجبار بن الحسین بن ابی القاسم الحاج الفراہانی نے ۵۵۳ھ (۱۱۵۸ء) میں اس کی کتابت سے فراغت حاصل کی تھی۔ کتاب کے سرورق پر خود کاتب کتاب ہی کے خط میں لکھا ہے:- "کتاب خصائص الأئمة الاثنی عشر علیہم السلام تصنیف السید الامام الرضی ذی الحسبین ابی الحسن محمد بن الحسین بن موسی الموسوی رضی اللہ عنہ"۔

---

[1] ایضاً جلد ۱ ص۵۴

اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ خصائص کا مؤلف شریفِ رضی ہے۔ کاتب کے اس قول کی تائید اُس اجازے سے بھی ہوتی ہے جو سرورق ہی پر کتاب و مؤلف کے نام کے نیچے مندرج ہے۔ اس اجازے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالرضا فضل اللہ بن علی الحسین الراوندی نے ذیقعدہ ۵۵۵ھ (۱۱۶۰ء) میں یہ کتاب عبدالجبارِ مذکور کو پڑھائی۔ اور خود اُس کی سند" ابوالفتح اسمٰعیل بن الفضل بن احمد الاخشید السّراج" سے حاصل کی۔ اس کتاب کو ابوالمظفر عبداللہ بن الشبیب سے پڑھا، اور اُنھوں نے ابوالفضل الخزاعی سے اجازہ لیا، جو خود شریفِ رضی کا شاگرد تھا۔

اس اجازے سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ فضل اللہ راوندی کے نزدیک، اُس کے اساتذہ کے بیان کے مطابق، کتاب الخصائص کا مؤلف شریف رضی ہی ہے۔

خصائص کے کاتب اور اُس کے استاد راوندی کی تحریر کی تائید علامہ نجاشی کی کتاب الرجال سے بھی ہوتی ہے، جس میں اس کتاب کو شریفِ رضی کی تالیفات میں شمار کیا گیا ہے۔[۱]

---

[۱] کتاب الرجال ص۲۸۳۔

ان سب شہادتوں کی پشت پر خود کتاب الخصائص کی اپنی عبارتیں بھی ہیں۔ چنانچہ اُس کے ورق ۲۰۰۔الف پر امیرالمومنینؑ کے ارشاد "قِیمَۃُ کُلِّ امْرِءٍ مَا یُحْسِنُہٗ۔" (ہر شخص کی قیمت اُس کے اچھے کام ہیں) کے تحت لکھا ہے :۔

"قال السید الرضی ابوالحسن رضی اللہ عنہ وھذہ الکلمۃ التی لا قِیمَۃَ لھا ولا کلام یُوزَنُ بھا"	سید رضی ابوالحسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یہ بات ایسی ہے کہ نہ اس کی کوئی قیمت ہے اور نہ دوسرا کلام اس کا ہموزن نظر آتا ہے۔

علاوہ ازیں اوراق ۲۰۲ + الف و ۲۰۷ ب و ۲۰۸ + الف پر بھی مؤلف کے تبصرے "قال الشریف الرضی ابوالحسن رضی اللہ عنہ" سے شروع ہوئے ہیں، اور خاتمۂ کتاب کی عبارت میں مذکورہ لقب اور کنیت کے ساتھ "ذوالحسبین" بھی لکھا گیا ہے۔ ان کلمات کا "قال المولف" یا "اقول" کی جگہ استعمال مؤلف کے شاگردوں کا کام ہے۔ اس قسم کے استعمال عربی کتابوں میں عام طور پر نظر آتے ہیں، اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ خود کتاب کے اندر بھی شریف رضی ہی کا نام بہ حیثیت مؤلف لیا گیا ہے۔

اور جب خصائص کو رضی کی تالیف مان لیا جائے گا، تو پھر یہ بھی

ماننا پڑے گا کہ نہج البلاغہ بھی شریف رضی ہی کی جمع کردہ کتاب ہے۔

دوسری دلیل شریف رضی کی تصنیفات میں نجاشی اور دیگر مورخوں نے اُن کی تفسیرِ قرآن موسوم بہ "حقائق التنزیل" کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس تفسیر کی جلد پنجم نجف اشرف میں ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۶ء) میں چھپ چکی ہے اور میرے سامنے موجود ہے۔ اس کے ص۱۶۷ پر مؤلف لکھتا ہے کہ:-

"من أراد أن يعلم برهان ما أشرنا إليه من ذلك، فَلْيُنْعِمِ النَّظَرَ في كتابنا الذي أنفناه وَوَسَمْنَاهُ بنهج البلاغة وجعلناه يشتمل على مختار جميع الواقع إلينا من كلام أمير المؤمنين عليه السلام في جميع الأنحاءِ والأغراض والأجناس والأنواع من خطبٍ وكتبٍ ومواعظَ وحِكَمٍ وبوبناه أبواباً ثلاثةً يشتمل على هذه الأقسام مميزة

جو شخص ہمارے اس اشارے کی دلیل جاننا چاہتا ہے، وہ ہماری اُس کتاب کو گہری نظر سے دیکھے جسے ہم نے تالیف کر کے نہج البلاغہ نام سے موسوم کیا ہے، اور یہ کلام امیر المومنین علیہ السلام کے اُس تمام چیدہ حصّے پر مشتمل ہے جو ہم تک پہنچا ہے۔ خطبے ہوں یا خطوط یا نصائح یا حکمت آمیز باتوں کی کسی غرض قسم یا نوع سے متعلق ہوں۔ اور ہم نے اُسے تین ابواب پر تقسیم کر دیا ہے، کہ یہ اُن سب قسموں پر جُداگانہ اور تفصیلی حیثیت سے

مفصلة"	مشتمل رہے ۔

اس عبارت میں "نہج البلاغہ" کا نام اور پورا حلیہ بتا دیا گیا ہے۔ جس سے بلاشک وشبہ معلوم ہو جاتا ہے کہ "حقائق التنزیل" اور "نہج البلاغہ" کا مؤلف ایک ہی شخص ہے۔ چونکہ "حقائق" کا تالیف شریف رضی ہونا مسلم ہے، لہذا "نہج" کا مؤلف بھی انھیں کو تسلیم کیا جائے گا۔

تیسری دلیل علامہ نجاشی وغیرہ نے شریف رضی کی ایک اور کتاب "مجازات الآثار النبویہ" کا بھی ذکر کیا ہے۔ میرے سامنے اس کتاب کا بھی ایک مطبوعہ نسخہ موجود ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲ پر مؤلف کہتا ہے کہ :-

یبین ذلك قول امیر المومنین علی علیه السلام فی کلام له "تخففوا تلحقوا"	امیر المومنین علی علیہ السلام کے اس قول سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے جو ان کی ایک گفتگو میں ہے کہ "سبک بار ہو جاملو گے"
وقد ذکرنا ذلك فی کتابنا الموسوم بنهج البلاغة الذی اورد فیه مختار جمیع کلامه ۔	اور ہم نے اس کا ذکر اپنی کتاب نہج البلاغہ میں کر دیا ہے جس میں آپ کے سارے کلام کا چیدہ حصہ موجود ہے ۔

پھر صفحہ ۱۴۱ پر رقمطراز ہے کہ :-

ومثل ذلك قول امیرالمومنین علی علیہ السلام "مَنْ يُعْطِ بِالْيَدِ الْقَصِيْرَةِ، يُعْطَ بِالْيَدِ الطَّوِيْلَةِ"	اسی جیسا ہے امیر المومنین علی علیہ السلام کا یہ قول کہ "جو چھوٹے ہاتھ سے دے گا، وہ لمبے ہاتھ سے پائے گا۔"
وقد ذکرنا ذلك فی کتابنا الموسوم بنھج البلاغۃ -	اور اس بات کو ہم نے اپنی کتاب موسوم بہ نہج البلاغہ میں بھی ذکر کیا ہے -

مؤلفِ "مجازات" نے جن حکیمانہ اقوال کا حوالہ دیا ہے، وہ "نہج البلاغہ" میں سچ مچ موجود ہیں[1] - اس لیے یہ نتیجہ نکالنا قرین قیاس ہے کہ ان دونوں کتابوں کا مؤلف ایک ہی ہے - اور چونکہ "مجازات" کا شریف رضی کی تصنیف ہونا ثابت و مسلّم ہے ۔ اس بناء پر "نہج" کو بھی انھیں کی تالیف مانا جائے گا -

یہاں یہ بیان کر دینا بھی مناسب ہے کہ خود "نہج البلاغہ" میں بھی "مجازات" کا بہ ایں الفاظ ذکر آیا ہے :-

"وقد تکلمنا علی ھذہ الاستعارۃ	ہم نے اس استعارے پر اپنی کتاب

---

[1] نہج جلد ۱ صفحہ ۵۴ و جلد ۳ صفحہ ۲۰۴

فی کتابنا الموسوم بمجازات الآثار النبویہ" ؎	موسوم بہ مجازات الآثار النبویہ میں بھی گفتگو کی ہے۔

"نہج" میں جس استعارے کا "مجازات" میں مذکور ہونا بتایا گیا ہے، وہ امیر المومنین کا یہ قول ہے کہ "اَلْعَیْنُ وِکَاءُ السَّہِ" (آنکھ سرین کا بندھن ہے) اور "مجازات" کے محولۂ بالا نسخہ میں صفحہ ۱۸۰ پر موجود ہے۔ اس موقع پر ان دونوں کتابوں کے الفاظ اتنے ملتے جلتے ہیں کہ انھیں دو مؤلفوں کا قرار نہیں دیا جاتا۔

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب "مجازات" میں "نہج" کا حوالہ آچکا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ "نہج" کی تالیف کا کام "مجازات" سے پہلے انجام پاچکا تھا۔ "نہج" کے اندر ایسی کتاب کا حوالہ کس طرح آگیا جو اُس کے بعد کی تالیف ہے۔ اس شبہ نہ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ "نہج" کے خاتمے میں مؤلف نے لکھا ہے کہ میں ہر باب کے خاتمہ میں کچھ اوراق سادہ چھوڑ دوں گا تاکہ مزید منتخب کلام کے اضافہ میں سہولت رہے۔ ؎۲

"مجازات" کا حوالہ جس عبارت میں نظر آتا ہے، وہ عام مطبوعہ

؎۱ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ ؎۲ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۶۰

قلمی نسخوں میں تو دوسرے حصّوں سے ممتاز نہیں ہے۔ لیکن کتاب خانۂ رامپور میں ایک قلمی نسخہ محفوظ ہے، جس کا کاتب وہی عبدالجبار ہے جس نے مذکورۂ بالا " خصائص الائمہ " کا نسخہ لکھا تھا۔ اس نسخے کے خاتمے میں لکھا ہے کہ " میں نے اسے سید ضیاءالدین تاج الاسلام ابوالرضا فضل اللہ بن علی بن عبیداللہ الحسینی " کے قلم کے لکھے ہوئے نسخے سے ۱۹ رجمادی الاولی ۵۵۳ھ (۱۸ جون ۱۱۵۸ء) کو نقل کیا اور دوران کتابت میں میرا قیام انھیں کی خدمت میں رہا"۔ اور پھر اس خاتمے کے نیچے لکھا ہے کہ میں نے ایک اور صاحب کی معیت میں اس کتاب کو تاج الاسلام سے ۵۵۴ھ میں پڑھا۔

اس نسخے میں اصل کتاب کے خاتمے پر لکھا ہے۔ " زیادۃ من نسخۃ کُتِبَت علی عهد المصنف رحمۃ اللہ علیه وسلامه: (ورق ۱۶۹ ۔ الف) یہ عبارت بتاتی ہے کہ اس کے تحت میں جو اندراجات ہوں گے، وہ بعد کے اضافے تسلیم کیے جائیں گے۔ چنانچہ نہج البلاغہ کی عبارت جس میں " مجازات الآثار النبویہ " کا حوالہ آیا ہے اس نسخے کے اندر اُسی عنوان کے تحت مندرج ہے۔

دلیل چہارم | " نہج البلاغہ " کے کچھ نسخوں میں بھی مختلف تشریحوں سے

سلہ ملاحظہ ہو نسخہ مذکور جلد ۲ صفحات ۲۱۲ ۔ ۲۲۸ و جلد ۳ صفحات ۲۶ ۔ ۷۷ ۔ ۱۴۶ ۔ ۱۵۹ ۔ ۱۶۱ ۔ ۱۶۲ ۔ ۱۷۰ ۔ ۱۹۱ ۔ ۱۹۵ ۔ ۲۰۴ ۔ ۲۰۵ ۔ ۲۱۰ ۔ ۲۱۱ ۔ ۲۲۸ ۔ ۲۲۹ ۔ ۲۴۵ ۔ ۲۴۹ ۔ ۲۵۷ ۔ ۲۶۲ تا ۲۶۷ ۔

پہلے شریف رضی کا نام ملتا ہے - اس سلسلے میں "نہج" کا وہ نسخہ قابلِ ملاحظہ ہے جسے محمد محی الدین عبدالحمید، استادِ جامع ازہر، نے اپنی تصحیح کے بعد مطبعۃ الاستقامہ قاہرہ سے شائع کرایا ہے۔ ان کے پیشِ نظر "نہج" کے آٹھ نسخے تھے، جن میں سے ایک کے ساتھ ابن ابی الحدید کی شرح اور دوسرے کے ساتھ ابن میثم کی شرح بھی تھی - ابن میثم کی شرح کا ایک نہایت عمدہ قلمی نسخہ بھی دورانِ مقابلہ میں اُن کے سامنے رہا تھا - اس حساب سے اُنھوں نے ۹ نسخوں سے اپنے نسخے کو مرتب کیا ہے -

عبدالحمید کے اس نسخے میں جا بجا "قال الرضی" یا "قال الرضی ابوالحسن" آیا ہے - ظاہر ہے کہ ان سب نسخوں میں نہیں، تو کچھ کے اندر ضرور شریفِ رضی کا نام آیا ہوگا، ورنہ مصحح اپنی طرف سے کبھی نہ بڑھاتا - اور یہ اس کی دلیل ہے کہ نہج البلاغہ شریفِ رضی کی تالیف ہے، ورنہ کہیں اور کسی مخطوطے یا مطبوعہ نسخے میں تو شریفِ مرتضیٰ کا نام ملتا -

اس کی تائید ہمارے مخطوطے سے بھی ہوتی ہے - امیرالمومنین علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے آخر میں ارشاد کیا ہے کہ :-

"فَمَنْ قَامَ لِلّٰهِ فِيهَا بِمَا يَجِبُ، عَرَّضَهَا اللّٰهُ لِلدَّوَامِ وَالْبَقَاءِ۔ وَمَنْ لَمْ يَقُمْ لِلّٰهِ فِيهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا لِلزَّوَالِ وَالْفَنَاءِ"	جو شخص نعمات الٰہی میں رہ کر اللہ کے لیے واجبات ادا کرے گا، اللہ اُن نعمتوں کو پائدار بنا دے گا۔ اور جو اس حالت میں واجبات ادا نہ کرے گا، اللہ اُن نعمتوں کو زائل فرما دے گا۔

ہمارے نسخے میں (ورق ۱۶۵ - الف سطر ۸) "فَمَنْ" کے اوپر "لا" اور "وَالْفَنَا" کے اوپر "اِلیٰ" لکھ کر حاشیہ پر تحریر کیا ہے:۔
"فی نسخۃ الرضی - فَاِنْ اَقَامَ بِمَا یَجِبُ لِلّٰهِ فِیْهَا عَرَّضَ نِعْمَتَهٗ لِدَوَامِهَا وَاِنْ ضَیَّعَ مَا یَجِبُ لِلّٰهِ فِیْهَا عَرَّضَ نِعْمَتَهٗ لِزَوَالِهَا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب اور مصحح میں سے کسی ایک کے پاس "نہج" کا کوئی ایسا نسخہ بھی موجود تھا، جو اس کے مؤلف شریف رضی کی ملکیت میں رہ چکا تھا، یا خود اُنھیں کے قلم کا نوشتہ تھا۔ یہ اس کا ثبوت ہے کہ کتاب شریف رضی ہی کی تصنیف و تالیف ہے۔

دلیل پنجم نہج البلاغہ کی تقریباً ۴۰ یا ۴۵ عربی اور فارسی زبان میں شرحیں لکھی جا چکی ہیں[۲]۔ ان میں سے کم از کم حسب ذیل کے

---

[۱] ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۴۳

[۲] ملاحظہ ہو فہرست کتاب خانہ عمومی معارف ۔ مرتبہ مولانا عبدالعزیز جواہر کلام صفحہ ۱۴۱ ببعد طبع تہران۔

اندر بالیقین شریفِ رضی ہی کو مؤلف کتاب تسلیم کیا گیا ہے :۔

(۱) شرح سید علی بن ناصر علوی موسوم بہ "اِعلامُ نہج البلاغۃِ"۔ کشف الحُجب سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح مذکور مؤلف "نہج البلاغہ" کا معاصر تھا[1]۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ جو بارھویں صدی ہجری کا نوشتہ معلوم ہوتا ہے، کتاب خانۂ رامپور میں موجود ہے۔ اس کے ورق ۱۹۔ب پر لفظ "ملطاط" کی تشریح شارح نے ان الفاظ میں کی ہے :۔

" قال السید الاجل الرضی، رضی اللہ عنہ، یعنی بالملطاط السّمت الذی امرھم بلزومہ۔ الخ"۔	سید اجل الرضی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ملطاط سے امیرالمومنینؑ کی مراد وہ سمت ہے جس کے اختیار کرنے کا اُنھوں نے حکم دیا تھا۔

[1] مجھے اس میں شُبہ ہے کہ ہمارا نسخہ اُسی "اعلام نہج البلاغۃ" کا ہے، جو مؤلف کے معاصر کی تالیف ہے اور "نہج" کی سب سے پہلی شرح مانی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں جابجا "قال بعض الشارحین" نظر آتا ہے۔ جو اس کا ثبوت ہے کہ اس شرح سے پہلے بھی متعدد شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔ نیز اس کا طرز بیان بھی پانچویں صدی کے علماء کا نہیں معلوم ہوتا۔ اس لیے بعید نہیں کہ اس شرح کا مؤلف کوئی متاخر شخص ہو، اور اُس نے بھی اپنی شرح کا نام "اعلام نہج البلاغۃ" رکھ دیا ہو۔ علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کاتب نے دانستہ "اعلام" کا دیباچہ کسی مابعد کی شرح کے اول میں لکھ کر اُس کی حیثیت کو بلند کر دیا ہو۔ جو حضرات قلمی کتابوں سے زیادہ وابستہ رہے ہیں، اُن کی نظر سے ایسے متعدد قلمی نسخے گزرے ہوں گے جن میں اسی قسم کی کارروائیاں پائی جاتی ہیں۔

"ملطاط" کی یہ تشریح انھیں الفاظ میں "نہج البلاغہ" کے اندر موجود ہے[1] اس کا یہ مطلب ہوا کہ شارح کے نزدیک "نہج" کا مؤلف شریف رضی ہے۔

(۲) شرح الشیخ ابی الحسن (یا الحسن) بن ابی القاسم زید بن محمد بن علی البیہقی النیشاپوری معروف بفرید خراسان۔

شارحِ مذکور اپنے عہد کا مشہور متکلم و فقیہ اور ابن شہر آشوب مؤلف مناقبِ آلِ ابی طالب متوفی ۵۸۸ھ[2] (۱۱۹۲ء) کا استاد تھا۔ اس کی شرح کا ایک مخطوطہ شیخ محمد صالح بن شیخ احمد آل طعان قطیفی بحرینی کے پاس موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح نے ۵۱۶ھ (۱۱۲۲ء) میں "نہج" کو حسین بن یعقوب سے پڑھا۔ اُنھوں نے شیخ جعفر درویش سے قرأت کی اور شیخ جعفر نے خود شریفِ رضی سے اجازہ پایا۔

یہ سند بھی اس کا ثبوت ہے کہ "نہج" کے مؤلف شریفِ رضی ہیں۔

(۳) شرح ابن ابی الحدید معتزلی متوفی ۶۵۵ھ (۱۲۵۷ء)

یہ شرح ایران اور مصر دونوں جگہ چھپ چکی ہے اور اپنا جواب

---

[1] نہج البلاغہ جلد ا صفحہ ۹۴ [2] کشف الحجب صفحہ ۵۵۵

نہیں رکھتی۔ اس کے دیباچے میں شارح نے کتاب کو شریف رضی کی تالیف قرار دیا ہے اور شرح کے آغاز میں اُن کا مفصل تذکرہ بھی درج کیا ہے۔ خود اندرونِ کتاب میں بھی جگہ جگہ "رضی" کا نام تشریحات وغیرہ کے سلسلے میں نظر آتا ہے۔

(۴) شرح ابن میثم البحرانی متوفی ۶۷۹ھ (۱۲۸۰ء)۔ یہ شرح بھی ایران میں چھپ چکی ہے اور اس میں بھی شریف رضی ہی کو مؤلفِ کتاب تسلیم کیا گیا ہے۔

اِن کے علاوہ حسب ذیل شرحیں بھی کہیں نہ کہیں دستیاب ہوتی ہیں، اور مجھے گمانِ غالب ہے کہ اِن میں بھی شریف رضی ہی کو مؤلفِ نہج البلاغہ قرار دیا گیا ہوگا ورنہ عبدالعزیز جواہر کلام اس کا ضرور ذکر کرتے۔

۱۔ شرح قطب الدین ابوالحسین سعید بن ہبتہ اللہ بن الحسن الراوندی متوفی ۵۷۳ھ (۱۱۷۷ء) موسوم بہ "منہاج البراعہ"۔ روضات الجنات اور کشف الحجب[1] میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ نیز تہران کے سرکاری کتاب خانہ میں اس کا ایک مخطوطہ محفوظ ہے۔

۲۔ شرح النفائس مؤلفہ ۷۵۹ھ (۱۳۵۰ء)۔ اس کے مصنف کا نام

---

[1] ایضاً ص۵۶۵ و روضات ص۳۰۱۔

معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن ایک مخطوطہ کتاب خانہ رضوی میں موجود ہے۔

۳۔ شرح کمال الدین عبدالرحمٰن بن محمد بن ابراہیم العتائقی الحلی مؤلفہ ۷۷۰ھ (۱۳۶۸ء) اس کا ایک قلمی نسخہ خزانہ امیرالمومنینؑ نجف اشرف میں محفوظ ہے۔

ان دلائل سے یہ امر حتماً ثابت ہو جاتا ہے کہ "نہج البلاغہ" شریفِ مرتضیٰ کی نہیں، بلکہ اُن کے چھوٹے بھائی شریفِ رضی کی تالیف ہے، اور ابنِ خلکان سے لے کر ڈاکٹر بروکلمان[1] تک جس کسی نے بھی اسے شریفِ مرتضیٰ کی طرف منسوب کیا ہے، اُس نے پوری تحقیق سے کام نہیں لیا، ورنہ اتنا کھلا ہوا دھوکا کبھی نہ کھا سکتا تھا۔

مندرجات کی حیثیت

نہج البلاغہ کے سلسلے میں دوسرا تحقیق طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس کے خطبے اور خطوط وغیرہ کی سندی حیثیت کیا ہے۔ یعنی یہ جعلی ہیں یا اصلی۔ اور جعلی ہیں تو

---

[1] علمائے جدید میں سے فاندیک نے اکتفاء القنوع ص۱۰ع میں سید رضی کی جگہ سید رازی لکھ دیا ہے۔ جو غالباً کتابت کی غلطی ہے۔ جرجی زیدان نے تاریخ آداب اللغۃ العربیہ جلد ۲ ص۲۸۵ میں اور ڈاکٹر بروکلمان المانوی نے تاریخ ادب عربی (بزبان جرمنی) جلد ۱ ص۴۰۵ اور اُس کے تتمے کی جلد ۱ ص۷۰۵ میں نہج کا مؤلف سید مرتضیٰ کو قرار دیا ہے گو موخرالذکر نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض نے اسے سید رضی کی تالیف بتایا ہے۔ چنانچہ سید رضی کے حال (تتمہ جلد ۱ ص۱۳۱) میں اس کا ذکر تبعاً کر دیا ہے۔ مستقل مصنفات میں اسے نہیں لیا۔

یہ جعل کس نے کیا ہے۔ شریفِ رضی جامعِ نہج البلاغہ نے، یا اُس سے پہلے کے فصحا، شیعہ یا غیر شیعہ نے۔

ابن خلکان اور اُس کے پیروؤں نے نہج البلاغہ کے مندرجات کو اُس کے مؤلف ہی کی کاوشِ دماغی قرار دیا ہے۔ اُن کے اس دعوے کی دلیلوں سے بعد میں بحث کی جائے گی۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ خود کتاب کے اندر بھی ایسا کوئی ثبوت موجود ہے جو اس الزام کی تردید کر سکے۔ اس نقطۂ نگاہ سے نہج کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں متقدم مصنفین کے متعدد حوالے نظر آتے ہیں۔

مآخذ کتاب امیرالمومنینؑ کا خطبہ نمبر ۳۱ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:

"یا أیھا الناس۔ انا اصبحنا فِی دَھرٍ عنودٍ وزمنٍ کنودٍ، یُعَدّ فِیہِ المُحسِنُ مُسِیئًا، ویزدادُ الظَّالِمُ عُتُوًّا۔ لا ننتفع بِمَا علمنا ولا نسألُ عَمَّا جَھِلنا، وَلا نتخوّفُ قارعةً حتی تحلّ بنا۔ [۱]	لوگو! ہم کجرو زمانے اور ناشکرے عہد میں واقع ہوئے ہیں، جس میں نیکوکار کو بدکار شمار کیا جاتا ہے، اور ظالم زیادہ اکڑفوں دکھاتا ہے، ہم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتے، اور نہ اُن باتوں کو دریافت کرتے ہیں، جن کا علم نہیں رکھتے۔ نہ مصیبت کے سر پر آپڑنے سے پہلے اُس سے ڈرتے ہیں۔

[۱] نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۳

اس خطبے کو نقل کرکے جامع کہتا ہے :-

"هذه الخطبة ربما نسبها
من لا علم له إلى معاوية
وهي من كلام أمير المؤمنين
الذي لا يُشَكُّ فيه وأين
الذهب من الرغام والعذب
من الأجاج! وقد دلّ على
ذلك الدليلُ الخِرّيتُ
ونَقَدَه الناقد البصير،
عمرو بن بحر الجاحظ. فإنه
ذكر هذه الخطبة في كتاب البيان
والتبيين، وذكر من نسبها
إلى معاوية، ثم قال: "هي بكلام
علي عليه السلام أشبه، بمذهبه
في تصنيف الناس وبالأخبار
عما هم عليه من القهر
والإذلال ومن التقية

اس خطبہ کو بہت سے لاعلموں نے
معاویہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ
یہ بے شک و شبہ امیر المومنینؑ کا کلام ہے۔
بھلا ریتیلی مٹی میں سے سونا کب نکلتا ہے
اور کھاری پانی میں سے میٹھا پانی کب
پیدا ہوتا ہے۔ اس امر کی طرف حاذق
راہنما نے راہنمائی کی ہے اور صاحب بصیرت
نقاد عمرو بن بحر الجاحظ نے اسے پرکھا ہے۔
چنانچہ اس نے اپنی کتاب البیان
والتبیین میں اس خطبے کا ذکر کیا ہے
اور معاویہ کی طرف اس کی نسبت کرنے والوں کا
بھی ذکر کیا ہے۔ پھر کہا ہے کہ یہ علی علیہ السلام
کے کلام سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور لوگوں
کے اصناف اقسام بیان کرنے اور اُن کے
ڈر، بچاؤ، تذلیل اور زیادتی کی اطلاع
دینے میں اُن کا جو طریقہ ہے، اُس سے

والخوف أليق "۔

قال ۔ " ومتی وجدنا معاویۃ فی حال من الاحوال یسلك فی کلامہ مسلك الزھاد ومذاھب العبّاد " [1]

زیادہ لائق ہے ۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے معاویہ کو کسی حالت میں بھی زاہدوں کے مسلک اور عابدوں کے طریقے پر چلتا کب پایا ہے ۔

یہ خطبہ جاحظ کی کتاب البیان والتبیین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے درج ہے اور اس کے آخر میں جاحظ کی مذکورہ بالا تنقید بھی ایک دو الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ موجود ہے [2]
جاحظ کا پورا نام ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ المعتزلی ہے اور یہ محرم ۲۵۵ھ (۸۶۸ء) میں فوت ہوا ہے ۔ [3]

(۲) امیر المومنین کے خطبہ ۲۲۶ کے شروع میں جامع نے لکھا ہے کہ

" ذکرھا الواقدی فی کتاب الجمل "

اسے واقدی نے کتاب الجمل میں بیان کیا ہے ۔

---

[1] نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۷۶ [2] البیان التبیین جلد ۱ ص ۱۲۲ طبع مصر ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ء) نیز دیکھئے منتخبات البیان والتبیین للثعالبی ص ۱۰۱ [3] تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۲۲۰ والکامل لابن الاثیر جلد ۷ ص ۸۷ ۔ ومرآۃ الجنان للیافعی جلد ۲ ص ۱۶۲ ۔ لیکن شذرات جلد ۲ ص ۱۲۱ میں ۲۵۰ھ وفات بتائی ہے ۔

اور اس کے بعد اس خطبے کا یہ حصہ نقل کیا ہے :-

فصدع بما أُمِرَ به، وبلّغ رسالاتِ رَبّه، فَلَمَّ اللهُ بهِ الصّدعَ وَرَتَقَ به الفَتقَ، وألّفَ به الشّملَ بَينَ ذوي الارحام، بَعدَ العَداوةِ الواغِرَةِ في الصدور، والضّغائن القادحة في القلوب» [1]

پس رسولِ اکرمؐ نے اُن کاموں کو جن پر مامور تھے برملا پیش کیا اور اپنے رب کے پیام پہنچائے۔ نتیجۃً اللہ نے اُن کے ذریعہ سے شگاف کو بھر دیا اور پھٹے کو سی دیا۔ اور آپ کی وساطت سے رشتہ داروں کے درمیان افتراق کو اجتماع سے بدل دیا، حالانکہ اُن کے سینوں میں دشمنی تھی، اور دلوں میں بھڑکنے والے کینے پائے جاتے تھے۔

(۳) واقدی کی اسی کتاب سے امیرالمومنین کا خط نمبری ۵، نقل کیا گیا ہے، جو آپ نے اپنی بیعت لینے کے بعد لکھا تھا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

اما بعد فقد علمت إعذاري فيكم وإعراضي عنكم، حتى كان مالا بُدَّ منه ولا دَفعَ له۔

بعدِ ازاں تم اپنے معاملہ میں میرے عذر کو جانتے ہو۔ اور میرے اعراض سے واقف ہو۔ تا آنکہ جو ہونا تھا اور جس سے گریز نہ تھا، وہ ہو گیا۔

---

[1] نہج جلد ۲ صـ ۲۵۳

والحدیثُ طویلٌ والکلام کثیرٌ وقد ادبرَ ما ادبر. واقبلَ ما اقبل۔ فبایع منْ قِبلکَ۔ واقبِل اِلیَّ فی وَفْدٍ من اَصْحابِکَ"۔[1]	اور بات لمبی ہے، اور گفتگو زیادہ ہے اور جو چیز جانے والی تھی وہ چلی گئی، اور جو آگے آنے والی تھی، وہ پیش آگئی۔ لہذا تم اپنے یہاں کے لوگوں سے بیعت لے لو اور اپنے ساتھیوں کے وفد کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔

واقدی کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقد الاسلمی المدنی ہے، اور اس نے ذی الحجہ ۲۰۷ھ (۸۲۳ء) میں انتقال کیا ہے۔[2]

ابن ندیم نے اس کی تصنیفات میں "کتاب الجمل" کا نام لیا ہے[3]۔ مگر اب اس کتاب کا سراغ نہیں ملتا۔ ابن ندیم جامع نہج البلاغہ کا معاصر ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے آخر تک واقدی کی کتاب الجمل کے نسخے ملتے تھے۔

(۴) امیر المومنین کا خط نمبری ۵۴ حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے نام ہے۔ یہ خط ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:-

---

[1] نہج جلد ۳ ص۱۲۹ [2] شذرات جلد ۲ ص۱۸ [3] کتاب الفہرست ص۱۴۴

طبع مصر ۱۳۴۸ھ (۱۹۲۹ء)

اما بعد فقد علمتما	بعد ازاں تم دونوں واقف ہو، گو
وان کتمتما انی لم اُرد الناسَ	چھپاتے ہو، کہ میں نے لوگوں کو نہیں
حتی ارادوا لی، ولم	چاہا، جب تک انھوں نے مجھے نہیں چاہا۔
اُبایعهم حتی بایعونی۔[1]	اور میں نے اُن سے بیعت نہیں لی، جب تک انھوں نے خود بیعت نہ کی۔

اس خط کے آغاز میں جامع نے لکھا ہے کہ ابو جعفر الاسکافی نے اپنی "کتاب المقامات فی مناقب امیر المومنین" میں یہ خط نقل کیا ہے۔

ابو جعفر محمد بن عبد اللہ الاسکافی المعتزلی بغداد کے محلۂ اسکاف کا باشندہ اور معتزلۂ بغداد کا امام اور فرقۂ اسکافیہ کا بانی ہے۔ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ قاضی القضاۃ نے اسے معتزلہ کے طبقۂ ہفتم میں شمار کیا ہے۔ یہ جاحظ کا معاصر ہے، اور اس کی "کتاب العثمانیہ" کا رد اسی نے لکھا ہے۔ بغدادی معتزلہ کی رائے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل تھے۔ یہ بھی اسی رائے کا تھا۔ بقول سمعانی اس نے ۲۴۰ھ (۸۵۴ء) میں انتقال کیا ہے۔[2]

---

[1] نہج جلد ۳ ص ۱۲۲ [2] کتاب الانساب للسمعانی ورق ۳۵الف و شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید جلد ۲ ص ۳۳۵ طبع ایران۔

ابنِ ندیم اور کشف الظنون وغیرہ میں اس کتاب کا حوالہ نہیں ملتا، جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کتاب نے شہرت نہیں پائی۔

(۵) بذیلِ خطوط نمبر ۴، پر جامع نے ایک معاہدہ نقل کیا ہے، جو اہلِ یمن اور ربیعہ کے درمیان ہوا تھا، اور جس کی عبارت امیر المومنین نے تحریر فرمائی تھی۔ یہ معاہدہ اپنے مطالب کے لحاظ سے قابلِ مطالعہ ہے۔ اس لیے میں اسے پورا نقل کرتا ہوں :۔

"هٰذَا ما اجتمع عليه أهل اليمن، حاضرها و باديها، ورَبِيعَةُ، حاضرها وباديها: انهم على كتاب الله، يدعون إليه ويامرون به. ويجيبون من دعا إليه وأمر به، لا يشترون به ثمنا، ولا يرضون به بدلًا! و انهم يدٌ واحدةٌ على من خالف ذلك وتركَهُ، انصارٌ بعضُهم لبعض،

"یہ وہ معاہدہ ہے جس پر اہلِ یمن، شہری اور دیہاتی، اور بنی ربیعہ، شہری اور دیہاتی سب متفق ہیں۔ یعنی وہ اللہ کی کتاب پر چلیں گے، اُس کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور اُس پر چلنے کا حکم دیں گے، اور جو اُس کی طرف بلائے گا اور اُس پر چلنے کا حکم دے گا اُس کی مانیں گے، نہ اُسے کسی قیمت پر بیچیں گے اور نہ اس کا بدل پسند کریں گے اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہوگا اور اُسے ترک کرے گا اس کے مقابلے میں متحد ہوں گے اور ایک دوسرے کی

دعوتھم واحدۃ۔ لاینقضون عھدھم لمتعبۃ عاتب، ولا لغضب غاضب، ولا لاستذلال قوم قوما (ولا لمسبۃ قوم قوما)	مدد کریں گے اُن کی پکار ایک ہوگی۔ اپنے اس عہد کو کسی کی خفگی یا ناراضگی کی بنا پر نہ توڑیں گے اور نہ کسی قوم کو ذلیل کرنے یا سب وشتم کرنے کے لیے اسکی خلاف ورزی کریں گے۔
علی ذلک شاھدھم وغائبھم، وسفیھھم وعالمھم وحلیمھم وجاھلھم۔ ثم ان علیھم بذلک عھد اللہ ومیثاقہ ۔ اِن عھد اللہ کان مسئولا۔ وکتب علی بن ابی طالب"۔ ؎۱	اس معاہدے پر اُن کے حاضر اور غائب۔ بیوقوف اور عالم۔ بُردبار اور جاہل سب عامل رہیں گے۔ پھر اس معاہدے کی پشت پر اللہ کا عہد ومیثاق ہے۔ بیشک اللہ سے جو قول و قرار کیا جائے اُس کی باز پُرس ہوگی۔ علی ابن ابیطالب نے لکھا۔

اس کے شروع میں جامع نے لکھا ہے کہ مَیں اسے ہشام بن الکلبی کے خط سے نقل کر رہا ہوں۔ ابن الکلبی کا پورا نام ابوالمنذر ہشام بن محمد بن السایب الکلبی ہے اور اس نے ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) میں انتقال

؎۱ نہج جلد ۳ ص۱۴۵

کیا ہے۔ اس نے ۱۵۰ سے زائد کتابیں لکھی تھیں، جن میں ۴۴ کا ذکر ابن ندیم کے یہاں بھی ملتا ہے[۱] اس کی کس کتاب سے جامع نے یہ معاہدہ نقل کیا، اس کا پتہ چلانا دشوار ہے۔ بظاہر یہ عہدنامہ اس کی کسی کتابُ الحِلف سے نقل کیا گیا ہوگا، اور جامع کے سامنے اُس کا کوئی بخطِ مؤلف نسخہ موجود ہوگا۔

(۶) امیرالمومنین کا خط نمبر ۷۸ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام ہے۔ یہ خط ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:-

بیشک بہت سے لوگ اپنے بہت سے حقیقی حظوں کو چھوڑ چکے۔ دُنیا کے ساتھ ہولیے اور ہَوا و ہوس کی باتیں کرنے لگے۔	"فان الناس قد تغیّر کثیرٌ منہم عن کثیر من حظّہم، فمالوا مع الدُّنیا ونطقوا بالھَوٰی" [۲]

اس کے شروع میں جامع نے اپنا ماخذ سعید بن یحییٰ الاموی کی "کتاب المغازی" کو بتایا ہے۔ اس کتاب کا نام کشف الظنون میں آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی ہجری تک

---

[۱] کتاب الفہرست صفحہ ۱۴۷ ولسان المیزان جلد ۵ صفحہ ۱۹۶ وشذرات جلد ۲ صفحہ ۱۳۔ فہرست میں ۲۰۶ھ سال وفات بتایا ہے اور کامل (ج ۵ صفحہ ۱۳۳) میں اسے قول بعض قرار دیا ہے۔

[۲] نہج جلد ۳ صفحہ ۱۵۰۔

اس کے نسخے موجود تھے۔[1]

کتاب کے مؤلف کا صحیح اور پورا نام ابو عثمان سعید بن یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید بن العاص بن الاحیحۃ القرشی الاموی الکوفی البغدادی ہے اور اس نے ۲۴۹ھ (۸۶۳ء) میں وفات پائی ہے۔[2]

---

[1] کشف الظنون جلد ۲ کالم ۱۴۶۰ و ۱۴۷۰ طبع استنبول ۱۳۶۲ھ (۱۹۴۳ء)

[2] تاریخ بغداد جلد ۹ صفحہ ۹۰ طبع مصر ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء) و تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۹۷ طبع حیدر آباد ۱۳۲۶ھ (۱۹۰۸ء) لیکن کشف جلد ۲ کالم ۱۴۷۰ میں ابو محمد یحییٰ بن سعید بن ابان الاموی الکوفی الحنفی متوفی ۱۹۱ھ کو اور کالم ۱۴۶۰ میں یحییٰ بن سعید بن فروخ التمیمی القطان البصری کو مؤلف بتایا ہے۔ یہ آخری نام تو کسی طرح بھی درست نہیں معلوم ہوتا۔ ہاں یہ قرین قیاس ہے کہ سعید کا باپ یحییٰ بن سعید کتاب المغازی کا مؤلف ہو۔ اس لیے کہ تاریخ بغداد جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۲ اور شذرات جلد ۱ صفحہ ۳۲۱ میں اسے ابن اسحاق کی کتاب المغازی کا راوی بتایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے مغازی و سیر سے دل چسپی تھی۔ کشف کی دوسری غلطی یہ ہے کہ اس میں یحییٰ القطان کا سال وفات ۱۹۴ھ (۸۰۹ء) لکھا ہے، حالانکہ بقول خطیب (تاریخ بغداد جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۳ و تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۹) انھوں نے ۱۹۸ھ (۸۱۳ء) میں وفات پائی ہے۔ تیسری غلطی یہ کی ہے کہ یحییٰ بن سعید کی کنیت ابو ایوب کی جگہ ابو محمد بتائی ہے اور سن وفات ۱۹۱ھ لکھا ہے، حالانکہ انھوں نے تاریخ بغداد جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۵ و تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۴ کے مطابق شوال ۱۹۴ھ (۸۱۰ء) میں انتقال کیا ہے۔

(۷) حکیمانہ اقوال کے ذیل میں ایک مستقل فصل کے اندر جامع نہج البلاغہ نے امیر المومنین کے ایسے ۹ جملے نقل کیے ہیں، جن کے اندر غریب الفاظ آئے ہیں، اور اُن کی تشریح بھی کی ہے۔ ان میں سے چوتھے جملے کے الفاظ کی شرح میں لکھا ہے کہ:۔

هذا معنى ما ذكره ابو عبيد۔	یہ اس کا مطلب ہے جو ابو عبید نے بیان کیا ہے۔

ابو عبید سے مراد، القاسم بن سلام الهروی البغدادی متوفی ۲۲۴ھ (۸۳۸ء) ہے، جو اپنے عہد کا بہت بڑا محدث فقیہ اور لغت و شعر کا ماہر تھا۔ جامع نے اس کی کتاب کا نام نہیں بتایا۔ لیکن مجھے تحقیق سے پتہ چل گیا کہ یہ سب جملے اس کی کتاب "غریب الحدیث" سے منقول ہیں، جن کے ساتھ اُس کی تشریحات بھی نقل کردی گئی ہیں۔ چنانچہ کتاب خانۂ رامپور میں اس کا جو مخطوطہ تقریباً آٹھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا محفوظ ہے اُس کے اوراق ۱۹۷ + الف تا ۲۰۳ ب میں یہ سب اقوال موجود ہیں۔

(۸) امیر المومنین کا ارشاد ہے کہ:۔

"ایها المومنون، اِنه من رأى عُدواناً يُعمَلُ به	مومنو! بے شک جو کوئی کسی سرکشی پر عمل ہوتا دیکھے اور مُنکر کی طرف

وَمُنْکَرًا یُدْعیٰ اِلَیْهِ، فَاَنْکَرَهٗ بِقَلْبِهٖ، فَقَدْ سَلِمَ وَبَرِیَٔ۔[1]	بلا واسُنے اور پھراُسے دل سے بُرا جانے تو وہ سالم اور بری رہا۔

اس کے شروع میں جامع نے تاریخِ طبری کا حوالہ دیا ہے۔ طبری جس کا پورا نام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری ہے، تاریخِ اسلام کا مشہور مؤلف ہے، اور اس نے ۳۱۰ھ (۹۲۳ء) میں وفات پائی ہے۔ مذکورہ بالا ارشادِ علوی اُس کی تاریخ کی جلد ۸ کے صفحہ ۲۱ پر موجود ہے۔

(۹) امیرالمومنین کے قول "اُخْبُرْ تَقْلُهٗ" (اُس کی حقیقت کو پہچان، نفرت ہو جائے گی) کے ذیل میں لکھا ہے کہ کچھ اہلِ علم اسے قولِ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بتاتے ہیں لیکن میں نے اسے کلامِ امیرؑ اس بنا پر قرار دیا ہے کہ ثعلب نے ابن الاعرابی کی زبانی بیان کیا ہے کہ خلیفۂ عباسی مامون کا قول تھا کہ اگر امیرالمومنین نے "اخبر تقلہ" نہ کہا ہوتا تو میں کہتا "اقلہ تخبر" (تو اس سے نفرت کر، حقیقت کو پہچان جائے گا)۔[2]

ثعلب نحو و لغت کا مشہور عالم ہے اور اُس نے ۲۹۱ھ (۹۰۴ء) میں انتقال کیا ہے۔ ابن الاعرابی علومِ ادبیہ کا امام مانا جاتا ہے۔

---

[1] نہج ج ۳ ص ۲۴۳ [2] نہج جلد ۳ ص ۲۵۰

اُس نے ۲۳۰ھ (۸۴۴ع) میں وفات پائی ہے۔ مامون بن عباسی بغداد کا شہرۂ آفاق خلیفہ ہے اور ۲۱۸ھ (۸۳۳ع) میں فوت ہوا ہے۔

مجھے ثعلب کا یہ قول کسی کتاب میں نہ ملا۔ لیکن ابو ہلال حسن بن عبداللہ بن سہل العسکری متوفی بعد ۳۹۵ھ (۱۰۰۵ع) نے جمہرۃ الامثال میں لکھا ہے کہ یہ کہاوت حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی کہی ہوئی ہے اور حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ سلہ

ابو عبید احمد بن محمد الہروی متوفی ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ع) نے اپنی کتاب الغریبین میں لکھا ہے:۔

"ومنہ حدیث ابی الدرداء۔ وجدت الناس اُخْبُرْ تَقْلِہْ۔ ای من جرّبہم ذمّہم بالمَقْتِ لخبث سرائرہم وقلّۃِ انصافہم وفرط استیثارہم۔ ولفظہ لفظ الامر ومعناہ الخبر سلہ

اسی قسم کی ابو الدرداءؓ کی یہ حدیث ہے کہ۔ میں نے لوگوں کو پایا "اُخبر تقلہ" یعنی جو شخص انسانوں کو آزمائے گا۔ وہ ان کا دشمن ہو جائے گا اس لیے کہ ان کے دلوں میں خباثت اور قلتِ انصاف اور خود غرضی کی زیادتی ہے۔ اس حدیث کے لفظ تو حکم کے ہیں۔ لیکن معنی خبر واطلاع ہیں۔

سلہ جمہرۃ الامثال ص۲۶ طبع بمبئی، ۱۳۰۶ھ (۱۸۸۹ع) سلہ الغریبین ورق ۲۳۶۔الف مخطوطہ رامپور

حاکم نیشاپوری نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۶۲) میں حضرت ابوالدرداء سے اس حدیث کو بالفاظ "اِخْتَبِرْ تَقْلُہٗ" روایت کیا ہے۔

(۱۰) اسی طرح امیر المومنین کے ارشاد "اَلْعَیْنُ وِکَاءُ السَّہ" (آنکھ سرین کا بندھن ہے) کے تحت لکھا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ مذکورہ جملہ قولِ رسولؐ ہے۔ مگر کچھ راویوں نے اسے قولِ مرتضوی بتایا تھا۔ مبرّد نے اپنی کتاب المقتضب میں اس کا ذکر کیا ہے۔[۱]

مبرّد کا پورا نام ابوالعباس محمد بن یزید الازدی النحوی ہے اور اس نے ۲۸۵ ھ (۸۹۸ء) میں انتقال کیا ہے۔ اس کی کتاب المقتضب آج موجود نہیں۔ لیکن ابن ندیم اور حاجی خلیفہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔[۲]

یہ جملہ بحیثیتِ ارشاد نبویؐ ابن قتیبہ الدینوری متوفی ۲۷۶ ھ (۸۸۹ء) نے کتاب تاویل مختلف الحدیث ص ۶۵ میں لکھا ہے اور ابوعبید احمد بن محمد الہروی متوفی ۴۰۱ ھ (۱۰۱۰ء) کی کتاب الغریبین میں بھی مذکور ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:-

---

[۱] نہج جلد ۳ ص ۲۶۳ [۲] الفہرست ص ۸۸ وکشف جلد ۲ کالم ۱۷۹۳۔

"وفی الحدیث۔ اَلْعَیْنُ وِکَاءُ السَّہٖ۔ قال ابو عبید وھو حلقۃ الدبر" [1]

اور حدیث میں آیا ہے۔ "العین وکاء السَّہ" ابو عبید نے کہا کہ "سہ" حلقۂ دُبر کو کہتے ہیں۔

یہ ابو عبید جس کا قول غریبین میں نقل کیا گیا ہے۔ ابو عبید القاسم بن سلام ہے۔ اس نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں احادیثِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت اس قول کو نقل کیا ہے [2]

دیگر ماخذ

جن اہلِ علم نے تاریخ وادب وحدیث کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا ہے، وہ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ نہج البلاغہ کے بہت سے مندرجات دوسری متقدم کتابوں میں موجود ہیں، گو سید رضی نے اُن کا حوالہ نہیں دیا۔ اور اگر بغداد چنگیزیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد نہ ہوا ہوتا اور اُس کے عدیم النظیر کتاب خانوں کو جلا کر خاک نہ کر دیا گیا ہوتا، تو آج اُس کے ایک ایک جملے کا حوالہ ہمارے سامنے ہوتا۔ ذیل میں چند حوالے پیش کیے جاتے ہیں:۔

---

[1] الغریبین ورق ۱۳۴۔ الف۔ [2] غریب الحدیث ورق ۱۳۰۔ ب مخطوطہ رامپور

(۱) اہلِ سنّت کے نقطۂ نگاہ سے نہج کا سب سے زیادہ قابلِ اعتراض خطبہ "شقشقیہ" ہے، جس میں امیرالمومنین نے خلافت کی پچھلی تاریخ بیان فرمائی ہے، اور اس امر کی شکایت کی ہے کہ "مجھے خلافت کا دوسروں کے مقابلے میں زیادہ مستحق جانتے ہوئے بھی اہلِ حل و عقد نے نظرانداز کیا۔ تاہم میں نے صبر کیا، تا آنکہ چوتھی بار سب نے مجھے اس بار کے اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ لیکن کچھ لوگ بیعت کے بعد مخالف ہو گئے اور اہلِ اسلام میں جنگ چھڑ گئی۔ جہاں تک میرا تعلق ہے اگر میرے مددگار موجود نہ ہوتے، نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظالم کی روک تھام اور مظلوم کی مدد فرض نہ ہوتی، تو میں اس عہدے سے الگ جا کھڑا ہوتا۔"

اس خطبے کا آغاز یہ ہے :-

بخدا، خلافت کا کرتا فلاں نے پہن لیا۔ حالانکہ وہ خوب واقف تھے کہ خلافت میں میرا مقام وہ ہے جو کیلی کا چکی میں ہوتا ہے۔	"اَمَا وَاللّٰہِ، لَقَدْ تَقَمَّصَهَا فُلَانٌ، وَإِنَّهُ لَيَعْلَمُ اَنَّ مَحَلِّيْ مِنْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحٰى"، [1]

[1] نہج جلد ۱ ص۲۵

یہ خطبہ ابو جعفر احمد بن محمد بن خالد البرقی الشیعی متوفی ۲۷۴ھ (۸۸۷ء) نے کتاب المحاسن میں، ابراہیم بن محمد الثقفی الکوفی ۲۸۳ھ (۸۹۶ء) نے کتاب الغارات میں، ابو علی محمد بن عبد الوہاب الجبائی البصری المعتزلی متوفی ۳۰۳ھ (+ ۱۶-۹۱۵ء)، ابو القاسم البلخی مؤلف کتاب الانصاف نے اپنی اپنی کتابوں میں[1]، ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی الشیعی الشہیر بالشیخ الصدوق متوفی ۳۸۱ھ (۹۹۴ء) نے کتاب علل الشرائع صـ۶۸ـ اور معانی الاخبار (۱۳۲) میں، ابو عبد اللہ محمد بن النعمان الشیعی المعروف بالشیخ المفید متوفی ۴۱۳ھ (۱۰۲۲ء) نے کتاب الارشاد (صـ۱۶۶ـ) اور کتاب الجمل (صـ۴۶ـ و صـ۷۶ـ) میں اور شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ (۱۰۶۸ء) نے کتاب الامالی (صـ۲۳۷ـ) میں اپنی اپنی خاص سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

شیخ صدوق نے اپنی دونوں کتابوں میں ان دو[2] سندوں سے اس خطبے کو روایت کیا ہے:-

---

[1] شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ۱/۴۰، و فہرست کتب خطی کتابخانہ عمومی معارف ۱۳۶/۱ منہاج نہج البلاغہ صـ۱۴ـ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب الغارات کا مخطوطہ موجود ہے [2] کتاب الجمل، المطبعۃ الحیدریہ، نجف اشرف۔

(۱) "حدثنا محمد بن علی ماجیلویہ، عن عمہ محمد بن القاسم، عن احمد بن ابی عبد اللہ البرقی، عن ابیہ، عن ابی عمیر، عن ابان بن عثمان عن ابان بن تغلب عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ"۔

(۲) "حدثنا محمد بن ابراھیم بن اسحٰق الطالقانی، ثنا عبد العزیز بن یحیی الجلودی، ثنا ابو عبد اللہ احمد بن عمار بن خالد، ثنی یحیی بن عبد الحمید الحمانی، ثنی عیسی بن راشد، عن علی بن خزیمۃ عن عکرمۃ عن ابن عباسؓ"۔

(۲) نہج کا تیسرا خطبہ ہے، (۱/۳۳):

بِنَا اهْتَدَيْتُمْ فِي الظَّلْمَاءِ وَتَسَنَّمْتُمُ الْعَلْيَاءَ الخ	تم نے تاریکیوں میں ہمارے ہی ذریعہ سے ہدایت پائی، اور ہمارے ہی سبب سربلند ہوئے۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۳) نہج کا چوتھا خطبہ ہے (۱/۳۵):

أَيُّهَا النَّاسُ شُقُّوا أَمْوَاجَ الْفِتَنِ بِسُفُنِ النَّجَاةِ۔	لوگو، فتنوں کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیرو۔

اس کے جملے "وَإِنْ أَسْكُتْ، يَقُولُوا جَزِعَ مِنَ الْمَوْتِ ——

بِشَذي أُمّه کو ابراهیم بن محمد البیهقی نے کتاب المحاسن والمساوی (۲/ ۱۳۹) میں نقل کیا ہے -

(۴) نہج کا پانچواں کلام ہے (۱/ ۳۶):

واللہ لا اکونُ کالضَّبُعِ ؛ تنامُ علی طُوْلِ اللَّدْمِ حتّٰی یصلَ الیها طالبها ویَخْتِلَها راصدُها۔	بخدا میں بجّو جیسا نہیں ہوں جو کھٹکے پر کھٹکا ہوتا ہے مگر پڑا سوتا رہتا ہے، تا آنکہ اُس کا متلاشی سر پر آجاتا ہے اور اُس کی گھات لگانے والا اُسے دھوکا دیدیتا ہے۔

اس کلام کا مذکورہٗ بالا جملہ ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی نے غریب الحدیث (ورق ۱۹۶- الف) میں یوں نقل کیا ہے -

" واللہ، لا اکون مثل الضبع، تسمع اللدم حتی تَخْرُجَ فتُصادَ "۔	بخدا میں، بجّو کی طرح نہیں ہوں جو تھپکی سنتا رہتا ہے۔ تا آنکہ نکلتا ہے اور شکار ہو جاتا ہے -

طبری نے اپنی تاریخ (۵/ ۱۷۱) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (صـ۳۳) میں بالتفصیل یہ گفتگو لکھی ہے، مگر طبری میں اس کا آغاز اس طرح ہے -

لا أکونُ کالضبع تسمع اللدم - إن النبی	میں، بجو کی طرح بننا نہیں چاہتا تھا جو تھپکی سنتا رہتا ہے بیشک نبی کی

قُبض وما أری أحداً أحقّ بهذا الأمر منی " الخ	وفات ہوئی ہے تو میں کسی کو بھی امر خلافت کا اپنے سے زیادہ مستحق نہیں پاتا تھا۔

(۵) نہج کا نواں خطبہ ہے (۱/۳۸):

ألا و إن الشیطانَ قد جمع حِزبَه الخ	لوگو، خبردار، شیطان نے اپنا جتھا اکٹھا کر لیا۔

یہ پورا خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (م ۱۳۶) میں نقل کیا ہے۔ آیندہ نمبر ۲۱ و ۱۳۳ پر بھی یہی خطبہ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

(۶) نہج کا ۱۱واں کلام ہے (۱/۳۹):

فقال له علیه السلام — ولقد شَهِدَنا فی عسکرنا هذا أقوامٌ فی أصلاب الرجال و أرحام النساء۔ الخ	ہمارے ساتھ وہ بھی تھے جو ابھی صلب پدر اور رحم مادر میں ہیں۔

یہ کلام باختلاف الفاظ البرقی نے کتاب المحاسن والآداب (ورق ۵۔ الف) میں نقل کیا ہے۔

(۷) نہج کا ۱۲واں کلام اہل بصرہ کی مذمت میں یوں شروع ہوا ہے (۱/۴۰):

کنتم جُندَ المرأةِ	تم عورت کا لشکر اور چوپائے کے

وأتباعَ البهيمةِ۔ رَغَا، فاجبتم، وعُقِرَ فهَرَبْتُم۔ أخلاقُكم دِقاقٌ و عهدكم شِقاقٌ و دينكم نفاقٌ وماءُكم زُعاقٌ۔ الخ	پیرو تھے وہ بلبلایا تو تم نے قبول کیا، اور اُس کی کونچیں کاٹ دی گئیں، تو تم بھاگ کھڑے ہوے۔ تمھارے اخلاق پست ہیں، اور تمھارا قول وقرار ناپائدار ہے، اور تمھارا دین دوغلاپن ہے، اور تمھارا پانی کھاری ہے۔

یہ کلام ابن قتیبہ نے عیون (۱/۲۱۶) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۱۶۹ و ۲۸۲) میں، ابن شیخ الطائفہ نے اپنی امالی (ص۸۷) میں اور شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص۲۰۳ و ص۲۱۰) میں نقل کیا ہے۔ ابو الحسن علی بن الحسین المسعودی متوفی ۳۴۶ھ (۹۵۷ع) نے مروج الذہب (۲/۱۱) میں بالاختصار درج کیا ہے۔

(۸) نہج کا ۱۴واں کلام ہے (۱/۴۲):

واللهِ لو وجدتُهُ قد تُزُوِّجَ بِه النساءُ و مُلِكَ بِهِ الإماءُ، لَرَدَدْتُهُ فانّ فی العدل سَعَةً و من ضاق علیه العدلُ	بخدا، اگر میں جاگیروں کو ایسا پاتا کہ ان پر عورتوں کی شادیاں ہوچکی ہیں، اور ان کے بدلے میں باندیاں خریدی جاچکی ہیں۔ تب بھی واپس لے لیتا کیونکہ عدل میں بڑی وسعت ہے اور جس پر

فالجورُ عليه أضيق-الخ	عدل و انصاف تنگ ہو جائے تو ظلم و جور اس پر اور بھی تنگ ہو جائے گا۔

ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل ص۲۰۳ میں اس خطبے کو نقل کیا ہے، اور ابن ابی الحدید (۱/۵۰) نے لکھا ہے کہ اس خطبے کو کلبی نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۹) نہج کا ۱۵ واں کلام ہے (۱/۴۲):

ذِمَّتِي بما أقولُ رهينةٌ وأنا بهٖ زعيمٌ - إنَّ من صَرَّحَتْ لهُ العِبَرُ عمّا بين يديه من المثُلاتِ حجزتْه التّقوىٰ عن تقحّم الشبهاتِ - ألا وإنّ بليّتكم قد عادت كهيئتِها يوم بعث الله نبيّكم الخ	جو کچھ میں کہوں گا اس کی صحت کا ذمہ دار اور حقّانیت کا کفیل ہوں بیشک جس کے لیے صراحت کر دے گی عبرت ان عذابوں کی جو پہلی قوموں پر آئے۔ اسے تقویٰ شبہے کے کاموں پر پڑنے سے روک دے گا۔ سن رکھو کہ تمہاری آزمائش اسی طرح ہو گی جیسی اس وقت ہوئی تھی جب اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا تھا۔

اس گفتگو کا کچھ حصہ جاحظ نے کتاب البیان (۱/۱۰۰) میں

اور عسکری نے اوائل ۱۰۲ الف میں اور ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۸-الف) میں نقل کیا ہے۔ پوری گفتگو ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ (۸۸۹ء) نے عیون الاخبار (۲/۲۳۶) میں، محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۸ھ (۹۴۰ء) نے اصول الکافی (۹۷) اور فروع کافی (۳/۳۲) کتاب الروضہ میں، ابن عبدربہ متوفی ۳۲۸ھ (۹۴۰ء) نے العقد (۲/۱۶۲) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۳۵ و ص۱۴۱) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۴۷) میں نقل کی ہے۔

(۱۰) نہج کا ۱۶ واں کلام ہے (۱/۴۷):

إن ابغضَ الخلائق إلی اللهِ رجلان؛ رجلٌ وکّلَهُ الله إلی نفسه فهو جائر عن قصد السبیل، مشغوفٌ بکلامِ بدعةٍ و دعاءِ ضلالةٍ، فهو فتنة لمن افتتَنَ به، ضالٌّ عن هَدْيِ من کان قبله، مُضِلٌّ لمن اقتدی به،

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض دو آدمی ہوتے ہیں، ایک وہ جسے اللہ اس کے نفس کے حوالے کردے اور وہ سیدھے راستے سے ہٹ جائے اور بدعت کی باتوں اور گمراہی کے بلاوے پر فدا ہو ایسا شخص فتنہ ہے اس شخص کے لیے جو اس کی بات قبول کرے اور تارک ہے اپنے پیغمبروں کے چال چلن کا اور گمراہ کرنے والا ہے اُسے جو اس کی

فی حیاته وبعد وفاته، حمّالٌ خطایا غیره، رهینٌ بخطیئته الخ	مانے اس کی زندگی میں یا مرنے کے بعد وہ دوسروں کی خطاؤں کا بوجھ اٹھانے والا ہے اور اپنی خطاؤں میں گرفتار ہے۔

یہ خطبہ ابن قتیبہ نے کتاب غریب الحدیث (ابن ابی الحدید ۱/۵۲) میں، کلینی نے اصول الکافی (ص۱۳) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۳۵) میں اور شیخ الطائفہ نے الامالی (ص۱۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱) نہج کا ۱۸ واں کلام اشعث بن قیس سے تخاطب ہے۔ اس کا آغاز ہے (۱/۵۱):

مَا یُدْرِیْكَ مَا عَلَیَّ مِمَّا لِیْ، علیك لعنة الله ولعنةُ اللاعنین!	تجھے کیسے معلوم ہوا کہ کیا میرے خلاف ہے اور کیا موافق۔ تجھ پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو۔

یہ گفتگو ابو الفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ (۹۶۷ء) نے کتاب الاغانی (۱۸/۱۵۹) میں نقل کی ہے۔

(۱۲) نہج کا ۲۰ واں خطبہ، جو ۱۶۲ ویں خطبے کا ایک ٹکڑا ہے، حسب ذیل ہے (۱/۵۴ و ۲/۹۷):

فانّ الغایة أمامکم و	بیشک انجام تمھارے سامنے ہے اور

إنّ ورائكم الساعة تحدوكم، تخففوا تلحقوا، فانما تنتظر بأولكم آخركم۔	قیامت تمہارے پیچھے ہے اور تمھیں ہانک رہی ہے۔ سبک بار بنو۔ جاملو گے۔ اور وہ تمہارے پیشروؤں کی معیّت میں تمہارے پچھلوں کی منتظر ہے۔

یہ پورا خطبہ طبری نے اپنی تاریخ (۵/۱۵۷) میں نقل کیا ہے۔

(۱۳) نہج کا ۲۱ واں خطبہ ہے (۱/۵۵):

ألا وان الشیطانَ قد ذمَرَ حِزبَه' الخ	خبردار، شیطان نے اپنے گروہ کو برانگیختہ کرلیا ہے۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۲۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۰۰) اور کتاب الجمل (ص۱۲۹) میں نقل کیا ہے۔

(۱۴) نہج کا ۲۲ واں خطبہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے (۱/۵۶):

أما بعد فإنّ الامر ینزل من السّماء إلی الارضِ کقطرات المطر الخ	بعد ازاں، حکم الٰہی آسمان سے زمین پر بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتا رہتا ہے۔

اس خطبے میں آگے ایک جملہ آیا ہے "کان کالفالج الیاسر" (وہ جیتے ہوئے جواری کی طرح ہوتا ہے) یہ جملہ ابو عبید نے اپنی غریب الحدیث (ورق ۲۰۱ ب) میں امیرالمومنین کے نام سے نقل

کرکے اس کے لفظوں کی تشریح کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پورا خطبہ اُس کے سامنے تھا۔ نیز "فاحذروا من اللہ" سے "لمن عمل لہ" تک ابن مزاحم الکوفی متوفی ۲۱۲ھ (۸۲۷ء) نے کتاب الصفین (ص۲) میں نقل کیا ہے۔

(۱۵) نہج کا ۲۴ واں خطبہ ہے (۱/۶۰):

أنبئتُ بُسراً قد اطلع الیمنَ الخ	مجھے اطلاع ملی ہے کہ بُسر یمن پہنچ گیا

یہ خطبہ قدرے اختلاف کے ساتھ مسعودی نے مروج الذہب (۲/۱۱۲) میں نقل کیا ہے۔ اور اس کا یہ جملہ "اللّٰھم إنی قد مللتھم۔ الملح فی الماء" شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۶) نہج کا ۲۵ واں خطبہ ہے (۱/۶۲):

إنّ اللہ بعث محمداً نذیراً للعالمین وامیناً علی التنزیل، وأنتم معشرَ العربِ علی شرّ دین وفی شرّ دارٍ الخ	بیشک اللہ نے محمد کو اہلِ عالم کے لیے نذیر بنا کر بھیجا تھا اور انھیں قرآن کا امین بنایا تھا، اس حالت میں کہ تم اے اہل عرب بُرے دین پر چل رہے تھے اور بُرے گھر میں بس رہے تھے۔

یہ خطبہ الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/۲۹۵) میں

اور اس کا ابتدائی حصہ ابن قتیبہ نے الامامۃ والسیاسۃ (صلہ ۱۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۱۷) نہج کا ۲۶ واں خطبہ ان لفظوں سے شروع ہوتا ہے (۱/۶۳):

أمّا بعد فإنّ الجهادَ بابٌ من ابواب الجنّة۔ فتحه الله لِخاصّةِ أوليائه۔ وهو لباس التقوىٰ ودِرْعُ الله الحصينة وجُنّته الوثيقة۔ فمن تركه، رغبةً عنه، ألبَسَهُ اللهُ ثوبَ الذُّلِّ وشَمْلَةَ البلاء الخ

بعد ازاں۔ بیشک جہاد جنت کا ایک دروازہ ہے۔ اللہ نے یہ دروازہ اپنے خاص دوستوں کے لیے کھولا ہے اور وہ پرہیزگاری کا لباس ہے اور اللہ کی مضبوط زرہ اور اُس کی مضبوط ڈھال ہے، تو جو جہاد کو اس سے بے پروا ہو کر چھوڑے گا، اللہ اُسے ذلت کا لباس اور مصیبت کی چادر پہنا دے گا۔

یہ خطبہ جاحظ نے البیان (۱/۱۷۰) میں، مبرد نے الکامل (۱/۱۳) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/۲۳۶) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۱۶۳) میں، ابوالفرج الاصفہانی نے کتاب الاغانی (۱۵/۴۳) میں، شیخ صدوق نے معانی الاخبار (۱۱۳) میں، شیخ مفید نے الارشاد (صفحہ ۱۶۰ تا ۱۶۴) میں، اور ابومنصور الثعالبی متوفی ۴۲۹ ھ (۱۰۳۷-۳۸ء) نے ثمار القلوب (صفحہ ۵۵۶) میں، بتغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۸) نہج کا ۲۷ واں خطبہ یوں شروع ہوا ہے [۱/۶۶] :

أما بعد فإنّ الدنيا قد أدبرت ، وآذنت بوداعٍ، وإنّ الآخرة قد اقبلت وأشرفت باطلاعٍ۔ ألا وإنّ اليوم المضمار وغداً السباق والسبقة الجنّة والغاية النار۔ أفلا تائبٌ من خطيئته منيّته ؛ ألا عاملٌ لنفسه قبل يوم بؤسه الخ

بعد ازاں۔ بیشک دنیا نے پیٹھ پھیر لی اور رخصت کی اطلاع دیدی، اور بیشک آخرت سامنے آچکی اور سر اٹھا کر دیکھنے لگی۔ سنو، بیشک آج دبلا ہونا ہے اور کل گھوڑ دوڑ ہے اور منزل جنت اور انتہا دوزخ ہے۔ تو کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو خطا سے مرنے سے قبل توبہ کرلے ؟ اور کیا کوئی ایسا نہیں جو اپنے لئے اپنی بدحالی کے دن سے پہلے ہی کام کر رکھے ؟

یہ خطبہ جاحظ نے البیان (۱/۱۷۱) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/۲۳۵) میں، الثقفی نے کتاب الغارات (بحار ۱۷/۱۲۶) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۱۶۳) میں، ابو محمد الحسن بن علی بن شعبۃ الحرانی متوفی ۳۳۲ھ (۹۴۳ء) نے تحف العقول (ص ۳۵) میں، ابوبکر الباقلانی متوفی ۴۰۳ھ (۱۰۱۲ - ۱۳ء) اعجاز القرآن (برحاشیہ اتقان سیوطی (۱/۱۹۴) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۸)

میں، ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۱۲۰۔الف) میں نقل کیا ہے۔

(۱۹) نہج کا ۲۸واں خطبہ اپنے ساتھیوں پر عتاب و خطاب پر مشتمل ہے، اور ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے [۱/۶۹]

ایها الناس، المجتمعةُ أبدانهم المختلفةُ أهواؤهم، کلامکم یُوهِی الصُّمّ الصِّلابَ و فعلکم یُطمِعُ فیکم الأعداءَ. تقولون فی المجالس کیت و کیت. فاذا جاء القتالُ قلتم حِیدِی حَیادِ۔ الخ

اے لوگو، جن کے بدن اکٹھے لیکن خواہشیں جدا جدا ہیں۔ تمھاری گفتگو سخت چٹانوں کو پھاڑتی ہے، اور تمھارا کام دشمنوں کو لالچ دلاتا ہے۔ تم مجلسوں میں کہتے ہو یہ کریں گے اور وہ کریں گے۔ اور جب جنگ کا وقت آتا ہے، تو بول اُٹھتے ہو بھاگو بھاگو

یہ خطبہ جاحظ نے البیان (۱/۱۷۱) میں، ابن قتیبہ نے کتاب الامامة والسیاسة (۱۴۲) میں، کلینی نے اپنی کتاب میں (ابن ابی الحدید ۱/۸۵)، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۱۶۴) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۵۵) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۲۰) نہج کا ۳۰واں کلام حضرت ابن عباس سے ہے جبکہ اُنھیں جنگ جمل سے پہلے حضرت زبیر سے گفتگو کرنے بھیجا تھا۔ اس کا آغاز ہے (۱/۷۲):

"لا تلقین طلحة فانك ان تلقه تجده کالثور عاقصاً قرنه - یرکب الصعب و یقول: هو الذلول - الخ	تو طلحہ سے ہرگز مت ملنا۔ کیونکہ اس سے ملے گا تو اسے بیل کی طرح سینگ اٹھائے ہوئے پائے گا۔ وہ سرکش اونٹ پر چڑھتا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ رام ہے۔

یہ گفتگو جاحظ نے البیان (۲/۱۲۵) میں مفضل بن سلمۃ الکوفی نے کتاب الفاخر (ص۲۴۴) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۱/۱۹۵) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۲۷۶) میں باختلاف الفاظ نقل کی ہے۔

(۲۱) نہج کا ۳۱ واں خطبہ "ایها الناس انا قد اصبحنا فی دهر عنود" (۱/۳۰) ماخذِ کتاب کے تحت گذر چکا ہے اسے جاحظ نے البیان (۱/۱۷۲) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/۲۳۷) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۱۷۲) میں اور باقلانی نے اعجاز القرآن (۱/۱۹۷) میں شعیب بن صفوان کے حوالے سے بنام حضرت معاویہ درج کیا ہے۔

(۲۲) نہج کا ۳۲ واں خطبہ، جو اختلاف روایت کے ساتھ نمبر ۱۰۰ پر بھی مذکور ہے، حسب ذیل ہے (۱/۷۷)

إن الله بعث محمداً صلی الله علیه وآله ولیس أحد من العرب	بیشک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و کو ایسی حالت میں مبعوث فرمایا کہ کوئی عرب

يقرأ كتاباً ولا يدّعى نبوّةً - فساق النّاس حتّٰى بوّأهم محلّتهم، و بلّغهم منجاتهم۔ الخ	نہ کتاب خواں تھا اور نہ نبوت کا دعویدار، پس اُنھوں نے لوگوں کو کھینچا تا آنکہ اُنھیں اپنی جگہ پر بٹھا دیا اور اُنھیں نجات کے گھر میں پہنچا دیا -

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۴۴) میں نقل کیا ہے -

(۲۳) نہج کا ۳۳ واں خطبہ، جو اپنے ساتھیوں کے عتاب و خطاب پر مشتمل ہے، حسب ذیل ہے (۱/ ۷۸) :

اُفٍّ لكم لقد سئمتُ عتابكم - أرضيتم بالحياة الدّنيا من الآخرة عوضاً، و بالذّلّ من العزّ خلفاً ؟	تم پر افسوس ہے ! میں تمھیں ڈانٹتے ڈانٹتے تنگ آگیا - کیا تم نے دنیا کی زندگی کو آخرت کا بدل مان لیا، اور کیا تم نے عزت کی جگہ ذلت قبول کرلی؟

یہ خطبہ طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۵۱) میں اور ابن قتیبہ نے الامامتہ والسیاستہ (ص۱۴۲) میں معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے -

(۲۴) نہج کا ۳۴ واں خطبہ بھی اپنے ساتھیوں کے عتاب و خطاب پر مشتمل ہے اور اس کا آغاز ان الفاظ سے ہوا ہے (۱/ ۸۰) :

الحمد لله و إن أتى الدّهرُ بالخَطْبِ الفادحِ	اللہ ہی حمد کا سزاوار ہے - اگرچہ زمانہ کیسے ہی گرانبار کام سر پہ ڈالے -

اما بعد فان معصية الناصحِ الشفيق العالم المجرِّبِ تُورثُ الحيرة و تُعقِبُ الندامة۔ الخ	بعد ازاں ، بیشک تجربہ کار صاحب علم اور مہربان ناصح کی نافرمانی حیرانی پیدا کردیتی ہے اور اس کا انجام پشیمانی ہوتا ہے۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۱/ ۱۱۰) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۱۳۵) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۴۳) میں باختلاف الفاظ نقل کیا ہے، اور ابو الفرج الاصفہانی نے الاغانی (۹/ ۵) میں اس خطبہ کے آخری شعر کا حوالہ دیا ہے۔

(۲۵) نہج کا ۳۵ واں خطبہ امیر المومنین نے خوارج کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا آغاز یوں ہے (۱/ ۸۲):

فأنا نذيركم أن تُصبحوا صَرْعى بأثناءِ هذا النهر و بأهضامِ هذا الغائط على غير بيّنةٍ من ربّكم ولا سلطانٍ مُبينٍ معكم۔	تو میں تمھیں اس سے ڈراتا ہوں کہ تم اس دریا کے موڑوں اور اس نشیب کی گہرائیوں میں کہیں پچھڑے نہ پڑے ہو۔ درانحالیکہ نہ تمھارے پاس پروردگار عالم کی طرف سے کوئی تنبیہ پائی جائے۔ اور نہ تمھارے ساتھ کوئی دلیل ہو۔

یہ خطبہ ابتدائی حصّے کے علاوہ ابن قتیبہ نے الامامہ (ص۱۴۱) میں، طبری نے اپنی تاریخ (۴۷/۶) میں اور بقولِ ابن ابی الحدید (۱۴۲/۱) محمد بن حبیب البغدادی متوفی ۲۴۵ھ (۸۵۹ء) نے اپنی کسی کتاب میں باختلاف الفاظ نقل کیا ہے۔

(۲۶) نہج کا ۳۶ واں کلام "فقمتُ بالامر" سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا آخری جملہ یہ ہے (۸۵/۱):

فنظرتُ فی امری فإذا طاعتی قد سبقتْ بیعتی و اذا المیثاقُ فی عنقی لغیری۔	میں نے اپنے معاملے پر نظر کی، تو دیکھا کہ میری اطاعت (حکمِ رسولؐ) میری بیعت سے آگے نکل چکی ہے، اور دوسرے (کے ساتھ پُر امن رہنے) کے لیے قول و قرار میری گردن میں ہے۔

یہ جملہ ابن عبدربہ نے العقد (۲۷۲/۲) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۳۷/۱) میں نقل کیا ہے۔

(۲۷) نہج کا ۳۸ واں خطبہ بھی اپنے رفقا کے عتاب پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز ہے (۸۶/۱):

منیتُ بمن لا یطیع إذا أمرتُ و لا یُجیبُ	میں اُن لوگوں میں پھنسا ہوا ہوں جو اطاعت نہیں کرتے جب انھیں حکم

إذا دعوتُ - لا أبا لكُمْ ما تنتظرون بنصرِكم ربَّكم؟ أما دينٌ يجمعكم ولا حميّةٌ تُحمِشُكم؟ أقومُ فيكم مستصرخًا وأُناديكم متغوّثًا - فلا تسمعون لي قولًا ولا تطيعون لي امرًا الخ	دیتا ہوں، اور جواب نہیں دیتے جب پکارتا ہوں - تمھارا باپ مرجائے! تمھیں اپنے پروردگار کی مدد کرنے میں کس بات کا انتظار ہے؟ کیا دین تمھیں اکٹھا نہیں کرتا، اور کیا حمیت تمھیں نہیں کھینچتی؟ میں تمھارے اندر کھڑے ہو کر پکارتا ہوں اور تمھیں مدد کے لیے بلاتا ہوں مگر تم میری بات نہیں سنتے اور نہ میرا حکم مانتے ہو۔

اِس خطبے کو ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/ ۱۱۸) میں نقل کیا ہے -

(۲۸) نہج کا ۳۹ واں کلام خارجیوں کے قول "لاحکم اِلّا اللہ" کا جواب ہے اور اس طرح شروع ہوتا ہے (۱/ ۸۷ و ۳/ ۹۷):

"کلمةُ حقٍّ یُرادُ بها الباطلُ"	حق بات ہے جس سے مقصود باطل ہے۔

یہ قول مسلم نے اپنی جامعِ صحیح کی کتاب الزکوة میں، مبرد نے الکامل (۲/ ۱۳۱) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۲۶۰) باختلاف نقل کیا ہے -

(۲۹) نہج کا ۴۱ واں خطبہ ہے (۱/ ۸۸):

أيها الناس، إنّ أخوفَ ما أخافُ عليكم اثنان؛ اتّباعُ الهوى، وطولُ الأمل. فاما اتباع الهوى فيصدّ عن الحق. واما طول الأمل فينسى الأخرة ۱/

لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ دو باتوں کا ڈر ہے۔ خواہشوں کی پیروی اور درازیٔ امید۔ خواہشات کی پیروی حق سے روکتی اور درازیٔ امید آخرت کو بھلاتی ہے۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب صفین (ص۴) میں، ابوجعفر البرقی نے کتاب المحاسن (ورق ۱۸ ب) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۳۵۳/۲) میں، کلینی نے اصول الکافی (ص۱۵۶) اور فروع الکافی (۲۹/۳) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۳۵ و ۴۷) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۳۸) میں، ابونعیم الاصبہانی متوفی ۴۳۰ھ (۴۱۰۳۸) نے حلیۃ الاولیا (۷۶/۱) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۳ و ص۱۴۵) میں بنام امیر المومنین نقل کیا ہے، اور ابوعلی القالی نے کتاب الامالی (۱۸/۱) میں بنام عتبہ بن غزوان اور البکری نے سمط اللآلی (۷۷/۱) میں ابواحمد الحسن بن عبداللہ العسکری متوفی ۳۸۲ھ (۹۹۲ء) کی کتاب الحکم والامثال کے حوالے سے خود رسول اکرمؐ سے روایت کیا ہے۔

(۳۰) نہج کا ۴۵ واں کلام ہے (۱/ ۹۲):

أللّٰهم إنّی أعوذ بك من وَعثاءِ السفر و كآبةِ المُنقلَبِ وسُوءِ المنظر فی الأهل والمال - أللّٰهم أنت الصاحب فی السفر، وأنت الخَليفة فی الأهلِ ولا يجمعهما غيرك لأن المستخلف لا يكون مستصحبا والمستصحبُ لا يكون مُستَخلَفًا -	اے اللہ میں سفر کی مشقتوں اور واپسی کے مصائب اور بال بچوں اور مال واسباب کو بُرے حال میں دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں" اے اللہ تو ہی سفر میں رفیق ہے اور تو ہی بال بچوں میں میرا قائم مقام ہے۔ اور یہ دونوں کام ایک ساتھ تیرے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ قائم مقام ساتھی نہیں ہوتا، اور ساتھی کو قائم مقام نہیں چھوڑا جاسکتا۔

اس کلام کو ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۷ و ۲۸۸) میں نقل کیا ہے۔ مگر احادیث کی معتبر کتابوں میں "اللھم" سے "فی الاھل" تک حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ نیز ابو عبید نے بھی غریب الحدیث (ورق ۳۸ ب) میں بذیل احادیث نبوی ہی نقل کیا ہے۔

(۳۱) نہج کا ۴۷ واں خطبہ ہے (۱/ ۹۳):

ألحمد لله كلما وَقَبَ	اللہ کے لیے حمد وثنا ہے جب تک

ليلٌ وغسق والحمد لله كلما لاح نجمٌ وخفق الخ	رات آئے اور اندھیرا پھیلے اور اللہ کیلیے تعریف ہے جب تک بھی ستارہ نکلے اور ڈوبے۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۲۰۷) میں اور دیگر رواۃ سیر نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے (ابن ابی الحدید ۱/ ۱۵۹)؛

(۳۲) نہج کا ۴۹ واں خطبہ ہے (۱/ ۹۵):

إنما بدءُ وقوعِ الفِتَنِ أهواءٌ تُتَّبَعُ وأحكامٌ تُبتَدَعُ. يُخالف فيها كتابُ الله ويتولّى عليها رجالٌ رجالاً على غير دين الله الخ	فتنوں کے وقوع کا آغاز وہ خواہشات ہوتے ہیں جن کی پیروی کی جائے، اور وہ نئے احکام ہوتے ہیں جن میں کتابِ الٰہی کی مخالفت کی جائے اور جن کے نفاذ کے لیے لوگ دوسروں سے دینِ الٰہی کے خلاف گٹھ جوڑ کرتے ہیں۔

یہ خطبہ ابو جعفر البرقی نے کتاب المحاسن والاداب (ورق ۶۰ ب و ۸۴-الف) میں، کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۳) اور فروع الکافی (۳/ ۲۹) میں اور عاصم بن حمید نے اپنی کتاب (بحار ۱/ ۱۵۹ و ۱۶۶) میں نقل کیا ہے۔

(۳۳) نہج کا ۵۰ واں خطبہ ہے (۱/ ۹۶):

قد استطعموکم القتالَ، فأقِرّوا علی مذلّةٍ و تاخیرِ محلّةٍ أو روّوا السیوف من الدماء ترووا من الماء الخ

انھوں نے تم سے جنگ کا لقمہ طلب کیا ہے۔ اب یا تو تم ذلّت پر جم کر بیٹھ جاؤ اور پیچھے ہٹ لو۔ اور یا تلواروں کی پیاس خون سے بجھا کر خود اپنی پیاس پانی سے بجھالو۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۱/۱۸۰) میں نقل کیا ہے۔

(۳۴) نہج کا ۵۳ واں کلام ہے (۱/۹۹):

فتداکّوا علیّ تداکّ الإبلِ الهِیمِ یومَ وِردِها قد أرسلها راعیها، وخُلِعَت مثانیها، حتی ظننت أنهم قاتلی، او بعضهم قاتل بعض لدیَّ۔

وہ مجھ پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے وہ پیاسا اونٹ اپنی باری کے دن پانی پر ٹوٹتا ہے، جسے چرواہے نے چھوڑ دیا ہو، اور بندھن نکال لیے ہوں۔ حتیٰ کہ مجھے یہ گمان گزرا کہ یہ مجھے قتل کر دیں گے، یا میرے سامنے باہم کٹ مریں گے۔

یہ ٹکڑا ایک لمبے خطبے میں ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۱۶۲، و ۲۷۷) میں نقل کیا ہے۔

(۳۵) نہج کا ۵۴ واں کلام ہے (۱/۹۹):

أكل ذلك كراهيةُ الموت الخ | کیا یہ سب موت کا ڈر ہے ؟

اس خطبے کو شیخ صدوق نے الامالی (مجلس ۹۰) میں بتغیرِ الفاظ نقل کیا ہے ؟

(۳۶) نہج کا ۵۵ واں خطبہ ہے۔ (۱/ ۱۰۰) :

ولقد كنّا مع رسول الله نقتُل اباءَنا و أبناءَنا و إخواننا و أعمامنا، مايزيدنا ذلك إلّا ايمانًا و تسليما ومُضِيًّا على اللَّقَمِ و صبرًا على مَضَضِ الألَم الخ

ہم رسول اللہ کے ساتھ اپنے باپوں، بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے۔ اس سے ہمارا ایمان بڑھتا تھا، اطاعت اور راہ حق کی پیروی میں اضافہ ہوتا تھا اور رنج والم کی سوزش پر صبر میں زیادتی ہوتی تھی۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۲۸۳) میں اور شیخ مفید نے الارشاد ص ۱۵۵ میں نقل کیا ہے۔

(۳۷) نہج کا ۵۶ واں خطبہ ہے (۱/ ۱۰۱) :

أما إنه سيظهر عليكم بعدي رجلٌ ... و إنه سيأمركم بسبّي والبراءةِ منّي۔

دیکھو میرے بعد بہت جلد تمہارے پاس ایک شخص آئے گا... دیکھو وہ تم کو حکم دے گا کہ مجھے برا بھلا کہو اور مجھ سے بیزاری کا اظہار کرو۔

یہ کلام اصول الکافی (ص۲۰۶) میں کلینی نے، کتاب الغارات میں معمولی فرق کے ساتھ الثقفی نے (ابن ابی الحدید ۱/۲۰۳)، امالی (ص۱۳۱ و ص۲۳۲) میں شیخ الطائفہ نے مستدرک (۲/۲۵۸) میں، حاکم نے اور الارشاد (ص۱۸۴) میں شیخ مفید نے نقل کیا ہے۔

(۳۸) نہج کی ۵۷ ویں گفتگو خوارج سے ہے۔ اس کا آغاز ہے (۱/۱۰۲):

أصابکم حاصبٌ ولا بقی منکم آثِر۔ أبعدَ ایمانی باللہ وجہادی مع رسول اللہ أشہد علی نفسی بالکفر۔	تم پر سنگبار آندھی آئے اور تم میں کوئی بتانے والا بھی نہ بچے! کیا اللہ پر ایمان لانے اور اُس کے رسول کی معیّت میں جہاد کرنے کے بعد میں اپنے اوپر کفر کی گواہی دے سکتا ہوں؟

یہ گفتگو طبری نے اپنی تاریخ (۶/۴۸) اور ابن قتیبہ نے الامامۃ والسیاسہ (ص۱۴۰) میں باللفظ، اور مبرد نے الکامل (۲/۱۲۱) میں نقل کی ہے۔

(۳۹) نہج کا ۱۶۱ واں خطبہ اس جملے پر مشتمل ہے (۱/۱۰۶):

فإنّ اللہ سبحانہ لم یخلُقکُم عبثًا ولم یترُککُم	بے شک اللہ سبحانہ نے تمھیں یونہی بے مقصد نہیں پیدا کیا اور نہ تمھیں آزاد

سدہیٔ ۔ | چھوڑ دیا ہے ۔

یہ جملہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۷) کے ایک خطبہ میں نقل کیا ہے ۔

(۴۰) نہج کا ۶۳ واں کلام اہلِ صفین کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ہے ۔ اس کا آغاز ہے (۱/۱۱۰) :

مَعاشِرَ المسلمین! اِسْتَشْعِرُوا الخَشْیَةَ وَ تَجَلْبَبُوا السکینةَ وعضُّوا علی النواجذ ۔	مسلمانو! خوفِ الٰہی کو اپنا شعار بناؤ اور سکون کو اپنی چادر قرار دو اور دانت بھینچ کر بند کرلو ۔

یہ کلام ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۱/۲۶۳) میں ، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۱/۱۱۰ و ۱۳۳) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۱/۳۲) میں نقل کیا ہے ۔

(۴۱) نہج کا ۴۶ واں کلام ہے (۱/۱۱۲) :

فَهلّا احْتَجَجْتُمْ علیهم بأن رسولَ الله وصّی بأن یُحْسَنَ إلی مُحْسِنِهم و یُتَجاوَزَ عن مُسِیئِهم ۔	تم نے اُن کے سامنے یہ دلیل کیوں نہ پیش کی کہ رسول اللہ نے ان کے بارے میں وصیت فرمائی ہے کہ ان کے نیکوں کے ساتھ نیکی کی جائے اور ان کے بروں سے درگذر کی جائے ۔

یہ کلام معمولی تغیر کے ساتھ ابو حیان توحیدی نے کتاب البصائر (ورق ۵۹ ب) میں، اور سید مرتضیٰ نے امالی (۱/۱۹۸) میں نقل کیا ہے۔

(۴۲) نہج کا ۶۷ واں کلام ہے (۱/۱۱۴):

ملکتنی عینی، و أنا جالس، فسنح لی رسول اللہ، فقلت یا رسول اللہ، ماذا لقیت من أمتك من الأود واللدد؟ الخ	میری آنکھ لگ گئی درانحالیکہ میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے کہا اللہ کے رسول! اب میں آپ کی امت کی طرف سے بہت کچھ کجروی اور دشمنی بھگت چکا۔

یہ پورا کلام ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۲۹۸) میں اور ابو الفرج الاصفہانی نے مقاتل الطالبین (ص ۱۶) میں نقل کیا ہے۔ اور آخری حصہ معمولی اختلاف کے ساتھ ابو علی القالی کی ذیل الامالی والنوادر (ص ۱۹۰) میں مندرج ہے۔

(۴۳) نہج کا ۶۹ واں خطبہ ہے (۱/۱۱۶):

اللھم داحی المدحوات وداعم المسموکات و	اے اللہ! اے زمینوں کے پھیلانے والے اور آسمانوں کے محافظ اور دلوں کے

جابلَ القلوبِ على فطرتها، شقيّها و سعيد ها۔

اُن کی اصل حالت پر پیدا کرنے والے خواہ وہ بد بخت ہوں یا خوش نصیب۔

یہ خطبہ ابو علی القالی نے ذیل الامالی والنوادر (ص۱۷۵) میں طبرانی نے الاوسط میں، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور سعید بن منصور نے کتاب السنن میں نقل کیا ہے۔ (افضل الصلوات ص۶۱، مؤلفہ یوسف النبہانی)۔

(۴۴) نہج کا ۷۴واں کلام ہے (۱/۱۲۳):

إنّ بنی امیّةَ لَیُفَوِّقُوْنَنِي تُراث محمد تفویقًا۔ لَأَنفُضَنَّهم نفض اللّحّامِ الوِذامَ التَّرِبَةَ۔

بنی امیہ مجھے محمدؐ کی میراث میں سے بہت تھوڑا سا حصہ دینا چاہتے ہیں۔ میں اُنھیں ایسا جھاڑ پھینکوں گا جیسے قصائی گردے کی بوٹی پر سے مٹی جھاڑ پھینکتا ہے۔

یہ کلام ابو عبیدہ نے غریب الحدیث (۱۹۶ ب) میں اور ابو الفرج الاصفہانی نے کتاب الاغانی (۱۱/۲۹) میں نقل کیا ہے۔

(۴۵) نہج کا ۷۶واں کلام ایک منجم سے ہے (۱/۱۲۴):

أتزعم انك تهدی إلى الساعة التی من سار فیها

کیا تیرا یہ گمان ہے کہ تو اُس گھڑی کو بتا سکتا ہے جس میں سفر کرنے سے

صُرِفَ عنه السوءُ ؟ | مسافر سے بلا دُور رہتی ہے۔

یہ مکالمہ شیخ صدوق نے معمولی تغیر الفاظ کے ساتھ امالی (مجلس ۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۴۶) نہج کے خطبہ نمبر ۷۷ کا آخری حصّہ ہے (۱/۱۲۶):

فاتّقوا شِرارَ النساءِ وكونوا من خِيارِهِنّ على حَذَرٍ۔	تم بری عورتوں سے بچتے رہو اور نیک عورتوں سے احتیاط برتو۔

یہ ٹکڑا شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۵۰) میں اور شیخ مفید نے کتاب الاختصاص (بحار ۱۷/۱۲۵) میں نقل کیا ہے۔

(۴۷) نہج کا ۷۸ واں کلام ہے (۱/۱۲۶):

أيُّها النّاس، الزّهادةُ قِصَرُ الأَمَلِ والشكرُ عندَ النِّعَمِ والوَرَعُ عند المَحارِمِ۔	لوگو! زہد امیدوں کی کمی، نعمتوں پر شکر اور ممنوعات سے پرہیز کا نام ہے۔

یہ کلام قدرے تغیر کے ساتھ شیخ صدوق نے معانی الاخبار (۹۲) میں نقل کیا ہے۔

(۴۸) نہج کا کلام نمبر ۷۹ ہے (۱/۱۲۷):

ما أَصِفُ من دارٍ أوّلُها عَناءٌ وآخِرُها فَناءٌ في	ایسے گھر کی تعریف کیا کروں جس کا آغاز دکھ اور انجام فنا ہے اس کے

حلالها حسابٌ وفی حرامها عقاب۔	حلال کا حساب ہوگا اور حرام پر سزا دی جائے گی۔

یہ پوری گفتگو مبرد نے الکامل (۱/۸۸) میں اور ابوبکر محمد بن الحسن بن درید الازدی البصری متوفی ۳۲۱ھ (۹۳۳ء) نے کتاب المجتنیٰ (ص۳۱) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۴۷) میں، ابوعلی القالی نے کتاب الامالی (۲/۱۲۲) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/۳۷۱) میں نقل کی ہے۔

(۴۹) نہج کا کلام نمبر ۸۰ ہے (۱/۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۵):

اُلحمدُ للہ الّذی عَلاَ بِحَوْلِہ و دنیٰ بطَوْلِہٖ ـــــ اُوصیکم عبادَاللہ بتقوی اللہ الذی ضرب الأمثالَ الخ	اُس خدا کی حمد جو اپنی طاقت وقوت کے بل پر غالب ہے اور اپنے فضل کے اعتبار سے قریب ہے ـــــ اللہ کے بندو، میں تمھیں اُس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے مثالیں دے دے کر سمجھایا ہے۔

اس خطبہ کا معتد بہ حصّہ ابونعیم نے حلیہ (۱/۷۸) میں اور علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷/۱۱۲) میں نقل کیا ہے۔

(۵۰) نہج کا کلام نمبر ۸۰[1] حسب ذیل ہے (۱/۱۴۵):

عجبنا لابن النابغة یزعم لاهل الشام ان فی دعابة و انی امرؤ تلعابه۔

ہمیں ابن نابغہ پر تعجب آتا ہے شامیوں سے کہتا ہے کہ مجھ میں مزاح ہے اور میں بڑا کھلنڈرا انسان ہوں۔

یہ کلام ابن قتیبہ نے عیون (۱/۱۶۴) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۸۷) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۱/۳۹) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۸۲) میں نقل کیا ہے۔

(۵۱) نہج کا خطبہ نمبر ۸۴ ہے (۱/۱۵۴):

أما بعدُ فإنّ الله لم يَقْصِمْ جبّارِي دهرٍ قطُّ الّا بعدَ تمهيلٍ ورخاء، ولم يَجْبُرْ عَظْمَ أحدٍ من الأُمَمِ الّا بعد أزلٍ وبلاءٍ

بعد ازاں بیشک اللہ تعالیٰ نے جباروں کو ہرگز ہلاک نہیں کیا جب تک اُنھیں پہلے وسعت عیش و فراخی نہیں عطا کر دی۔ اور کسی امت کی ہڈی کو نہیں جوڑا جب تک پہلے اُن پر شدت و سختی اور آزمائش و مصیبت نازل نہیں کر دی۔

یہ خطبہ کلینی نے فروع الکافی (۳/۳۱) میں اور شیخ مفید نے

---

[1] نہج کے مصری نسخے میں جو میرے سامنے ہے، یہ نمبر مکرر ہوگیا ہے:

الارشاد (ص۱۶۸) میں نقل کیا ہے۔

(۵۲) نہج کا خطبہ نمبر ۸۵ ہے (۱/۱۵۵):

أرْسَلَهُ علی حینِ فترۃٍ من الرّسلِ وطولِ هجعۃٍ مِن الامم الخ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا جبکہ رسولوں کی آمد رک چکی تھی اور مختلف اُمتیں بہت دنوں سے پڑی سو رہی تھیں۔

یہ خطبہ کلینی نے اصول الکافی (ص۱۵) میں نقل کیا ہے اور ابن ابی الحدید کی شرح (۱/۳۴۴) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک سے زیادہ راویوں سے مروی ہے۔

(۵۳) نہج کا خطبہ نمبر ۸۷ ہے (۱/۱۵۹):

الحمد للہ الّذی لایفِرُهُ المنعُ والجمودُ ولا یُکدِیهِ الإعطاءُ والجودُ الخ

وہ اللہ سزاوار حمد ہے جس کو روکنا اور بالکل نہ دینا امیر نہیں بناتا اور بخشش و عطا بے زر نہیں کرتی۔

یہ خطبہ ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۲۰۰) میں اور شیخ صدوق نے کتاب التوحید (ص۳۶) میں نقل کیا ہے۔

(۵۴) نہج کا خطبہ نمبر ۸۸ اُن حضرات سے تخاطب ہے جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امیر المومنینؑ سے

خلافت کا بار اُٹھا لینے کی درخواست کی تھی۔ فرمایا ہے (۱/۱۸۲):

دَعُونِي وَالْتَمِسُوا غيري، فإنّا مستقبلون أمرًا له وجوهٌ و ألوانٌ الخ	مجھے چھوڑو اور کسی اور کو تلاش کرو۔ ہم ایک ایسے کام سے دوچار ہونے والے ہیں جس کے کئی مُنہ اور متعدد رنگ ہیں۔

یہ خطبہ طبری کی تاریخ (۵/۱۵۶) اور ابن مسکویہ متوفی سنہ ۴۲۱ھ کی تجارب الامم (۱/۵۰۸) میں موجود ہے۔

(۵۵) نہج کا خطبہ نمبر ۸۹ ہے (۱/۱۸۲):

أما بعد، أيها النّاس، فأنا فقأتُ عين الفتنةِ ولم يكن ليجترِءُ عليها غيري الخ	بعد ازاں! لوگو میں نے فتنہ کی آنکھ نکال پھینکی اور اس کی جرأت میرے سوا کسی میں نہ تھی۔

ابن ابی الحدید نے اپنی شرح (۱/۳۶۶) میں لکھا ہے کہ متعدد سیرت نگاروں نے یہ خطبہ نقل کیا ہے، مگر اُن کے یہاں ایسے الفاظ بھی ہیں جو سیدِ رضی نے نقل نہیں کیے۔

(۵۶) نہج کے خطبہ نمبر ۹۳ کا ایک ٹکڑا ہے (۱/۱۸۸ و ۱۹۰):

لقد رأيت أصحاب محمد صلى الله عليه واله، فما ارى أحدًا منكم	میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے صحابیوں کو دیکھا ہے میں تم میں سے کسی کو بھی اُن جیسا نہیں پاتا وہ صبح کو

يُشَبِّهُهُمْ۔ لقد كانوا يُصْبِحُونَ شُعْثًا غُبْرًا وقد باتوا سُجَّدًا وقياماً يُراوِحُونَ بين جباههم وخدودهم، ويقفون على مثل الجمر من ذكرِ معادِهم۔ كأنّ بين أعينهم رُكَبَ المعزى من طولِ سجودهم۔ اذا ذُكِرَ اللّٰهُ هَمَلَتْ أعيُنُهم حتّٰى تَبُلَّ جيوبهم ومادوا كما يَمِيْدُ الشجرُ يومَ الريحِ العاصفِ خوفاً من العقاب ورجاءً للثواب۔

دھول میں اَٹے ہوتے تھے اور رات کو سجدوں اور قیام کی حالت میں گذارتے تھے وہ کبھی اپنی پیشانیاں زمین پر رکھتے تھے اور کبھی رخسارے۔ وہ اپنی آخرت یاد کرتے تو انگاروں پر کھڑے معلوم دیتے تھے۔ اُن کی آنکھوں کے درمیان لمبے لمبے سجدے کرنے کی باعث مینڈھے کے گھٹنوں جیسے گھٹے پڑے تھے۔ جب اللہ کا ذکر ہوتا تو اُن کی آنکھیں آنسو برسائیں یہاں تک کہ گریبان تر ہو جاتے اور عذاب کے خوف اور ثواب کی اُمید سے ایسے لرزتے اور کپکپاتے جیسے تیز آندھی میں درخت کی حالت ہوتی ہے

یہ ٹکڑا ابن قتیبہ کی عیون الاخبار (۲/۳۰۱) میں، کلینی کی اصول الکافی (ص۲۱۰) میں، شیخ مفید کی الارشاد (ص۱۳۵) اور مجالس (بحار ۱۷/۲۰۴) میں، ابونعیم کی حلیۃ الاولیا (۱/۷۶) میں اور شیخ الطائفہ کی امالی (ص۶۲) میں موجود ہے۔

(۵۷) نہج کے کلام نمبر ۹۹ کا چوتھا ٹکڑا ہے (۱/۱۹۸):

وذالك زمنٌ لاينجو فيه الا كلُّ مومنٍ نؤمةٍ۔	یہ وہ زمانہ ہے جس میں صرف وہی مومن نجات پا سکے گا جو بے نام ونشان ہوگا۔

یہ ٹکڑا معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/۳۵۲) میں اور کلینی نے اصول الکافی (ص۲۰۸) میں نقل کیا ہے۔

(۵۸) نہج کا خطبہ نمبر ۱۰۲ یوں شروع ہوا ہے (۱/۲۰۲):

الحمد لله الذی شرع الاسلام فسهّل شرائعهُ لمن وردهُ، وأعزّ اركانه على من غالبهُ فجعلهُ أمْنًا لِمَنْ عَلِقَهُ و سلْمًا لمن دخلهُ۔	وہ اللہ سزاوار حمد ہے جس نے اسلام کو شریعت بنایا، اور اُس کے احکام کو آسان کر دیا اس کے لیے جو اس میں داخل ہوگیا، اور اُس کے ارکان کو دشوار قرار دیدیا اُس کے لیے جس نے اُس پر غالب ہونا چاہا، پھر اُسے امن بنایا اُس کے لیے جو اُس سے لپٹ گیا اور سلامتی اُس کے لیے جو اُس میں داخل ہوگیا۔

یہ خطبہ کم وبیش الفاظ کے ساتھ کلینی نے اصول الکافی (ص۱۶۷) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص۲۳) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۳۰۶) میں،

ابو علی القالی نے ذیل الامالی والنوادر (ص۱۷۳) میں، ابو نعیم الاصفہانی نے حلیہ (۱/۷۴) میں اور قاضی محمد بن سلامۃ القضاعی نے دستور معالم الحکم (ص۱۲۱) میں نقل کیا ہے۔

(۵۹) نہج کا کلام ۱۰۳ ہے (۱/۲۰۵):

وقد رأیتُ جولتکُم وانحیازکم عن صفوفکم تحوزُکم الجُفاۃُ الطَّغامُ وأعرابُ اھلِ الشام۔ وأنتم لھامیمُ العربِ ویآفیخُ الشرفِ، وَأنفُ المُقَدَّمِ والسَّنامُ الأعظمُ	میں نے تمھیں پیٹھ پھیرتے اور صفوں سے الگ ہوتے دیکھا تمھیں جفا کار، بدخو اور شام کے بدّو گھیر رہے تھے حالانکہ تم عرب کے شہسوار اور شرافت کی چوٹی، اور چہرے کی ناک اور بزرگ کوہان ہو۔

یہ گفتگو ابن مزاحم کی کتاب الصفین (ص۱۳) اور طبری کی تاریخ (۶/۱۴) میں موجود ہے۔

(۶۰) نہج کا نمبر ۱۰۶ خطبہ ہے (۱/۲۱۵):

إن أفضلَ ماتوسّل به المتوسلون إلی اللہ سبحانہٗ الایمانُ بہ وبرسولہ والجھادُ فی سبیلہ، فانہٗ ذِروۃُ	اللہ سے قربت حاصل کرنے والوں کا سب سے بہتر ذریعۂ قربت، اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانا ہے، اُس کی راہ میں جہاد کرنا ہے کیونکہ جہاد اسلام کا

الاسلام، وکلمة الاخلاص فانّها الفطرة، و إقامُ الصلوٰة فإنّها الملّة، و إیتاءُ الزکوٰة، فإنّها فریضةٌ واجبة، وصومُ شهرِ رمضان، فانّه جنّةٌ من العقاب، و حجُّ البیتِ و اعتمارُه فانّهما ینفیانِ الفقرَ و یرحضانِ الذنب، وصِلةُ الرّحِمِ فانّها مَثرَاةٌ فی المال و مَنسأةٌ فی الأجل، وصدقةُ السّرِ فانّها تکفر الخطیئة، وصدقةُ العلانیة فانّها تدفَعُ مَیتةَ السُّوءِ، و صنائعُ المعروف فانّها تقی مصارعَ الهوان۔

بلند ترین حصہ ہے، اور اخلاص کی بات ہے کیونکہ یہ فطرتِ انسانی ہے، اور نماز کی پابندی ہے کیونکہ یہ ملّت (ربانی) ہے، اور زکوٰۃ دینا ہے کیونکہ وہ ضروری فرض ہے، اور رمضان کے روزے رکھنا ہے کیونکہ روزہ عذاب کی ڈھال ہے، اور بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرنا ہے کیونکہ یہ افلاس کھوتے اور گناہ دھوتے ہیں، اور اعزاء کی مدد ہے کیونکہ یہ مال بڑھاتی اور موت کو پیچھے ہٹاتی ہے، اور خفیہ خیرات کرنا ہے کیونکہ یہ خطاؤں کا کفارہ ہے، اور علانیہ خیرات ہے کہ یہ بُری موت کو دفع کرتی ہے، اور نیک کام ہیں کیونکہ یہ ذلت کی شکست سے بچاتے ہیں۔

یہ خطبہ ابو جعفر البرقی نے المحاسن (ورق ۱۱۹-الف) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۳۴) میں، شیخ صدوق نے علل الشرائع (ص۱۱۴) میں،

شیخ مفید نے الامالی (بحار ۱۷/۱۰۵) میں اور شیخ الطائفہ نے الامالی (ص۱۳۵) میں نقل کیا ہے ۔

(۶۱) نہج کا خطبہ نمبر ۱۰۷ ہے، (۱/۲۱۶):

أما بعدُ فانی أحذِّرکم الدّنیا، فانّھا حُلوۃٌ خَضِرَۃٌ حُفّت بالشّھوات، و تحبّبت بالعاجلۃ، و راقت بالقلیل، و تحلّت بالآمال

بعد ازاں، میں تمھیں دنیا سے بچنے کو کہتا ہوں کیونکہ یہ میٹھی اور ہری بھری ہے یہ خواہشات سے گھری ہوئی ہے، اور مال پاکر پھول جاتی ہے، اور ذراسی شے پر اتراتی ہے، اور تمناؤں سے آراستہ رہتی ہے

یہ پورا خطبہ بنام قطری بن الفجاءۃ، جاحظ نے کتاب البیان والتبین (۱/۱۹۶) اور ابن عبدربہ نے العقد (۲/۱۹۵) میں، اور اس کا ایک حصہ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/۲۵۰) میں درج کیا ہے۔ اور بنام امیر المومنین، عبید اللہ المرزبانی[1] المعتزلی الشیعی متوفی ۳۸۴ھ (۹۹۴م) نے کتاب الموفق (بن ابی الحدید (۱/۳۹۷) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/۱۱۹) میں، ابوالفرج القزدینی الکاتب نے قرب الاسناد (بحار ۱۷/۳۰۵) میں اور الحرانی نے تحف العقول

---

[1] مرزبانی کے حالات کے لیے دیکھیے ابن خلکان (۲/۲۴)، انساب السمعانی (ورق ۵۲۱-الف) اور شذرات (۳/۱۱۱) ۔

(ص۴۲) میں نقل کیا ہے -

(۶۲) نہج کا ۱۱۲ ویں خطبہ کا آخری جملہ ہے (۱/۲۲۹) :

أما واللهِ لَيُسَلَّطَنَّ عليكم غلامُ ثقيفٍ الذَّيّالُ المَيّالُ يأكلُ خَضِرَتكم ويُذِيبُ شَحمتكم -	بخدا تم پر قبیلۂ ثقیف کا ایک ایسا فرد مسلط ہونے والا ہے، جو دامن گھسیٹ کر اور جھوم جھوم کے چلنے والا ہوگا - تمھاری سبزی کھا جائے گا - اور چربی پگھلا ڈالے گا -

یہ کلام مسعودی نے مروج الذہب (۲/۱۱۲) بہ تغیر الفاظ نقل کیا ہے -

(۶۳) نہج کے ۱۱۶ ویں کلام کا ایک حصہ ہے (۱/۲۳۲)

إن شرائعَ الدين واحدةٌ وسُبُلَهُ قاصدةٌ الخ	دین کی شریعتیں ایک ہیں، اور اس کے راستے سیدھے ہیں -

یہ جملے ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۱۱۵) میں ایک خطبے کے ذیل میں نقل کیے ہیں -

(۶۴) نہج کا کلام نمبر ۱۱۷ اپنے ساتھیوں پر عتاب ہے - اس کا آغاز ہے (۱/۲۳۳) :

هذا جزاءُ من ترك العُقدةَ -	یہ اُس شخص کا بدلہ ہے جس نے

أما واللهِ لو أنّي حين أمرْتُكم بما أمرتُكم به حملتُكم على المكروهِ الّذي يجعل اللهُ فيه خيراً: فإن استقمتم هديتكم، وإن أعوججتُمْ قوّمْتُكم، لكانت الوُثقى، ولٰكن بمن؟ وإلى من؟ أريد أن أداوي بكم، وأنتم دائي، كناقش الشوكة بالشوكة وهو يعلم أنّ ضلعها معها۔

گانٹھ (عہد) کو چھوڑا۔ بخدا۔ جب میں تمھیں حکم دے رہا تھا، اگر اُس غیر خوش آیند بات پر آمادہ کرتا جس میں اللہ تعالیٰ نے تمھاری بھلائی رکھی تھی، پھر تم قائم رہتے تو تمھیں راہ راست دکھاتا اور ٹیڑھے چلتے تو سیدھا کر دیتا تو یہ بات زیادہ مضبوط ہوتی لیکن کس کے بل پر، اور کس کو؟ میں تمھارے ذریعے علاج کرنا چاہتا ہوں حالانکہ تم ہی میرا مرض ہو، جیسے کانٹے کو کوئی کانٹے ہی سے نکالے یہ جانتے ہوئے کہ اس کانٹے کا میلان بھی اُس کانٹے کی طرف ہوگا۔

یہ کلام ابن عبدربہ نے العقد (۲/۱۶۵) میں نقل کیا ہے۔ اور اس کا یہ حصہ (۱/۲۳۴) مُرْدُ العيونِ من البكاء..... غُبْرَةُ الخاشعين۔ شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۳۵) میں، ابن الشیخ نے امالی (ص۱۸۰) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۳۹) اور امالی (بحار ۱۷/۱۰۶) میں نقل کیا ہے۔

(۶۵) نہج کا ۱۱۹ واں کلام میدان جنگ میں اپنے سپاہیوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ہے۔ اس میں یہ جملہ بھی ہے (۳/۲):

إنّ الموت طالبٌ لا یفوته المقیمُ ولا یُعجِزُه الهاربُ۔	بیشک موت تیز رفتار متلاشی ہے نہ اپنی جگہ جما رہنے والا اُس سے بچ سکتا ہے اور نہ بھگوڑا اُسے ہرا سکتا ہے۔

یہ جملہ ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۸۷) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۰۶ و ۱۳۵) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۳۹ و ۱۵۹) اور کتاب الجمل (ص۱۷۵) میں نقل کیا ہے۔

(۶۶) نہج کا ۱۲۰ واں کلام ہے (۲/۴):

فَقَدِّمُوا الدَّارِعَ وأَخِّرُوا الحَاسِرَ وعَضُّوا علی الأضراسِ، فإنّهُ أنبی للسیوف عن الهامِ۔	پس زرہ پوش کو آگے رکھنا اور بے زرہ کو پیچھے کر لینا اور داڑھیں خوب بھینچ لینا کیونکہ یہ صورت تلواروں کو کھوپڑیاں کاٹنے سے باز رکھتی ہے۔

یہ گفتگو ابن مزاحم کی کتاب الصفین (ص۱۲۰)، طبری کی تاریخ (۶/۹)، ابن مسکویہ متوفی ۴۲۱ھ (۱۰۳۰ء) کی تجارب الامم (۱/۵۸۳)، ابوحیان التوحیدی کی کتاب البصائر (۱۸۵-الف) اور شیخ مفید کی الارشاد (ص۱۵۴) میں موجود ہے۔

(٦٧) نہج کا ۱۲۱واں کلام ہے (۲/ ۷):

إنّا لم نُحَكِّمِ الرجالَ وإنّما حكّمنا القرآنَ ۔ وهذا القرآنُ إنّما هو خطٌ مستورٌ بين الدفّتَيْنِ ۔ لا يَنطقُ بِلسانٍ ، ولا بُدَّ لهُ من ترْجُمانٍ ۔ وانّما ينطق عنه الرجالُ ۔	بیشک ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا ہے، بلکہ ہم نے حکم بنایا ہے قرآن کو یہ قرآن ایک تحریر ہے جو دو دفتیوں کے بیچ میں لکھی ہوئی ہے ۔ یہ خود بات نہیں کرتا ، اور اس کے لیے ترجمان ضرور ہوتا ہے اور اس کی طرف سے آدمی ہی بات کیا کرتے ہیں ۔

یہ گفتگو مبرد نے کامل (۲/ ۱۲۸) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۳۷) میں بالتفصیل درج کی ہے شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۵۷) میں بالاختصار نقل کی ہے ۔

(٦٨) نہج کا ۱۲۲ واں کلام ہے (۲/ ۱۰):

أتأمرونّي أن أطلبَ النصرَ بالجوْرِ فيمن وُلّيتُ عليه ۔	کیا تم مجھے یہ حکم دے رہے ہو کہ جن لوگوں پر میں حاکم بنایا گیا ہوں، ان کے خلاف ظلم سے مدد چاہوں ۔

یہ کلام شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۲۱) میں نقل کیا ہے ۔

(٦٩) نہج کا کلام ۱۲٦ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے

مخاطب ہے۔ اس کا آغاز یہ ہے (۲/۱۷):

یا اباذر، إنك غضبت لله۔ فارج من غضبت له، إن القوم خافوك علی دنیاھم، وخفتھم علی دینك۔	اے ابوذر! بیشک تو اللہ کے لیے خفا ہوا ہے لہٰذا اُسی سے اُمید رکھ بیشک قوم نے تجھے اپنی دنیا کے لیے اور تو نے اُسے اپنے دین کے لیے خطرناک جانا ہے۔

یہ گفتگو ابوبکر احمد بن عبدالعزیز الجوہری متوفی ۳۳۲ھ نے کتاب السقیفہ (ابن ابی الحدید ۱/۴۵۶) میں بالتفصیل اور کلینی نے کافی (کتاب الروضہ صہ ۹۸/۳) میں بالاختصار نقل کی ہے۔

(۹۰) نہج کا ۱۳۲واں کلام ہے (۲/۲۶):

لم تکن بیعتکم إیای فلتۃً۔ ولیس امری وامرکم واحدًا۔ إنی أریدکم لله، وانتم تریدوننی لأنفسکم۔	تم نے مجھ سے اچانک بیعت نہیں کی تھی۔ اور میرا اور تمھارا معاملہ ایک نہیں۔ میں تمھیں اللہ کے لیے چاہتا ہوں، اور تم مجھے اپنے لیے چاہتے ہو۔

شیخ مفید نے الارشاد (صہ ۱۴۲) میں جو خطبہ نقل کیا ہے اُس کا یہ ایک ٹکڑا ہے۔

(۹۱) نہج کا ۱۳۳واں کلام ہے (۲/۲۶):

وَاللّٰہِ ما أنكروا عليَّ مُنْكراً ۔

بخدا انھوں نے کسی ناپسندیدہ بات کو میرے لیے نامناسب نہیں قرار دیا ۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۴۶) میں اور کتاب الجمل (ص۱۲۹) میں نقل کیا ہے ۔ اس کا ایک اور حصہ نمبر ۹ اور ۲۱ میں گذر چکا ہے اسی کلام کا دوسرا حصہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے ۔

فاقبلتم الیّ اقبال العوذ المطافیل الی اولادھا تقولون البیعۃ قبضت یدی فبسطتموھا ونازعتکم یدی فجذبتموھا ۔

پھر تم میری طرف ایسے متوجہ ہوئے جیسے نئی بیاہی بچوں والی مادائیں اپنے بچوں کی طرف ٹوٹتی ہیں تم کہتے تھے بیعت بیعت ۔ میں نے اپنا ہاتھ بند کر لیا تو تم نے اسے پھیلا دیا اور میں نے تم سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا تو تم نے اسے کھینچ لیا.

یہ کلام ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۱۶۴ و ۲۷۷) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۴۲) اور کتاب الجمل (ص۱۲۸ و ۱۲۹) میں بتغیر الفاظ نقل کیا ہے ۔ نیز ابن عبد ربہ نے " اللھم إنھما قطعاني " سے " أملاً وعملاً " تک ایک لمبے خطبے کے اندر العقد (۲/۱۶۴ و ۲۷۷) میں نقل کیا ہے ۔

(۷۲) نہج کا ۱۳۵ واں کلام ہے (۲/۳۱):

لم يُسْرِعْ احدٌ قبلي إلى دعوةِ حقٍ وصِلةِ رحِمٍ و عائدةِ كرمٍ الخ	مجھ سے پہلے کوئی بھی حق کی پکار، صلۂ رحم اور کرم و جوانمردی کی طرف تیز نہیں دوڑا۔

یہ کلام طبری نے اپنی تاریخ (۵/۳۹) میں بتمامہ نقل کیا ہے۔

(۷۳) نہج کا ۱۴۱ واں خطبہ ہے (۲/۳۸):

أيها الناس، إنما انتم في هذه الدنيا غرضٌ تنتضِلُ فيه المنايا- مع كلّ جُرعةٍ شَرَقٌ۔[1]	لوگو! تم اس دنیا میں نشانہ ہو جس پر موت تیر لگاتی ہے۔ اور ہر گھونٹ کے ساتھ اُچھو ہے۔

یہ خطبہ ابو علی القالی نے کتاب الامالی (۲/۵۷ و ۱۰۲) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/۱۰) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۳۹) اور امالی (بحار ۷/۱۰۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۳۵) میں بنام امیر المومنین نقل کیا ہے۔ لیکن ان سے پہلے الحرانی تحف العقول (ص۲۰۷) میں بنام امام محمد باقرؑ قدرے اختلاف کے ساتھ نقل کر چکے ہیں۔

(۷۴) نہج کی ۱۴۲ ویں گفتگو ہے (۲/۳۹):

إن هذا الأمر لم يكن	بیشک اس امر کی کامیابی و ناکامی کا

---

[1] نیز نہج (۳/۱۹۶) بھی ملاحظہ ہو جہاں بذیل حکم یہ خطبہ تغیر و تبدل اور کمی بیشی کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔

نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا قلّۃ۔ وھو دین اللہ الذی أظھرہٗ وجندہ الذی أعدّہٗ وأمدّہٗ الخ	مدار کثرت وقلت پر نہ تھا یہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے غالب کیا ہے اور وہ لشکر ہے جسے خود اس نے تیار کیا ہے اور مدد دی ہے۔

اس گفتگو کا ایک ٹکڑا "فانک إن شخصت" سے آخر تک طبری کی تاریخ (۴/ ۲۳۸) اور ابن مسکویہ کی تجارب الامم (۱/ ۲۱۹) میں اور پورا کلام شیخ مفید کی الارشاد (ص ۱۲۱) میں درج ہے۔

(۵) نہج کا ۱۴۳واں خطبہ ہے (۲/ ۴۰):

فبعث محمدًا بالحق لیخرج عبادہٗ من عبادۃِ الأوثان إلی عبادتہ۔	پس اللہ نے محمد کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، تاکہ وہ اُس کے بندوں کو بتوں کی پرستش سے نکال کر اس کی عبادت کی طرف لے آئے۔

یہ خطبہ کلینی نے فروع الکافی (۳/ ۲۷۹) میں نقل کیا ہے اور اسی خطبہ کا دوسرا حصہ ہے (۲/ ۴۲):

أیھا الناس، إنّہٗ من استنصح للہ وُفِّقَ۔	لوگو! جس نے اللہ سے نصیحت مانگی، اُسے نصیحت دی گئی۔

یہ حصہ الحرانی نے تحف العقول میں امام حسنؑ کے اقوال میں

(۵۳) نقل کیا ہے۔ نیز نہج کا ۲۳۴ واں خطبہ بھی اسی کا ایک ٹکڑا ہے۔

(۷۶) نہج کا خطبہ ۱۴۸ ہے (۲/۵۳):

الحمد للهِ الدال علی وجوده بخلقه	اس اللہ کی حمد و ثنا جو اپنی مخلوق کے ذریعہ اپنے وجود کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اس خطبے کو کلینی نے اصولِ کافی (۳۳) میں معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۷۷) نہج کے ۱۵۲ دیں خطبہ کا حصہ ہے (۲/۶۷):

عبادَاللہ ! اَللهَ اللهَ فی أعـزِ الأ نفُسِ علیکم الخ	اللہ کے بندو، خدا سے ڈرو، نفس کے معاملہ میں جو تمھیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔

یہ حصہ علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷/۱۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۷۸) نہج کا ۱۵۷ واں کلام ہے (۲/۷۹):

یا أخا بنی أسدٍ، إنك لَقلِقُ الوَضِینِ۔	اے قبیلۂ اسد کے بھائی، تو تو ڈھیلے تنگ والا ہے۔

یہ کلام شیخ مفید نے الارشاد (۱۷۰) میں نقل کیا ہے۔

(۷۹) نہج کا ۱۵۹ واں کلام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے فرماتے ہیں (۲/۸۴):

إنَّ النّاسَ وَرائی، وقدِ استَسفَرُونی بینك وبینهم، وواللہ ما أدری ما أقول لك۔ ما أعرفُ شیئًا تجهله، ولا أدلّك علی شیءٍ لاتعرفهٗ الخ	لوگ میرے پیچھے ہیں اور انھوں نے مجھے تمھارے اور اپنے درمیان سفیر بنایا ہے اور بخدا میں نہیں جانتا کہ تم سے کیا کہوں، میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جو تمھیں معلوم نہ ہو اور نہ کسی ایسی بات کی طرف رہنمائی کرسکتا ہوں جسے تم پہچانتے نہ ہو۔

یہ گفتگو احمد بن یحییٰ البلاذری متوفی ۲۷۹ھ (۸۹۲ء) نے انساب الاشراف (۵/۶۰) میں، طبری نے تاریخ (۵/۹۶) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۷۳) میں، ابن مسکویہ نے تجارب الامم (۱/۴۷۸) میں اور شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص۸۴) میں نقل کی ہے۔

(۸۰) نہج کا ۱۶۱ واں خطبہ ہے (۲/۹۵):

لِیَتَاسَّ صغیرکم بکبیرِکم الخ	تمھارے چھوٹوں کو اپنے بڑوں کی پیروی کرنا چاہیے۔

کلینی نے کافی (۳/۳۱) میں یہ خطبہ نقل کیا ہے، اور اسی نے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطبہ ۸۴ کا جزو ہے -

(۸۱) نہج کا ۱۶۲ واں خطبہ ہے جو آپ نے آغازِ خلافت میں دیا تھا (۹۷/۲):

إن الله تعالی أنزل کتاباً هادیا بیّنَ فیه الخیرَ والشر الخ	بیشک اللہ تعالیٰ نے ہدایت بہم پہنچانے والی کتاب اتاری، جس میں خیر وشر دونوں کا بیان ہے -

اسے طبری نے اپنی تاریخ (۱۵۷/۵) میں نقل کیا ہے -

(۸۲) نہج کی ۱۶۳ ویں گفتگو اُن حضرات سے ہے جنھوں نے امیرالمومنین کو یہ مشورہ دیا تھا کہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے باز پرس فرمائیں - اس کا آغاز ہے (۹۸/۲):

یا إخوتاه! إنی لستُ أجهلُ ما تعلمون - ولکن کیف لی بقوّةٍ والقومُ المجلبونَ علی حَدِّ شوکتهم -	بھائیو! میں تمھاری معلومات سے بے خبر نہیں - لیکن مجھ میں قوت کیسے آسکتی ہے جب کہ باغی اپنی طاقت کی انتہا پر ہیں -

یہ گفتگو طبری کی تاریخ (۱۵۰/۵) اور ابن مسکویہ کی تجارب الامم (۵۱۰/۱) میں منقول ہے -

(۸۳) نہج کا ۱۶۴ واں خطبہ ہے (۹۹/۲):

إن الله بعث رسولاً هادياً بكتابٍ ناطقٍ وأمرٍ قائمٍ۔ لا يهلك عنه إلا هالكٌ۔ وإنّ المبتدعاتِ المشبّهاتِ هن المهلكاتُ إلا ما حفظ الله منها۔	بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک رہ نما پیغمبر بولنے والی کتاب اور برپا امر کے ساتھ بھیجا۔ اس سے وہی ہلاک ہوگا جو ہلاک ہونے ہی والا ہے، اور بیشک ایسی باتیں جو دین کی باتوں سے ملتی جلتی ہوتی ہیں وہی ہلاک کرنے والی ہوتی ہیں۔ مگر ہاں جن سے اللہ بچائے۔

یہ خطبہ شروع سے "حتی یارزَ الأمرُ إلی غیرکم" تک طبری نے (۵/۱۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۴۸) نہج کا ۱۶۶واں خطبہ ہے (۲/۱۰۱):

أللّٰهمّ ربّ السقفِ المرفوعِ والجوِّ المكفوفِ الّذی جعلتَه مغيضًا للّيل والنّهارِ ومجرىً للشمس والقمر الخ	اے اللہ، اے اونچی چھت اور تھامی ہوئی فضا کے پروردگار۔ جسے تو نے رات اور دن کے لیے منبع اور سورج اور چاند کی گذرگاہ بنایا ہے۔

یہ خطبہ ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (ص ۱۱۹) میں الحسین بن سعید بن حماد الأہوازی، مولیٰ زین العابدین علیہ السلام نے اپنی کتاب الدعاء والذکر (جنۃ الامان الواقیۃ للکفعمی ورق ۱۲۰ اب ومہج الدعوات

لابن طاؤس ۹۹ الف) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۸/۶) میں نقل کیا ہے۔

(۸۵) نہج کا ۱۶۷ واں خطبہ ہے (۲/۱۰۲):

الحمد لله الذی لا تُوارِی عنه سماءٌ سماءً ولا أرضٌ أرضًا الخ	سزوار حمد ہے وہ اللہ جس سے کوئی آسمان دوسرے آسمان اور کوئی زمین دوسری زمین کو نہیں چھپا سکتی۔

اس خطبے کو ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/۲۹۵) میں اور اس سے تیسرے پیراگراف کو قریب المعنی الفاظ کے ساتھ شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص ۴۵ و ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۸۶) نہج کے ۱۶۸ ویں خطبہ کا آخری حصہ ہے (۲/۱۰۶):

ألا إنّ هذه الدنیا التی أصبحتم تتمنّونها و ترغبون فیها، لیست بدارکم۔	خبردار، دنیا جس کے تم آرزومند ہو، اور جس کی تمھیں رغبت وخواہش ہے، تمھارا گھر نہیں ہے۔

یہ حصہ "لا تبقون علیها" تک الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۲) میں نقل کیا ہے۔

(۸۷) نہج کا ۱۶۹ واں کلام ہے (۲/۱۰۷):

قد کنتُ وما أُهدَّدُ	نہ مجھے جنگ سے مرعوب کیا جا سکتا تھا

بالحربِ و لا اُرْهَبُ بالضربِ۔	اور نہ ضربِ شمشیر سے خوفزدہ ۔

اس کلام کو شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۰۶) میں قدرے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے ۔

(۸۸) نہج کے ۱۷۱ ویں خطبہ کا آخری ٹکڑا ہے (۲/ ۱۱۶):

الاوان الظلم ثلاثة الخ	دیکھو، ظلم تین قسم کا ہوتا ہے ۔

یہ حصہ شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۴۴) میں بنام امیرالمومنین اور الحرانی نے تحف العقول (ص۷۱) میں بنام امام محمد باقرؑ درج کیا ہے۔

(۸۹) نہج کا ۱۷۴ واں کلام ذِعلبِ یمانی سے رویتِ باری میں ہوا ہے ۔ اس کا آغاز ہے (۲/ ۱۲۰):

لا تُدْرِكُهُ العيون بمشاهدة العِيانِ، ولكن تدركه القلوب بحقائق الايمان ۔	اُسے آنکھیں آشکارا نہیں دیکھ سکتیں، لیکن دل ایمان کی حقیقتوں کی وساطت سے پا سکتے ہیں ۔

یہ ارشاد کلینی نے اصول الکافی (ص۳۲) میں، شیخ صدوق نے کتاب الامالی (مجلس ۵۵) اور کتاب التوحید (ص۳۲۰ و ص۳۲۴) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص۱۳۱) میں نقل کیا ہے ۔

(۹۰) نہج کا ۱۷۵ واں خطبہ یہ ہے (۲/ ۱۲۱)

أحمدُ اللهَ على ما قضى	میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اُس

من أمرٍ وقدّرمن فعلٍ و على ابتلائي بكم، أيتّها الفرقة ُ الّتي إذا أمرتُ لم تُطِعْ ، وإذا دعوتُ ، لم تُجِبْ الخ	امر پر جس کا اُس نے فیصلہ کیا اور اُس کام پر جس نے اُس کو مقدر فرمایا اور تمھارے ذریعے سے اپنی آزمائش پر، اے میرا حکم نہ ماننے والو اور میری پکار کا جواب نہ دینے والو"

یہ خطبہ الثقفی نے کتاب الغارات میں نقل کیا ہے (ابن ابی الحدید ۲۹۴/۱)۔

(۹۱) نہج کا ۱۷۷ واں خطبہ ہے (۱۲۴/۲):

الحمدُ للہ الذی الیہ مصائرُالخلقِ و عواقبُ الأمرِ۔	اُس خدا کی تعریف جس کی طرف مخلوق کو لوٹنا ہے اور جس کے ہاتھ میں معاملے کے نتائج ہیں۔

اسے ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (۷۳/۱) میں نقل کیا ہے۔

(۹۲) نہج کا خطبہ نمبر ۱۸۱ ہے (۱۴۲/۲):

ما وحّدہٗ من کیّفہٗ ولاحقیقتہ أصابَ من مثّلہٗ۔	جس نے اس کی کیفیت بیان کردی اس نے اُسے ایک نہ مانا اور جس نے اس کی مثال قرار دیدی وہ اس کی حقیقت تک نہ پہنچا۔